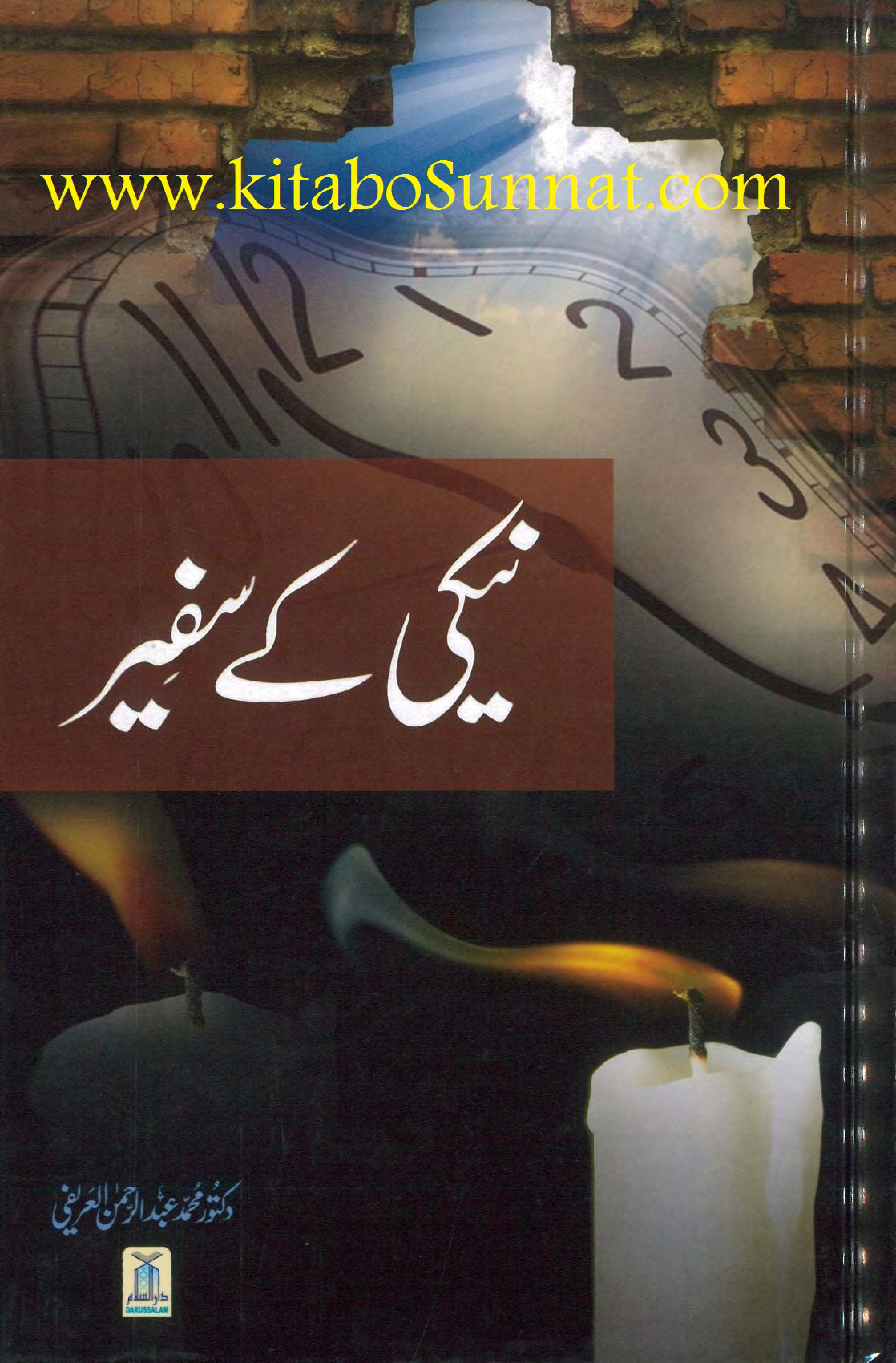

www.kitaboSunnat.com
نیکی کے سفیر
دکتور محمد عبد الرحمن العریفی
دار السلام
DARUSSALAM

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

معزز قارئین توجہ فرمائیں!

کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب ....

- عام قاری کے مطالعے کے لیے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد آپ لوڈ (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کی خاطر ڈاؤن لوڈ، پرنٹ، فوٹوکاپی اور الیکٹرانک ذرائع سے محض مندرجات نشرواشاعت کی مکمل اجازت ہے۔

☆ تنبیہ ☆

- کسی بھی کتاب کو تجارتی یامادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی ممانعت ہے۔
- ان کتب کو تجارتی یادیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی وشرعی جرم ہے۔

﴿اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں﴾

- نشرواشاعت، کتب کی خرید وفروخت اور کتب کے استعمال سے متعلقہ کسی بھی قسم کی معلومات کے لیے رابطہ فرمائیں۔

kitabosunnat@gmail.com
www.KitaboSunnat.com

www.kitabosunnat.com

نیکی کے سفیر

دلچسپ اور عبرت آموز تاریخ کے واقعات

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

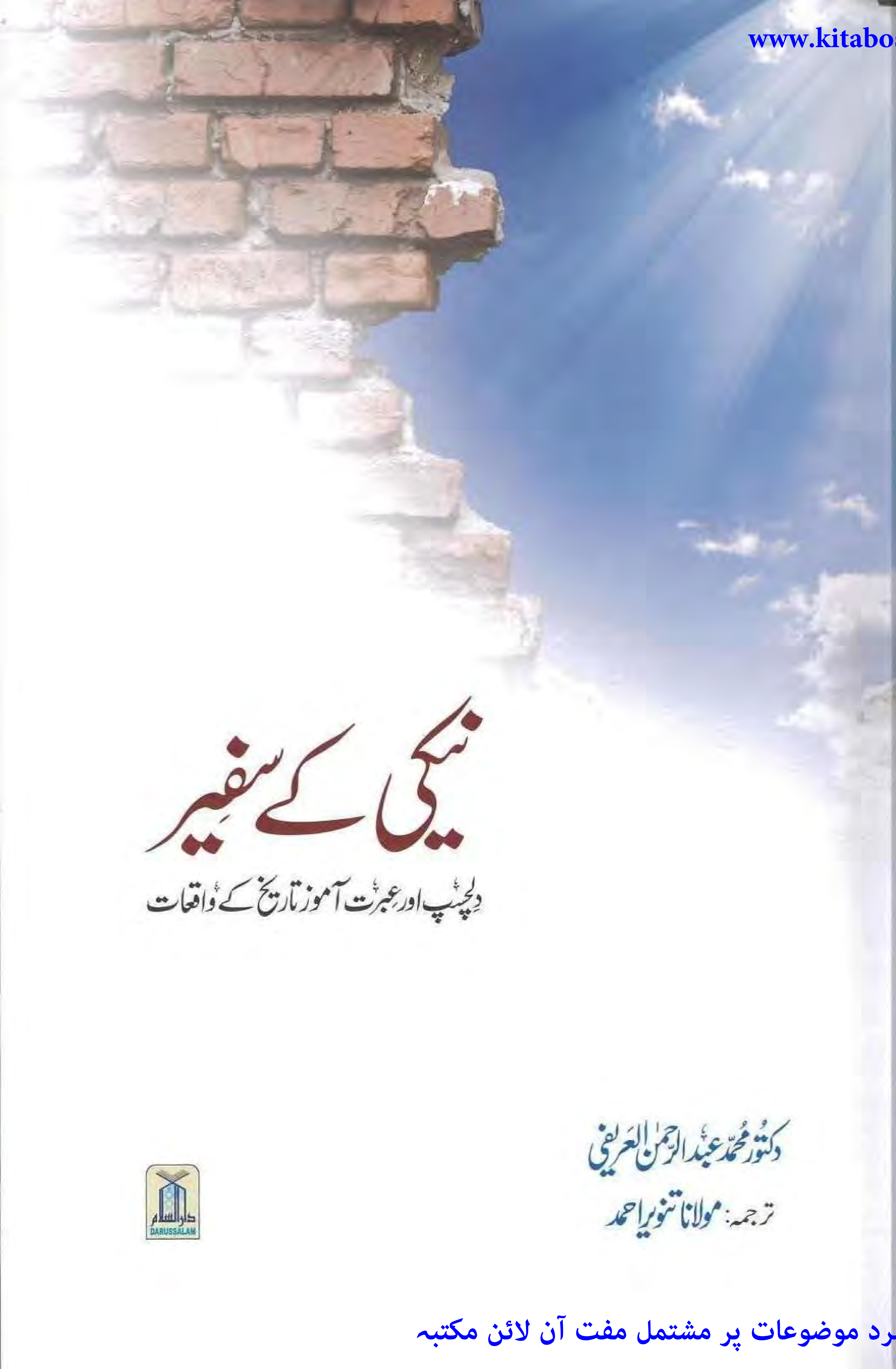

جملہ حقوق اشاعت برائے دارالسلام محفوظ ہیں

دارُالسّلام
کتاب وسنت کی اشاعت کا عالمی ادارہ

سعودی عرب (ہیڈ آفس)

پرنس عبدالعزیز بن جلاوی سٹریٹ پوسٹ بکس: 22743 الریاض: 11416 سعودی عرب

فون: 00966 1 4043432-4033962 فیکس: 4021659 www.darussalamksa.com

Email: darussalam@awalnet.net.sa info@darussalamksa.com

الریاض • العلیا فون: 00966 1 4614483 فیکس: 4644945 • الملز فون: 00966 1 4735220 فیکس: 4735221
• سویدی فون: 00966 1 4286641 • سویلم فون/فیکس: 00966 1 2860422

جدّہ فون: 00966 2 6879254 فیکس: 6336270 مدینہ منورہ فون: 00966 4 8234446,8230038 فیکس: 04 8151121

الخُبر فون: 00966 3 8692900 فیکس: 00966 3 8691551 خمیس مشیط فون/فیکس: 00966 7 2207055

ینبع البحر فون: 0500887341 فیکس: 8691551 قصیم (بریدہ) فون: 0503417156 فیکس: 00966 6 3696124

امریکہ • نیویارک فون: 001 718 625 5925 • ہوسٹن: 001 713 722 0419 کینیڈا • نصیرالدین الخطاب فون: 001 416 4186619

لندن • دارالسلام انٹرنیشنل پبلیکیشنز لمیٹڈ فون: 0044 20 77252246-0044 20 85394885 • دارمکہ انٹرنیشنل: 0044 0121 7739309

متحدہ عرب امارات • شارجہ فون: 00971 6 5632623 فیکس: 5632624 فرانس فون: 0033 01 480 52928 فیکس: 0033 01 480 52997

انڈیا • دارالسلام انڈیا فون: 0091 44 45566249 موبائل: 0091 98841 12041 • اسلامک بکس انٹرنیشنل فون: 0091 22 2373 4180
• ہدی بک ڈسٹری بیوٹرز فون: 0091 40 2451 4892 موبائل: 0091 98493 30850 • ایم/ایس براک انٹرپرائزز فون: 0091 44 42157847

سری لنکا • دارالکتاب فون: 0094 115 358712 • دارالایمان ٹرسٹ فون: 0094 114 2669197

پاکستان ہیڈ آفس ومرکزی شوروم

لاہور 36-لوئر مال، سیکرٹریٹ سٹاپ، لاہور فون: 00 4 32 24,372 400 34,372 240 373 42 0092 فیکس: 042 373 540 72

• غزنی سٹریٹ، اردو بازار، لاہور فون: 0092 42 371 200 54 فیکس: 042 373 207 03

• Y بلاک، گول کمرشل مارکیٹ، دکان: 2 (گراؤنڈ فلور) ڈیفنس، لاہور فون: 0092 42 356 926 10

کراچی مین طارق روڈ، ڈالمن مال سے (بہادر آباد کی طرف) دوسری گلی، کراچی فون: 0092 21 343 939 36 فیکس: 0092 21 343 939 37

اسلام آباد F-8 مرکز، اسلام آباد فون/فیکس: 0092 51 22 815 13

info@darussalampk.com | www.darussalampk.com

© مكتبة دارالسلام، ١٤٣٣ هـ

فهرسة مكتبة الملك فهد الوطنية أثناء النشر
العريفي، محمد عبدالرحمن
نيكي كي سفير (في بطن الحوت) / الاردية. / محمد عبدالرحمن العريفي - الرياض، ١٤٣٣ هـ
ص: ١٧٦ مقاس: ٢١×١٤ سم
ردمك: ٢-١٠٥-٠٠٠-٥٠٣-٦٠٣-٩٧٨
١. Islamic fiction ٢. Islamic stories أ العنوان
ديوي ٨١٣٨٨٠٩٧٣ ١٤٣٣/٣٨٠٢
رقم الإيداع: ١٤٣٣/٣٨٠٢
ردمك: ٢-[illegible]-٩٧٨

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو نہایت مہربان، بہت رحم کرنے والا ہے

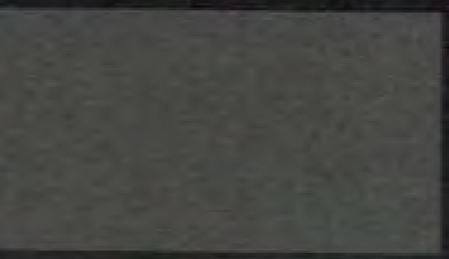
عرض ناشر 7

نیکی کا سفیر 9

راہ حق سے فرار کا انجام 26

دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے 32

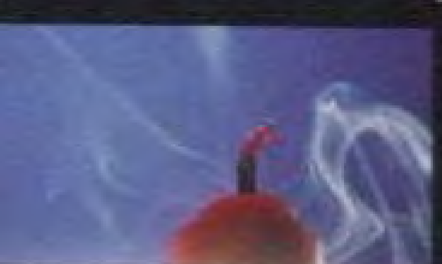
گھاٹے کا سودا 42

وہ مجھے روشنی دے گئی 49

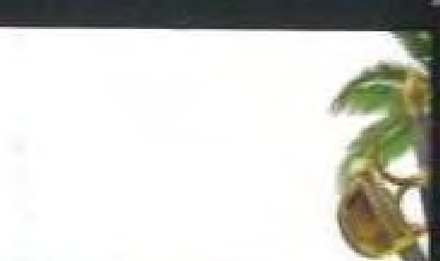
انوکھی آزمائش 62

تیرتی قبر 80

اللہ اکبر! 89

اللہ ماں سے بھی زیادہ مہربان ہے 91

سبحان اللہ وہ کیسے مریض ہیں ......! 93

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

استقامت کا پہاڑ 102

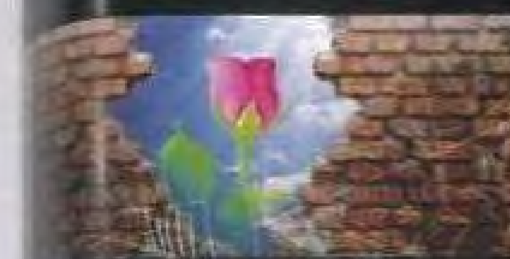
وہ کامیاب ہوگیا 110

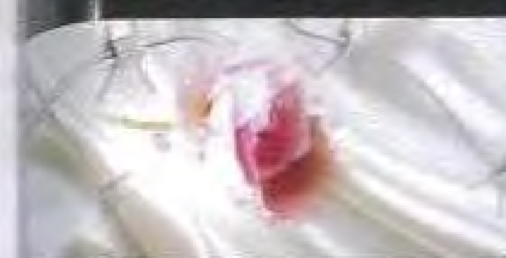
سچی توبہ 115

جانے والی کی یاد آتی ہے 118

سچائی کی تلاش 128

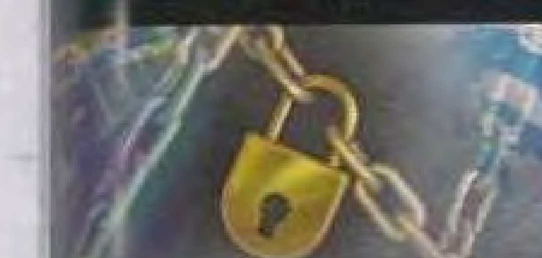
برائی کی چابی 138

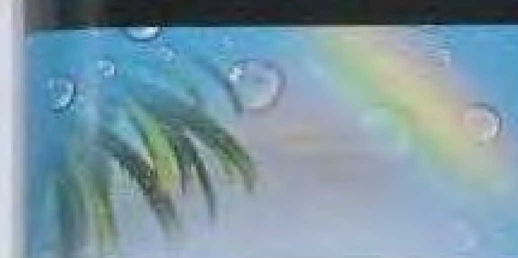
اللہ کی شانِ ستاری وغفاری 143

اسلام کا جری جوان 146

جنت کا راہی 157

سب کچھ لٹا کے ہوش میں آئے تو کیا ملا؟ 160

قرآن کی محبت 172

عرض ناشر

انسانی تاریخ سامانِ تفریح نہیں، سامانِ عبرت ہے۔ ہر دانش مند آدمی ماضی سے سبق سیکھتا ہے۔ گزشتہ نسلوں کے تجربات سے آئندہ نسلوں کو راہِ زیست کے متعین کرنے میں مدد ملتی ہے۔ قرآن مجید نے بھی گزشتہ قوموں کے عبرت انگیز واقعات اسی رنگ میں بیان کیے اور یہ پیغام دیا ہے کہ ان سے جو غلطیاں ہوئیں، انھیں دہرایا نہ جائے۔

زیرِ نظر کتاب میں تاریخ کے چند سبق آموز واقعات کو ضبطِ تحریر میں لایا گیا ہے اور بڑے دردمندانہ لہجے میں ان واقعات سے سبق حاصل کرنے کی تلقین کی گئی ہے۔

کتاب کے مصنف ڈاکٹر محمد بن عبدالرحمٰن عریفی ایک درد مند دل کے مالک ہیں۔ وہ چاہتے ہیں کہ ان کا قاری واقعاتِ تاریخ کو تفریحِ طبع کا ذریعہ نہ بنائے بلکہ ان کے ذریعے سے اصلاحِ نفس کی کوشش کرے۔ ڈاکٹر صاحب سعودی عرب کے دارالحکومت الریاض کے شہری ہیں۔ دعوت وتبلیغ کے میدان میں انھیں بڑی قدر ومنزلت حاصل ہے۔ انھوں نے وقت کے عظیم علماء سے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

دین کا علم حاصل کیا ہے۔

دارالسلام کی طرف سے جناب تنویر احمد نے کتاب کو اردو قالب میں ڈھالا اور جناب احمد کامران دہلوی نے ترجمے کی نوک پلک سنواری۔ پروف خوانی حافظ قمر حسن اور حافظ محمد ندیم نے کی۔ مولانا عبدالرحمٰن نے کتاب کو تخریج سے مزین کیا۔

ابو مصعب اور ان کے رفقاء نے کمپوزنگ کے فرائض انجام دیے۔ آرٹ ڈائریکٹر زاہد سلیم چودھری اور سینئر ڈیزائنر محمد نعیم نے ڈیزائننگ کے ذریعے سے کتاب کی قدر و قیمت میں اضافہ کیا۔ یہ سب افراد میرے شکریے کے مستحق ہیں۔

میں دارالسلام، لاہور کے مدیر عزیزم حافظ عبدالعظیم اسد کا بھی شکر گزار ہوں جن کی مخلصانہ کوششوں سے یہ کتاب منظر عام پر آئی۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اسے ہماری نجات کا ذریعہ بنائے۔ آمین۔

خادم کتاب وسنت

عبدالمالک مجاہد

دارالسلام، لاہور، الریاض

نیکی کا سفیر

میری عمر اس وقت تیس کے لگ بھگ ہو گی جب ہمارے ہاں پہلا بیٹا پیدا ہوا۔ وہ رات میں کبھی نہیں بھول سکتا۔ میں حسب معمول رات گئے تک اپنے دوستوں کے ساتھ ایک فارم ہاؤس میں بیٹھا گپیں ہانکتا رہا۔ رات بھر ہم فضول اور لا یعنی باتیں کرتے رہے۔ یہ غیبت، چغلی، بولیوں ٹھولیوں اور ٹھٹھے مذاق سے بھرپور رتجگا تھا، ہم آوارہ قہقہے لگاتے رہے اور اس رات تو میری شرارتیں عروج پر تھیں۔ نقلیں اتارنے کا فن کوئی مجھ سے سیکھے۔ کسی بھی شخص کی نقل اتارنے میں مجھے چند لمحے لگتے اور میرے دوست خوب ہنستے۔ آواز تبدیل کر کے اسی شخص جیسی آواز بھی نکال لیتا تھا جس کی نقل اتار رہا ہوتا۔ شاید ہی کوئی دوست مجھ سے بچا ہو جس کی میں نے نقل نہ اتاری ہو۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

اس رات مجھے انوکھی شرارت سوجھی۔ شام کے وقت میں بازار سے گزر رہا تھا۔ ایک نابینا بازار میں بھیک مانگتا پھرتا تھا۔ میں نے اپنی ٹانگ اس کے آگے کر دی۔ نابینا گداگر نے ٹھوکر کھائی اور گر پڑا۔ میری جانب رخ کیا۔ بیچارہ بہت بڑبڑایا اور نجانے کیا کیا کہتا ہوا چل دیا۔ اِدھر میں اِس حرکت پر نادم ہونے کے بجائے قہقہے لگا رہا تھا۔

رات گئے گھر لوٹا تو اہلیہ انتظار میں تھی۔ اس وقت اسے میری اشد ضرورت تھی۔ ہمیں فوراً ہسپتال جانا تھا۔ مجھے دیکھ کر اس نے بڑے کرب سے کہا: راشد! تم کہاں تھے؟

میں نے طنزیہ جواب دیا: ذرا مریخ پر گیا تھا اور کہاں تھا! وہاں اپنے دوستوں کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔

میری اہلیہ نے بمشکل کہا: ''راشد! میری طبیعت بہت خراب ہے۔ لگتا ہے ولادت کا وقت قریب ہے۔'' اس کے آنسو نکل آئے مجھے اپنی غلطی کا احساس ہوا کہ میں نے اپنی اہلیہ سے اچھا برتاؤ نہیں کیا۔ ان ایام میں اس کی دیکھ بھال کرنا اور اس کا خیال رکھنا میرا فرض تھا۔ کاش! میں ان دنوں دوستوں کے ساتھ زیادہ وقت نہ گزارتا۔ میں نے یہ خیالات ذہن سے جھٹک دیے۔ اہلیہ کو ساتھ لیا۔ فوراً ہسپتال روانہ ہو گیا۔ رات گزرتی جاتی تھی۔ صبح ہونے میں تھوڑی دیر باقی تھی۔ نرسیں میری اہلیہ کو وارڈ میں لے گئیں۔ میں باہر انتظار کرتا رہا۔ پھر مجھ پر غنودگی چھانے لگی۔ میں صبر نہ کر سکا۔ گھر جانے کا فیصلہ کیا۔ اپنا فون نمبر ایک نرس کو دیا اور کہا کہ جب ولادت ہو، مجھے اطلاع کر دینا۔

میں گھر آ کر سو گیا۔ تھوڑی دیر بعد ہسپتال سے فون آیا۔ مجھے بیٹے کی خوشخبری دی گئی۔ فوراً ہسپتال پہنچا۔ زچہ بچہ کے بارے میں پوچھا تو ہسپتال والوں نے کہا: اس لیڈی ڈاکٹر سے مل لو جو اس کیس کی انچارج تھی۔

میں بڑے جوش و خروش میں تھا۔ بیٹے کو فوراً دیکھنے کے لیے بے تاب تھا۔ میں نے کہا کہ ڈاکٹر سے بعد میں ملوں گا، پہلے یہ بتاؤ کہ میرا بیٹا کہاں ہے۔ میں اُسے دیکھنا چاہتا ہوں۔ جواب ملا: پہلے ڈاکٹر سے ملو۔ میں ڈاکٹر سے ملا۔ اس نے مجھے بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ لمبی تمہید باندھی۔ مصیبتوں اور پریشانیوں کا ذکر کیا۔ تقدیر پر راضی رہنے کی فضیلت جتائی، پھر اُس نے اچانک اور بھیانک خبر دی: بچے کی آنکھوں میں سوزش ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ وہ کبھی دیکھ نہیں سکے گا، وہ اندھا ہے۔

یہ سنتے ہی میرا سر جھک گیا۔ رات والا نابینا آنکھوں کے سامنے آ گیا جس سے میں نے ٹھٹھا کیا تھا۔ بھلا اب میں کیا کہہ سکتا تھا۔ ڈاکٹر کا شکریہ ادا کیا اور کمرے سے باہر آ گیا۔ میرا رخ اہلیہ کے کمرے کی

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

طرف تھا۔ وہ صبر وشکر کا نمونہ بنی بیٹھی تھی۔ اس نے مجھے بارہا نصیحت کی تھی کہ لوگوں کا مذاق نہ اڑایا کرو، غیبت سے پرہیز کیا کرو اور چغلیاں نہ کھایا کرو۔ لیکن میں ہر بار اس کی نصیحت ایک کان سے سنتا اور دوسرے کان سے نکال دیتا تھا۔

اگلے دن ہم ہسپتال سے گھر آ گئے۔ میں نے بیٹے کا نام سالم رکھا۔ میرے خیالوں کی اسکرین پر اہلیہ کی نصیحتیں کچھ دیر تک چمکیں اور پھر بجھ گئیں۔ سچ پوچھیں تو مجھے سالم سے کوئی محبت نہیں تھی۔ میں نے اس کی طرف کبھی کوئی توجہ نہ دی۔ بس یہ سمجھ لیا کہ وہ ہمارے گھر میں موجود ہی نہیں۔ جب وہ روتا، میں اٹھ کر دوسرے کمرے میں چلا جاتا۔ لیکن جہاں تک میری اہلیہ کا تعلق تھا، وہ اس سے بہت پیار کرتی تھی۔ اس کا بے حد خیال رکھتی تھی۔ مجھے سالم سے نفرت تو نہیں تھی مگر پیار بھی نہیں تھا۔

وقت کی رفتار کے ساتھ ساتھ سالم بڑا ہوتا گیا۔ اس نے رینگنا شروع کر دیا۔ اس کا رینگنا عام بچوں سے بہت مختلف تھا۔ جب اس کی عمر ایک سال سے زیادہ ہوئی تو اس نے آہستہ آہستہ چلنا شروع کیا۔ اس کے چلنے سے صاف پتا چلتا تھا کہ پاؤں میں لنگڑا پن بھی ہے۔ سالم کی معذوریوں کی وجہ سے میرے ذہن کے بوجھ میں اضافہ ہو گیا۔

میرے ہاں سالم کے بعد دو اور بیٹے عمر اور خالد پیدا ہوئے۔ وقت کتنی تیزی سے

گزر جاتا ہے، اس کا اندازہ ہی نہ ہوا۔ سالہا سال گزر گئے۔ میرے بچے بڑے ہو گئے مگر میرے شب و روز میں کوئی فرق نہ آیا۔ میں گھر میں ٹِکتا ہی نہیں تھا۔ ہمیشہ دوستوں کی محفلوں میں گُھسا رہتا۔ ان محفلوں کی اصل رونق میں ہی تھا، ایک مسخرا جو اُنھیں ہر آن نئی نئی شوخیوں سے ہنساتا رہتا تھا۔

میری تمام تر کوتاہیوں کے باوجود ایک ہستی ایسی تھی جو مجھ سے کبھی مایوس نہیں ہوئی۔ اس نے ہمیشہ میری بہتری کے لیے دعا کی۔ کبھی ناراضی کا اظہار نہیں کیا۔ آپ کو بتاؤں وہ کون تھی؟ وہ میرے بچوں کی ماں تھی! میری اہلیہ جو رات گئے تک میرا انتظار کرتی تھی۔ میں سالم کے سوا دوسرے دونوں بیٹوں سے شدید محبت کرتا تھا مگر سالم سے میرا تعلق واجبی سا تھا بلکہ سچ پوچھیں تو نہ ہونے کے برابر۔ میں نے اسے بہت کم بلایا تھا۔ اس سے بے حد کم بات کی تھی۔ بس یہی ایک بات تھی جس پر میری بیوی کڑھتی تھی۔ سالم اور اس کے بھائی اب اسکول جانے کی عمر میں تھے۔ میں نے سالم کو نابینا بچوں کے اسکول میں داخل کرا دیا، پھر وقت کا احساس ہی نہ ہوا۔ میرا کام دفتر جانا، کھانا پینا، سونا اور دوستوں کے ساتھ رات رات بھر جاگنا تھا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

وہ جمعے کا دن تھا۔ میں گیارہ بجے سو کر اٹھا۔ آج میں معمول سے پہلے ہی اٹھ گیا تھا۔ ایک دعوتِ ولیمہ میں شرکت کرنی تھی، اس لیے میں نے نیا لباس پہنا، عطر لگایا اور گھر سے باہر جانے لگا۔

میں اپنے کمرے سے نکلا میں نے دیکھا سالم زار وقطار رو رہا ہے۔ میرے قدم رک گئے۔ میری زندگی میں پہلی دفعہ ایسا ہوا تھا کہ میں نے سالم کو روتے دیکھا۔ دس سال بیت گئے تھے لیکن میں نے کبھی اس کی طرف توجہ ہی نہیں کی تھی۔ کبھی اُسے مڑ کر بھی نہ دیکھا۔ اب بھی خواہش یہی تھی کہ اس کے پاس سے تیزی سے نکل جاؤں۔ وہ اپنی والدہ کو بلا رہا تھا۔ نجانے وہ کون سا جذبہ تھا کہ میں اس کی طرف لپکا اور پوچھا: سالم! کیوں رو رہے ہو؟ اس نے میری آواز سنی تو رونا بند کر دیا۔ جب اسے احساس ہوا کہ میں اس کے آس پاس ہی ہوں تو اس نے مجھے ٹٹولنے کے لیے اپنے ہاتھ دائیں بائیں لہرائے اور یہ جاننے کی کوشش کی کہ میں اس کے قریب تو نہیں ہوں۔

جب اسے محسوس ہوا کہ میں اس کے قریب ہی کھڑا ہوں تو وہ ایک طرف سمٹنے لگا۔ مجھے احساس ہوا کہ وہ مجھ سے دور ہونے کی کوشش کر رہا ہے۔ میں نے اس کے قریب تر ہونا چاہا مگر اس نے رُخ پھیر لیا۔ شاید وہ مجھے میری بے حسی، لاتعلقی اور بے گانگی کا احساس دلا رہا تھا کہ آپ اتنی مدت کہاں رہے، دس سال کے بعد میرا خیال آیا ہے؟ میں نے اس کا پیچھا کیا تو وہ اپنے کمرے میں چلا گیا۔ میں بھی اس کے پیچھے پیچھے گیا۔ میں نے پھر پوچھا: سالم بیٹے! کیوں رو رہے تھے؟ مگر اس نے رونے کا سبب بتانے سے انکار کر دیا۔

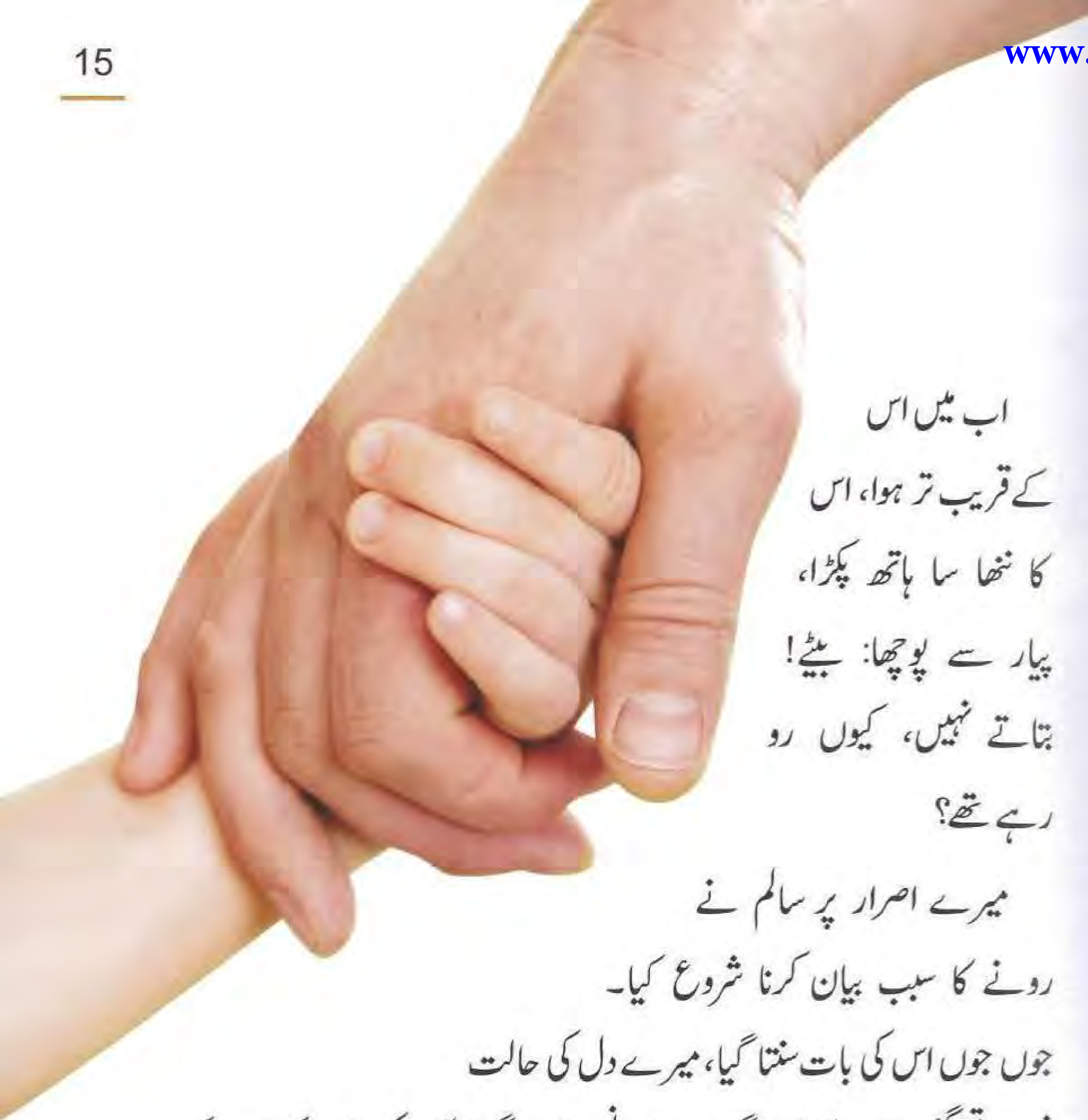

اب میں اس کے قریب تر ہوا، اس کا ننھا سا ہاتھ پکڑا، پیار سے پوچھا: بیٹے! بتاتے نہیں، کیوں رو رہے تھے؟

میرے اصرار پر سالم نے رونے کا سبب بیان کرنا شروع کیا۔ جوں جوں اس کی بات سنتا گیا، میرے دل کی حالت غیر ہوتی گئی۔ میں ہکا بکا رہ گیا۔ میرا سانس تیز ہو گیا۔ آپ کو بتاؤں کہ اس کے رونے کا سبب کیا تھا؟ آج اس کا بھائی عمر لیٹ ہو گیا تھا۔ وہ اسے وقت سے پہلے مسجد میں لے کر جایا کرتا تھا۔ چونکہ یہ جمعے کا دن تھا، اس لیے اسے خدشہ تھا کہ تاخیر کی وجہ سے شاید اسے پہلی صف میں جگہ نہ ملے۔

پھر اس نے عمر کو بلایا، پھر والدہ کو آواز دی لیکن کوئی نہ آیا تو وہ رو دیا۔ میں نے اس کے آنسو دیکھے جو اس کی بے نور آنکھوں سے برستے جا رہے تھے۔ میں اس کی بقیہ گفتگو نہ سن سکا۔ آگے بڑھ کر اس کی روشنی سے خالی آنکھوں پر

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

ہاتھ رکھ دیے اور پوچھا:

سالم! کیا تم صرف اِسی وجہ سے رو رہے تھے کہ مسجد جانے میں دیر ہو گئی ہے؟ اس نے جواب دیا: جی ہاں!

انسان بہت غافل اور کمزور ہے۔ وہ کیا جانے اگلے لمحے کی قسمت میں کیا ہے؟ اپنے نابینا لختِ جگر سے بات کرنے کی یہ گھڑی ایسی انقلاب انگیز تھی جس نے آناً فاناً میری زندگی کا دھارا بدل دیا۔ میری زندگی میں انقلاب آ چکا تھا۔ میں اپنے دوستوں کو بھول گیا۔ یہ دھیان ہی نہ رہا کہ مجھے دعوت ولیمہ میں شرکت کرنی ہے۔

میں نے سالم کو مخاطب کیا: سالم! پریشان نہ ہو، کیا تمھیں معلوم ہے کہ آج تمھارے ساتھ کون مسجد جائے گا؟

وہ کہنے لگا: یقیناً عمر جائے گا مگر وہ تو ہمیشہ دیر کر دیتا ہے!

میں نے کہا: فکر نہ کرو۔ آج تمھارا باپ تمھیں مسجد چھوڑنے جائے گا۔ آج میں تمھاری انگلی پکڑ کر چلوں گا۔

سالم حیران رہ گیا۔ اسے یقین نہ آیا۔ اسے گمان ہوا کہ میں اس سے مذاق کر رہا ہوں۔ اس نے تھوڑی دیر سوچا، پھر اس کی ہچکیاں بندھ گئیں۔

میں نے اس کے آنسو پونچھے۔ بڑی محبت سے بازو تھاما، پھر اُسے گاڑی کی طرف لے گیا۔ مگر اس نے گاڑی میں بیٹھنے سے انکار کر دیا۔

کہنے لگا: پدرِ بزرگوار! مسجد قریب ہے، میں پیدل جانا چاہتا ہوں تاکہ مجھے ہر قدم پر ثواب ملے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

مجھے یاد نہیں تھا کہ میں آخری بار کب مسجد گیا تھا مگر یہ پہلا موقع تھا کہ میں ندامت سے زمین میں گڑ گیا اور مجھے اپنے مقدس پروردگار سے اتنی دیر تک لاتعلق رہنے پر بڑی شرمندگی محسوس ہوئی۔ مسجد نمازیوں سے بھری ہوئی تھی۔ میں نے ذرا سی کوشش کی، سالم کے لیے پہلی صف میں جگہ مل گئی۔ ہم نے خطبہ جمعہ سنا۔ نماز کے لیے کھڑے ہوئے۔ سالم میرے پہلو سے لگا کھڑا تھا بلکہ سچ پوچھیے تو میں نے اس کے سائے میں کھڑے ہو کر نماز ادا کی۔

نماز ختم ہوئی تو سالم نے مجھ سے کہا: ذرا قرآن کریم دیجیے۔ میں حیران ہوا کہ یہ قرآن کیسے پڑھے گا، یہ تو نابینا ہے۔ میں سوچ رہا تھا کہ اس کی بات اَن سنی کر دوں مگر میں نے رد و کد میں پڑنے کے بجائے آگے بڑھ کر قرآن پاک کا نسخہ لیا اور اس کے حوالے کر دیا۔ اب اس نے کہا کہ سورۂ کہف نکال دیجیے۔ میں نے قرآن کے اوراقِ مبارک پلٹنے شروع کیے، چند صفحات پلٹے، سورۂ کہف سامنے آ گئی۔ اس نے قرآن کریم میرے ہاتھ سے لے لیا۔ ادب اور وقار سے اپنے سامنے رکھا اور سورۂ کہف کی تلاوت شروع کر دی۔ اس کی آنکھوں کے دیے بجھے ہوئے تھے مگر پھر بھی پورے سکون اور اطمینان سے

تلاوت کیے جا رہا تھا۔ اب مجھ پر منکشف ہوا کہ ہر چند وہ دیکھ نہیں سکتا مگر اسے پوری سورت زبانی یاد ہے۔ مجھ پر حیرتوں کے دریچے کھلتے چلے گئے۔

مجھے شدید شرمندگی محسوس ہوئی۔ میں نے بھی قرآن پاک کا نسخہ لیا۔ سورۂ کہف نکالی۔ میرے اعصاب پر رعشۂ سیماب طاری ہو گیا۔ میں نے قرآن پاک پڑھنا شروع کر دیا۔ پڑھتا رہا۔ دیر تک پڑھتا رہا۔ جوں جوں پڑھتا گیا، میری آنکھوں سے غفلت کے پردے اُٹھتے چلے گئے، پھر میں نے تڑپ کر اپنے رب سے اپنی ہدایت کی دعا مانگی۔ میں اپنے آپ پر قابو نہ رکھ سکا۔ ماضی کا غبار چھٹ گیا۔ حافظے کے پردے پر بیتے ہوئے واقعات جھلملانے لگے۔ اپنے گناہ یاد آتے چلے گئے اور خفت و شرمساری نے ایسے کچوکے لگائے کہ میں بچوں کی طرح بلکنے لگا۔

بعض لوگ سنتیں ادا کر رہے تھے۔ مجھے ان سے بڑی خجالت محسوس ہوئی۔ میں نے بہ تکلف کوشش کی کہ اپنے گریہ پر قابو پالوں میری آواز مدھم ہو گئی۔ اب میں آہیں بھر رہا تھا۔ میرے حلق سے سسکیاں نکل رہی تھیں۔ اچانک ایک ننھا سا ید بیضا میرا چہرہ صاف کرنے لگا۔ اس نے میری آنکھوں سے آنسو پونچھ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

ڈالے۔ یہ میرا بیٹا سالم تھا۔ میں نے اسے سینے سے لگا لیا۔ اس کی طرف محبت بھری نظروں سے دیکھا اور اپنے دل میں کہا: سالم! تم اندھے نہیں ہو، اندھا تو میں ہوں!

پھر ہم واپس گھر کی طرف روانہ ہوئے۔ اہلیہ سالم کی وجہ سے مغموم بیٹھی تھی۔ اُسے معلوم نہ تھا کہ آج سالم کو جمعہ پڑھانے کے لیے میں ساتھ لے گیا تھا۔ جب اسے پتا چلا کہ ہم دونوں باپ بیٹا اکٹھے مسجد گئے تھے تو اس کا قلق فوری مسرت میں تبدیل ہو گیا۔ اس کے بعد میری زندگی میں ایسا انقلاب برپا ہوا کہ اس دن سے میری کوئی نماز قضا نہیں ہوئی۔ میں نے بری سوسائٹی ترک کر دی۔ اب میں نے مسجد کے نمازیوں میں سب سے اچھے اور متقی انسانوں کو اپنا دوست بنا لیا۔ میں نے ایمان کی حلاوت چکھی۔ ان نیک نہاد دوستوں سے دین کے حوالے سے بہت سی اہم باتیں سیکھیں۔

پھر تو یہ حالت ہو گئی کہ کوئی حلقۂ درس اور کوئی دینی پروگرام کہیں بھی ہوتا، میں اس سے کبھی غیر حاضر نہیں رہتا تھا۔ قرآن کریم کی تلاوت میرا معمول بن گئی۔ مہینے میں کم سے کم ایک بار قرآن کریم ضرور ختم کرتا۔ میری زبان پر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا جاری رہتی۔ اپنا ماضی یاد آتا تو اور زیادہ کثرت اور توجہ سے ذکر اذکار کرتا کہ شاید اللہ تعالیٰ میرے سابقہ گناہ معاف فرما دے۔ میں نے لوگوں کے ساتھ کتنا دل آزار سلوک کیا تھا۔ ان کی نقلیں اتاری تھیں۔ ان کا مذاق اڑایا تھا۔ ان پر آوازے کسے تھے۔ اُن کے دِل کے شیشے توڑے تھے! آہ! میں کس تاریک وادی میں بھٹکتا پھرتا تھا!

اب میں اپنے گھر والوں سے بہت قریب ہو گیا۔ میری اہلیہ کے چہرے پر رونق آ گئی۔ کہاں اس کا وہ اداس چہرہ جب وہ میرے بارے میں مغموم اور متفکر رہتی تھی اور کہاں اب اُس کا مسکراہٹوں کی شمیم و شبنم لٹاتا ہوا ضیا بار مکھڑا!

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

اور پھر میرا سالم! اس کی خوشیوں کا کوئی ٹھکانا ہی نہیں تھا۔ گھر میں بہار آگئی۔ میرا زیادہ وقت سالم کے ساتھ گزرتا اور میں اللہ تعالیٰ کے انعامات پر شکر ادا کرتا تھا۔

ایک دن کچھ ساتھیوں نے کہا کہ ہم اللہ کے دین کی دعوت کے لیے دور کسی ملک میں جانا چاہتے ہیں، تم بھی ہمارے ساتھ چلو۔ میں دعوت وتبلیغ جیسے عظیم الشان فریضے سے بے خبر تھا۔ زمین پر بوجھ بنا بیٹھا تھا۔ کبھی بھولے سے بھی خیال نہیں آیا تھا کہ دعوت وتبلیغ کے لیے نقل وحرکت کرنی چاہیے۔ ذرا متردد ہوا مگر ان کا اصرار بڑھا۔ میں نے استخارہ کیا اور اہلیہ سے مشورہ لیا۔ وہ تو مدتوں سے متمنی تھی کہ میں دینِ قیم کا داعی بن جاؤں۔ میرا خیال تھا کہ وہ میری روانگی پر راضی نہیں ہوگی مگر معاملہ برعکس نکلا۔

میں اس کے ایمان افروز ردعمل پر بڑا خوش ہوا۔ اس نے میری حوصلہ افزائی کی۔ کہاں وہ ماضی کہ اُسے اطلاع کیے بغیر فسق وفجور کے لیے مختلف ملکوں میں جایا کرتا تھا اور کہاں یہ زمانۂ حال کہ اسلام کا پیغام عام کرنے جا رہا تھا۔

میں نے سالم سے بات کی، اُسے اپنے سفر کا مقصد بتایا اور پوچھا: تمھارا کیا خیال ہے۔ اس نے اپنے چھوٹے چھوٹے بازو میرے گلے میں ڈال دیے اور کہا: ''ابو! دعوت وتبلیغ تو ہر مسلمان کی ذمے داری ہے۔ آپ دعوت الی اللہ کے

لیے ضرور جائیں۔'' بالآخر میں تبلیغی دورے پر روانہ ہوگیا۔

گھر سے نکلے تین مہینے سے اوپر ہو چکے تھے۔ اس دوران گھر والوں سے کئی دفعہ فون پر بات چیت کی مگر نجانے کیوں سالم سے کوئی بات نہ ہوسکی۔ جب بھی بات ہوتی یا تو وہ اسکول گیا ہوتا، یا مسجد، یا سو رہا ہوتا۔ میری تمنا تھی کہ اس کی آواز سنوں۔ باقی بچوں سے بات ہوگئی مگر سالم کی صدا سننے کو ترس گیا۔

جب بھی اہلیہ کو فون کرتا، وہ مجھے سالم کی باتیں سناتی۔ گھر میں خوشیوں کا جمگھٹا تھا۔ پھر ایک دن ہم نے واپسی کا ارادہ کیا۔ میں نے اہلیہ کو فون کیا کہ میں واپس آ رہا ہوں۔ بچوں کا کیا حال ہے؟ سالم کیسا ہے؟ آج میں نے محسوس کیا کہ اس کا لہجہ بدلا ہوا ہے۔ وہ شوق اور وہ بے تابی جس کی لپیٹ میں رہ کر وہ مجھ سے باتیں کرتی تھی، آج معدوم تھی۔ میں نے کہا کہ سالم کو میرا سلام کہنا اور بتانا کہ میں آ رہا ہوں۔ اہلیہ ان شاء اللہ کہہ کر خاموش ہوگئی اور فون بند ہوگیا۔

میں گھر واپس آیا، دروازے پر دستک دی۔ چشمِ تصور سے دیکھ رہا تھا کہ سب سے پہلے سالم میرا استقبال کرے گا، دروازہ بھی وہی کھولے گا لیکن مجھے بڑا تعجب ہوا کہ سالم کے بجائے میرا چار سالہ بیٹا خالد بابا بابا کہتا ہوا میرے ہاتھوں میں جھول گیا۔ اس روز نجانے کیوں مجھے سینے میں گھٹن سی محسوس ہو رہی تھی۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

میں نے أعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم پڑھا۔ گھر میں داخل ہوا۔ بیوی استقبال کے لیے آگے بڑھی۔ اس کا چہرہ اُترا ہوا نظر آیا۔ ہر چند چہرے پر مسکراہٹ تھی مگر اس سے تصنع اور بناوٹ چھلک رہی تھی۔ میں نے پوچھا: خیریت تو ہے؟ تمھیں کیا ہوا؟

کہنے لگی: نہیں۔ ایسی تو کوئی بات نہیں۔

اور پھر اچانک سالم کا خیال آیا

سالم کدھر ہے؟

اہلیہ نے سر جھکا لیا اور کوئی جواب نہ دیا اس کے چہرے پر آنسوؤں کی دھاریں بہنے لگیں۔ میں چیخ اُٹھا: سالم......سالم کہاں ہے؟

میرا بیٹا خالد آگے بڑھا اور توتلی زبان میں کہنے لگا: ''بابا'' سالم جنت میں چلا گیا۔ اللہ تعالیٰ کے پاس!

میری اہلیہ کے صبر وقرار کا پیمانہ چھلک پڑا۔ وہ بلک بلک کر رونے لگی اور شدید صدمے کے مارے نڈھال ہوگئی۔ میں کمرے سے نکل آیا۔ اپنے آپ پر قابو نہ رکھ سکا۔ پھوٹ پھوٹ کر رویا۔

نہیں جہانِ محبت میں اشک بھی بے کار
یہ کام آتے ہیں دل کی لگی بجھانے میں

معلوم ہوا کہ میرے واپس آنے سے دو ہفتے پہلے سالم کو بخار ہوا تھا۔ اہلیہ نے اسے ہسپتال داخل کرایا، ماہر ڈاکٹروں سے علاج کرایا مگر، مرض بڑھتا گیا

جوں جوں دوا کی۔ بخار تیز ہوتا گیا۔ ایک دن اُس نے آخری ہچکی لی اور اس کی پاکیزہ روح قفس عنصری سے پرواز کرگئی۔

یہ پھول اپنی لطافت کی داد پا نہ سکا
کھلا ضرور مگر کھل کے مسکرا نہ سکا

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

راہ حق سے فرار کا انجام

اسے راہ حق اپنانے کا بڑا شوق تھا، وہ اسلام کی خوبیاں دیکھ کر خوشی سے پھولے نہ سماتا تھا۔

مجھے آج ہی اسلام قبول کر لینا چاہیے، یہ واقعی بہت عظیم مذہب ہے۔

اس کا نام جبلہ بن ایہم تھا، وہ غسان قبیلے کا سردار تھا، ایمان کی بشاشت اسے اسلام قبول کرنے پر ابھار رہی تھی، اس نے اسلام قبول کرلیا اور خلیفۂ وقت عمر بن خطاب ؓ کو خط لکھا۔

کیا آپ سے ملاقات ہوسکتی ہے؟ میں نے اسلام قبول کرلیا ہے۔

عمر ؓ اور دوسرے مسلمان جبلہ بن ایہم کے قبول حق کی خبر پا کر بے حد خوش ہوئے۔

امیر المومنین عمر ؓ نے جواباً لکھا:

تمھیں وہ تمام تر حقوق وتحفظات حاصل ہیں جو اسلام نے ہمیں دیے ہیں۔
اس کے ساتھ ہی اب تم پر وہ تمام اوامر ونواہی بھی لاگو ہوں گے جن کا اسلام

نے ہمیں پابند کیا ہے۔

جبلہ اپنے پانچ سو شہسواروں سمیت نکلا، جب وہ مدینہ کے قریب پہنچا تو اس نے سونے کے تاروں سے مرصع شاہانہ لباس پہنا، سر پر شاہی تاج رکھا جس میں نہایت بیش قیمت ہیرے جواہرات جگمگا رہے تھے، اپنے لشکر کو بھی خوشنما لباس پہننے کا حکم دیا۔

پھر مدینہ منورہ میں داخل ہوا، مدینے کے سب لوگ، بچے، بوڑھے حتیٰ کہ عورتیں بھی گھروں کی کھڑکیاں کھول کر اس کی طرف جھانکنے لگیں، وہ عمر ؓ کی خدمت میں پہنچا، آپ نے اُسے خوش آمدید کہا اور اپنے قریب بٹھایا۔

حج کا موسم آیا تو امیر المومنین حج کے لیے نکلے۔ جبلہ نے بھی آپ کے ساتھ حج کرنے کا ارادہ ظاہر کیا، امیر المؤمنین عمر ؓ بیت اللہ کا طواف کر رہے تھے۔ جبلہ بھی ہمراہ تھا۔ بنوفزارہ کے ایک غریب آدمی کا پیر جبلہ کے ازار پر آ گیا، جبلہ نے اُسے شعلہ بار آنکھوں سے دیکھا اور اتنے زور کا طمانچہ مارا کہ اس غریب کی ناک کی ہڈی توڑ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

ڈالی، یہ مقدمہ عمر رضی اللہ عنہ کی عدالت میں پہنچا، عمر رضی اللہ عنہ نے جبلہ کو طلب کر لیا اور پوچھا: جبلہ! تم نے دوران طواف اپنے بھائی کے چہرے پر تھپڑ کیوں مارا؟ اس بیچارے کی ناک کی ہڈی ٹوٹ گئی ہے۔ جبلہ اِتراتے ہوئے بولا: اس کمینے نے میرے ازار کو روندا ہے، اگر بیت اللہ کی حرمت کا احساس نہ ہوتا تو میں اس کی گردن تن سے جدا کر دیتا۔

عمر: تم نے اپنے جرم کا اعتراف کر لیا ہے، لہٰذا اپنے اس بھائی کو راضی کرو، ورنہ تم سے بدلہ لیا جائے گا اور تمھارا یہ بھائی تمھارے چہرے پر اسی طرح تھپڑ مارے گا جس طرح تم نے اسے تھپڑ رسید کیا تھا۔

جبلہ: جناب عمر! میں غسان کا بادشاہ ہوں۔ بھلا یہ عام بازاری آدمی مجھ سے قصاص لے گا؟

عمر: یقیناً ایسا ہی ہوگا۔ اسلام نے تم دونوں کے درمیان مساوات قائم کی ہے، اگر تم میں سے کسی کو دوسرے پر برتری حاصل ہو سکتی ہے تو اس کا واحد معیار تقویٰ ہے۔

جبلہ: مجھے ایسے اسلام کی ضرورت نہیں، میں دوبارہ عیسائی ہو جاؤں گا۔

عمر: اسلام کا حکم ہے کہ جو اسلام کو چھوڑ کر مرتد ہو جائے، اسے قتل کر دو، اگر تم نے عیسائیت قبول کر لی تو میں تمھیں موت کے گھاٹ اُتار دوں گا۔

جبلہ: امیر المؤمنین! مجھے کل تک کے لیے مہلت دیجیے تاکہ میں اس بارے میں غور کر لوں۔

عمر: جاؤ! تمھیں کل تک مہلت ہے۔

جب رات کا سناٹا چھا گیا اور لوگ نیند کی آغوش میں خراٹے لینے لگے، جبلہ چپکے سے اُٹھا اور اپنے لشکر سمیت مکہ سے نکل بھاگا۔ وہ قسطنطنیہ پہنچا اور عیسائیت قبول کر لی، وہاں اس نے کچھ عرصہ گزارا، زندگی کی رونقیں ختم ہو گئیں، ایمان کی حلاوت سے جو تروتازگی پیدا ہوئی تھی وہ ختم ہو گئی، دل مرجھا گیا، حسرت وافسوس کے جذبات اُس کے دل ودماغ پر چھا گئے، اسے اپنے زمانۂ اسلام کی حسین اور دلنشیں یادیں تڑپانے لگیں، نماز کی حلاوت اور روزے کی چاشنی رہ رہ کر یاد آنے لگی، وہ رب العالمین کے ساتھ شرک کرنے اور دین اسلام چھوڑنے پر بہت نادم ہوا۔

جبلہ بن ایہم مارے پشیمانی پھوٹ پھوٹ کر رویا اور یہ اشعار کہے:

تَنَصَّرَتِ الْأَشْرَافُ مِنْ عَارِ لَطْمَةٍ

وَمَاكَانَ فِيهَا لَوْ صَبَرْتُ لَهَا ضَرَرُ

”معزز لوگوں نے ایک تھپڑ کے عار سے عیسائیت اختیار کر لی۔ اگر وہ صبر کر لیتے تو اس میں کوئی نقصان نہیں تھا۔“

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

تَكْنُفُنِي مِنْهَا لِجَاجٌ وَّ نَخْوَةٌ
وَبِعْتُ لَهَا الْعَيْنَ الصَّحِيحَةَ بِالْعَوَرِ

''گھیر لیا مجھے ہٹ دھرمی اور تکبر نے اور میں نے اس کے لیے صحیح آنکھ کو کانے پن کے بدلے فروخت کر دیا۔''

فَيَالَيْتَ أُمِّي لَمْ تَلِدْنِي وَلَيْتَنِي
رَجَعْتُ إِلَى الْقَوْلِ الَّذِي قَالَ لِي عُمَرُ

''کاش! میری ماں مجھے جنم ہی نہ دیتی، کاش میں اس بات کو قبول کر لیتا جو عمر (رضی اللہ عنہ) نے میرے لیے کہی تھی۔''

وَيَالَيْتَنِي أَرْعَى الْمَخَاضَ بِقَفْرَةٍ
وَكُنْتُ أَسِيرُ فِي رَبِيعَةَ وَمُضَرَ

''کاش! میں جنگل و بیابان میں اونٹنیاں چراتا اور میں ربیعہ اور مضر میں چل پھر رہا ہوتا۔''

وَيَالَيْتَ لِي بِالشَّامِ أَدْنٰى مَعِيشَةٍ
أُجَالِسُ قَوْمِي ذَاهِبَ السَّمْعِ وَالْبَصَرِ

''کاش! میرے لیے شام میں ادنی سی گزران ہوتی اور میں اپنی قوم میں اندھا اور بہرا بن کر بیٹھا رہتا۔'' [1]

بعض لوگ چاہتے ہیں کہ اپنے شب وروز دینِ اسلام کے احکام کے مطابق گزاریں، لیکن تکبر ان کی راہ کا روڑا بنا رہتا ہے، اسی بنا پر وہ شعائر اسلام کی

پیروی نہیں کرتے، پاجامہ اپنے ٹخنوں سے اونچا نہیں رکھتے، تکبر کی بنا پر داڑھی نہیں رکھتے، مشرکین کی مخالفت نہیں کرتے، وہ اپنی ظاہری سج دھج کو اپنے رب کی اطاعت گزاری کے مقابلے میں زیادہ قابل ترجیح سمجھتے ہیں۔

اسی طرح بعض عورتیں پردے کے معاملے میں ہمیشہ سستی اور کاہلی سے کام لیتی ہیں، ہر وقت اپنے حسن کی ظاہری آرائش وزیبائش اور نمائش ہی میں لگی رہتی ہیں، بھڑکیلے لباس پہن کر اتراتی ہیں، ابروؤں کے بال نوچ کر اور تنگ لباس پہن کر اپنے جسم کے نشیب وفراز کی نمائش کرتی اور اپنے رب کی نافرمانی میں مشغول رہتی ہیں، جب انھیں نصیحت کی جاتی ہے تو تکبر سے سر جھٹکتی ہیں اور سرکشی اور نافرمانی کرتی ہیں، رسول اللہ ﷺ کا فرمانِ عالی شان ہے:

«لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِّنْ كِبْرٍ»

''جس شخص کے دل میں ذرّہ بھر بھی تکبر ہو گا، وہ جنت میں نہیں جا سکے گا۔'' [2]

[1] دیکھیے مختصر تاريخ دمشق، ترجمة جبلة بن الأيهم الغساني. [2] صحيح مسلم، حديث: (147)-91.

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے

ایک بوڑھا تھا۔ وہ اپنے محلے کی مسجد کا امام تھا، اس نے ساری زندگی نماز اور قرآن کی تعلیم ہی میں بسر کی تھی۔ ایک دن اُسے محسوس ہوا کہ نمازی روز بروز کم ہوتے جا رہے ہیں، وہ ان کے بارے میں بڑا پریشان تھا، وہ انھیں اپنی اولاد کی طرح سمجھتا تھا، ایک دن اس نے چند نمازیوں سے پوچھا: کیا بات ہے کہ لوگ نماز کے لیے نہیں آتے، خصوصاً نوجوان تو مسجد کے قریب بھی نہیں پھٹکتے؟

نمازیوں نے جواب دیا: لوگ لہو ولعب میں پڑے ہیں اور ڈانسنگ ہال میں ناچ گانے میں لگے رہتے ہیں۔ امام صاحب نے کہا: ڈانسنگ ہال! یہ کیا چیز ہے؟ ایک نمازی بولا: ایک بہت بڑا کمرہ ہوتا ہے، اس میں لکڑی کا لمبا چوڑا اسٹیج ہوتا ہے، اس پر نوجوان لڑکیاں تھرکتی ہیں، مٹکتی ہیں اور بے تاب ہو کر ناچتی ہیں، لوگ ان کے اردگرد بیٹھے ہوتے ہیں اور انھیں بھوکی نگاہوں سے دیکھتے رہتے ہیں۔ تالیاں بجاتے ہیں اور ان کے ہنر کی خوب داد دیتے ہیں۔

بوڑھے امام نے کہا: اللہ کی پناہ! کیا جو لوگ ان ناچنے والی نوجوان لڑکیوں کو

دیکھتے ہیں، وہ مسلمان ہیں؟

لوگوں نے کہا: جی ہاں!

بوڑھے امام نے مکمل بیزاری کا اظہار کرتے ہوئے کہا: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ، یہ تو بڑی گھناؤنی صورت حال ہے۔ ہم پر فرض ہے کہ ایسے لوگوں کو حکمت کے ساتھ نصیحت کریں اور صراطِ مستقیم پر گامزن کرنے کی کوشش کریں۔''

امام صاحب کی بات سن کر لوگ بہت حیران ہوئے۔

انھوں نے پوچھا: مولانا! کیا آپ ناچ گھر جا کر لوگوں کو وعظ و نصیحت کریں گے؟

بوڑھا امام اٹھا۔ مسجد سے نکل گیا، کہنے لگا: آؤ میرے ساتھ، ہم ڈانسنگ ہال چلیں۔

لوگوں نے بڑی کوشش کی کہ اسے اس کے ارادے سے باز رکھیں۔

نمازی کہنے لگے: حضرت! ڈانسنگ ہال نہ جائیے، وہ گناہوں کا باڑا ہے۔ وہاں کے لوگ وحشی ہیں، جانور ہیں، درندے ہیں، شیطان کے چیلے ہیں۔ وہ بدتمیز لوگ آپ کی ہنسی اُڑائیں گے، ٹھٹھا مخول کریں گے، آپ پر طرح طرح

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

کے فقرے کسیں گے۔ آپ پر سب وشتم کے تیر برسائیں گے، آپ ان کے مذاق کا نشانہ بن کر رہ جائیں گے۔

بوڑھے امام نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا: میرے عزیزو! غور کرو۔ کیا ہم محمد ﷺ سے بہتر ہیں؟ کیا کلمۂ حق کی تبلیغ میں اللہ کے رسول ﷺ پر آزمائشیں نہیں آئیں؟ کیا ان کا مذاق نہیں اُڑایا گیا؟ کیا انھیں ساحر و مجنون نہیں کہا گیا؟ کیا اُن کی راہ میں کانٹے نہیں بچھائے گئے؟ کون سا ظلم اور کون سا ستم ہے جو عالم انسانیت کی اِس سب سے برگزیدہ ہستی پر روا نہیں رکھا گیا؟ پھر ہما شما کیا چیز ہیں؟

پھر بوڑھے امام نے ایک نمازی کا ہاتھ پکڑا اور کہا: مجھے ڈانسنگ ہال کا پتا بتاؤ۔ امام صاحب عزم صمیم کے ساتھ چل دیے۔ گویا وہ زبان حال سے کہہ رہے تھے۔

اب راستے میں زیست ملے یا اجل پڑے
تم سوچ کر اُٹھاؤ قدم، ہم تو چل پڑے

وہ ڈانسنگ ہال میں پہنچے، ناچ گھر کے مالک نے انھیں دور ہی سے دیکھ لیا، اس کا خیال تھا کہ شاید کہیں وعظ کے لیے جا رہے ہیں۔

بوڑھے امام صاحب اپنے ساتھی کے ساتھ اس کے پاس جا پہنچے، وہ بڑا حیران ہوا، انھوں نے ڈانسنگ ہال کے دروازے کا رخ کیا تو مالک نے پوچھا: فرمائیے! کیا چاہتے ہیں؟

بوڑھے امام نے کہا: ہم ڈانسنگ ہال میں موجود لوگوں کو وعظ کرنا چاہتے ہیں،

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

ہال کا مالک انھیں بڑی حیرانی سے دیکھنے لگا، اس نے ان کی یہ درخواست قبول کرنے سے معذرت چاہی، بوڑھے امام نے اس سے بڑی نرمی سے بات چیت کی، اسے اس کے بدلے میں اجرِ عظیم کی خوش خبری سنائی۔ لیکن اس نے صاف انکار کر دیا، امام صاحب نے کہا: آپ مال و زر کے پجاری ہیں۔ چلیے ...... ہم آپ کے اس شو کی رقم ادا کرتے ہیں۔

امام صاحب نے اس کے پورے شو کی رقم ادا کر دی، مالک راضی ہو گیا، اور امام صاحب سے کہا: آپ کل آئیں جب شو شروع ہو گا۔ اگلے دن شو شروع ہو چکا تھا، لوگ پورے انہماک سے ڈانسنگ ہال میں بیٹھے ہوئے تھے، تھیٹر کا اسٹیج شیطانی آوازوں سے گونج رہا تھا، شیطانوں نے لوگوں کے دلوں پر مکمل طور پر قبضہ جمایا ہوا تھا اور لوگ تالیاں بجا رہے تھے، اچانک پردہ گرا، اور پھر اُٹھا تو لوگ یہ دیکھ کر حیران ہو گئے کہ بوڑھا امام پر وقار انداز میں کرسی پر بیٹھا ہوا ہے، امام صاحب نے بسم اللہ پڑھی۔ اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کی، پھر نبی کریم ﷺ کی ذاتِ بابرکات پر درود پڑھا اور وعظ کا آغاز کر دیا، لوگ ہکا بکا رہ گئے، ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگے، بعض لوگ ہنس رہے تھے، بعض لوگ تنقید کے نشتر چلا رہے تھے، اور بعض لوگ ٹھٹھا مذاق کر رہے تھے، لیکن بوڑھے امام نے ان کی

طرف توجہ نہ دی اور وعظ و نصیحت کا سلسلہ جاری رکھا، بالآخر حاضرین میں سے ایک آدمی کڑک کر بولا: لوگو! چپ ہو جاؤ! ہر طرف سناٹا چھا گیا، لوگوں کے دلوں پر سکینت نازل ہونے لگی۔ ہنسی مذاق کی آوازیں رک گئیں، اب ہر جانب امام صاحب ہی کی آواز گونج رہی تھی، انھوں نے لوگوں کے سامنے آیاتِ خشیت تلاوت کیں جن سے پہاڑوں پر بھی لرزہ طاری ہو جائے، پھر انھوں نے انسان کی بھلائی اور خیر خواہی کے سب سے بڑے آرزو مند حضرت محمد ﷺ کی احادیث مقدسہ بیان کیں۔ ایمان اور اعمال صالحہ کی برکات و حسنات سے آگاہ کیا۔ نیکی کرنے والوں کے درجات کی بلندی کے احوال سنائے اور اللہ کے باغیوں، شیطانوں اور نافرمانوں کے لرزہ خیز انجامِ بد سے ڈرایا اور حاضرین کو درسِ عبرت دینے لگے: میرے پیارے بھائیو! تم نے بڑی طویل عمر گزار لی، اپنے مہربان اللہ کی بہت نافرمانیاں کر لیں، تم خوابِ غفلت کی بہت سی انگڑائیاں لے چکے۔ ذرا سوچو۔ اپنی حالت پر غور کرو، اللہ کے لیے مجھے بتاؤ، تمھیں اپنے پروردگار کی نافرمانی کر کے کیا ملا؟ تمھارے گناہ تمھارے اعمال ناموں میں درج ہو گئے۔ اب بتاؤ تمھارے گناہوں کی لذت کہاں گئی؟ یقیناً لذت ختم ہو گئی اور تمھارے کالے کرتوتوں کی سیاہی باقی رہ گئی، عنقریب تم سے ان کے بارے میں

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

پوچھا جائے گا، وہ وقت قریب آرہا ہے جب ہر شے فنا ہو جائے گی۔ سورج بے نور ہو جائے گا، چاند تارے طلوع وغروب کے افسانے سنانے چھوڑ دیں گے، بادل دور نکل جائیں گے، آندھیاں آئیں گی، بگولے اٹھیں گے، زمین زلزلوں سے کانپے گی اور شق ہو جائے گی، پہاڑ روئی کے گالوں کی طرح اُڑ جائیں گے۔ سمندروں کی موجیں اور شیطان کی فوجیں معدوم ہو جائیں گی، پانی اپنے بہاؤ کا راستہ بھول جائے گا۔ بہار روٹھ جائے گی۔ پھول کھلنا چھوڑ دیں گے۔ چاروں طرف موت ناچے گی۔ زندگی کی ایک رمق بھی باقی نہیں بچے گی۔ صرف ایک اللہ کی ذات باقی رہے گی، میرے دوستو! ذرا سوچو تو سہی تمھارا منصب اور ذمہ داری کیا تھی مگر تم کیا ہو گئے ہو؟ ذرا اپنے گریبان میں جھانکو، لوگو! کیا تم نے کبھی اپنے گریبانوں میں جھانکا ہے، اپنے اعمال کی خبر لی ہے۔ کیا تمھیں معلوم ہے کہ عنقریب تم کہاں جانے والے ہو؟ تم دنیا کی آگ برداشت نہیں کر سکتے۔ یہ آگ جہنم کی آگ کا صرف (70) سترواں حصہ ہے۔ جہنم کے شعلوں سے

ڈرو۔ وقت ضائع نہ کرو۔ اٹھو! توبہ کرو۔ ندامت کے آنسو بہاؤ، اپنے روٹھے ہوئے رب کو منا لو، آہ! تم اپنے رب کے سامنے کیا منہ لے کر جاؤ گے؟ کیا تم نے کبھی غور کیا ہے، اللہ رب العزت کے تم پر کتنے احسانات ہیں؟ کیا اس کی رحمتیں ہر وقت تم پر نازل نہیں ہوتیں؟ اور تمھارے گناہوں کے انبار اس کی طرف نہیں جاتے؟ وہ تو تم پر اپنے انعامات کی برسات کرتا رہتا ہے اور تم ہر گھڑی اس کی نافرمانی میں ڈوبے رہتے ہو، اپنی جفائیں بھی دیکھو اور اس کی وفائیں بھی دیکھو!

بوڑھا امام دل کی گہرائیوں سے بول رہا تھا۔ بڑا اثر انگیز وعظ کر رہا تھا، اس کے جملے تیر بن کر سینوں میں پیوست ہو رہے تھے، اور دلوں کی کایا پلٹ رہے تھے، زندگی کی اصل حقیقت سورج کی طرح روشن ہو رہی تھی، اب لوگ رونے لگے۔ بہت سے لوگوں کی سسکیاں اُبھرنے لگیں۔

امام صاحب نے انھیں تسلی دی۔ فرمایا: میرے عزیزو! اپنے اندر بنیادی

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

تبدیلی پیدا کرلو۔ توبہ کرو۔ گناہوں سے دور بھاگو۔ یوں بدل جاؤ جیسے موسم بدل جاتا ہے۔ ہمارا رب کریم بڑا عالی ظرف اور بے حد رحم فرمانے والا ہے۔ میرے دوستو! رب کریم پر بھروسا کرو، پھر دیکھنا تمھارا اکرم پروردگار تم سے کتنی جلدی راضی ہو جائے گا اور تمھارے سر پر عزت و سرفرازی کا تاج سجا دے گا۔

آخر میں امام صاحب نے دُعا کی: اے رب ذوالجلال! ہم تیری بارگاہِ عالی میں سوالی ہیں۔ جو بھی تیری چوکھٹ پر آتا ہے، خالی ہاتھ نہیں جاتا۔ ہمارا دستِ سوال تیرے حضور پھیلا ہوا ہے۔ تُو بے پایاں کرم فرمانے والا ہے۔ تیری بخششوں کے خزانے لا محدود ہیں۔ معاف فرمانا تیرا عظیم وصف ہے۔ تُو توبہ کرنے والوں اور معافی مانگنے والوں کو بہت پسند کرتا ہے۔ ہم گنہگار بندے تجھ سے معافی کی بھیک مانگتے ہیں۔ ہمارے گناہ معاف فرما دے۔ ہمیں بدی سے دور اور نفور کر دے۔ ہمیں نیکی کی زندگی کا خوگر بنا دے۔

امام صاحب یہ دعا کر رہے تھے اور وہی ڈانسنگ ہال جو پہلے فسق و فجور کا اڈا تھا، اب آمین آمین کی مقدس صداؤں سے گونج رہا تھا۔ امام صاحب وقار کے ساتھ کرسی سے اُٹھے اور ہال سے نکل کر اپنی مسجد کی طرف چلے گئے۔

محترم قارئین! کیا آپ جانتے ہیں کہ یہ انقلاب کس طرح برپا ہوا؟ وہی لوگ جو پہلے امام صاحب کا مذاق اُڑا رہے تھے، اب توبہ کر کے نیکی کے راہی کس طرح بن گئے؟ یہ صرف نیکی کی تبلیغ کا نتیجہ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں نیکی کی تبلیغ ہی کے لیے پیدا فرمایا ہے۔ افسوس! ہم اپنا اصلی فرض بھول گئے اور زمین پر بوجھ بن کر بیٹھ گئے۔ ہمیں بھی لوگوں کو اللہ کی بندگی کی دعوت دینی چاہیے۔

انھیں بتانا چاہیے کہ ذرے ذرے پر اللہ تعالیٰ کا قبضہ ہے۔ اپنی ہر حاجت اُسی کے حضور پیش کرو۔ تمھارے دل میں خلوص کی آنچ، ایمان کی روشنی اور اعمال صالحہ کی تڑپ ہوگی تو وہ تمھیں سب کچھ دے دے گا۔ اس نے انھیں مزید نصیحت کی، پھر ان کے لیے رحمت اور بخشش کی دعا کی، سارے لوگ آمین آمین کہہ رہے تھے، بوڑھے امام کی دعا نے جلتی پہ تیل کا سا کام دکھایا، پھر بوڑھا امام پورے وقار کے ساتھ کرسی سے اٹھا اور ہال سے باہر نکل گیا، تمام لوگ اس کے پیچھے ہو لیے، سب لوگوں نے اس کے ہاتھ پر توبہ کر لی، انھوں نے اپنا مقصد حیات پہچان لیا، انھوں نے اس حقیقت کو پا لیا کہ جب نامۂ اعمال پیش کیا جائے گا، اعمال کا وزن کیا جائے گا تو یہ ناچ گانے کوئی فائدہ نہیں دیں گے، گناہوں کی لذت جہنم میں لے جائے گی، اس بوڑھے امام کا وعظ اس قدر پراثر تھا کہ ڈانسنگ ہال کے مالک نے بھی توبہ کر لی، وہ اپنے کیے پر بڑا شرمندہ تھا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

گھاٹے کا سودا

وہ بڑا نامی گرامی شاعر تھا، لیکن اب بڑھاپے کے نرغے میں آ گیا تھا، اس نے ساری زندگی گمراہی میں بسر کر دی تھی مگر اب اچانک اس کے ارمانوں میں اسلام کی شمع جلنے لگی، وہ یمامہ سے نکلا۔ نبی ﷺ سے ملاقات کے لیے چلا تا کہ اسلام قبول کر لے، اس نے اپنی سواری کا رخ مکہ کی طرف موڑ دیا، وہ بہت خوش تھا کہ اب نبی آخر الزمان ﷺ سے ملاقات ہو گی، وہ اپنی دُھن میں چلا جا رہا تھا اور نبی کریم ﷺ کی مدح سرائی کرتا جا رہا تھا......؎

أَلَمْ تَغْتَمِضْ عَيْنَاكَ لَيْلَةً أَرْمَدَا

وَعَادَكَ مَا عَادَ السَّلِيمَ الْمُسَهَّدَا

''یقیناً تو نے اس طرح رات گزاری جس طرح آشوب چشم کا مریض رات گزارتا ہے، تیری آنکھیں ایک لمحے کے لیے بھی بند نہ ہوئیں اور تیری وہ حالت ہو گئی جو سانپ کے ڈسے ہوئے اور آنکھوں میں رات گزارنے والے کی ہوتی ہے۔''

أَلَا أَيُّهٰذَا السَّائِلِي أَيْنَ يَمَّمَتْ

فَإِنَّ لَهَا فِي أَهْلِ يَثْرِبَ مَوْعِدَا

''خبردار! مجھ سے میری اونٹنی کے بارے میں پوچھنے والے کہ اس کا کدھر کا ارادہ ہے، تجھے جان لینا چاہیے کہ اس کے لیے اہل یثرب میں وعدے کی جگہ ہے۔''

نَبِيٌّ يَّرٰى مَا لَا تَرَوْنَ وَذِكْرُهُ

أَغَارَ لَعَمْرِي فِي الْبِلَادِ وَأَنْجَدَا

''وہ ایسا نبی ہے جو ان چیزوں کو دیکھتا ہے جو تم دیکھ نہیں سکتے مجھے میری عمر کی قسم! اس کا ذکر اطراف واکناف میں پھیلا ہوا اور اس کی جماعت ہر جگہ موجود ہے۔''

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

أَجِدَّكَ لَمْ تَسْمَعْ وَصَاةَ مُحَمَّدٍ
نَبِيِّ الْإِلٰهِ حَيْثُ أَوْصٰى وَأَشْهَدَا

"بلاشبہ تو نے اللہ کے نبی محمد (ﷺ) کی نصیحت نہیں سنی اور لوگوں نے اس پر گواہی دی۔"

إِذَا أَنْتَ لَمْ تَرْحَلْ بِزَادٍ مِّنَ التُّقٰى
وَلَاقَيْتَ بَعْدَ الْمَوْتِ مَنْ قَدْ تَزَوَّدَا

"جب تو نے دنیا سے نیک عمل کا زاد راہ اختیار نہ کیا اور مرنے کے بعد اس شخص سے ملاقات ہوئی جو دنیا سے تقوی کا زاد راہ لے گیا۔"

نَدِمْتَ عَلٰى أَنْ لَّا تَكُونَ كَمِثْلِهِ
وَأَنَّكَ لَمْ تُرْصِدْ لِمَا كَانَ أَرْصَدَا [1]

"تو اپنی کوتاہیوں پر پشیمان ہوا کہ تو اس جیسا کیوں نہ ہوا اور اس چیز کے لیے تیاری نہ کی جس کے لیے اس نے تیاری کی۔"

جوں جوں وہ صحرا کے نشیب وفراز عبور کرتا جا رہا تھا، نبی ﷺ کی محبت اور آپ سے ملاقات کا جذبۂ بے تاب بھی بڑھتا جا رہا تھا، اس نے بتوں کی پوجا چھوڑنے اور اسلام قبول کرنے کا پکا عزم کر لیا تھا، وہ مدینۃ الرسول کے پاس پہنچا تو مشرکین کے کچھ لوگوں نے اسے روک لیا، پوچھا: کہاں کا ارادہ ہے؟ بوڑھے شاعر نے صاف بتا دیا کہ میں پیغمبر رحمت ﷺ سے ملنے جا رہا ہوں اور اسلام قبول کرنا چاہتا ہوں، مشرکین کو خطرہ لاحق ہو گیا، اگر یہ شاعر مسلمان ہو گیا

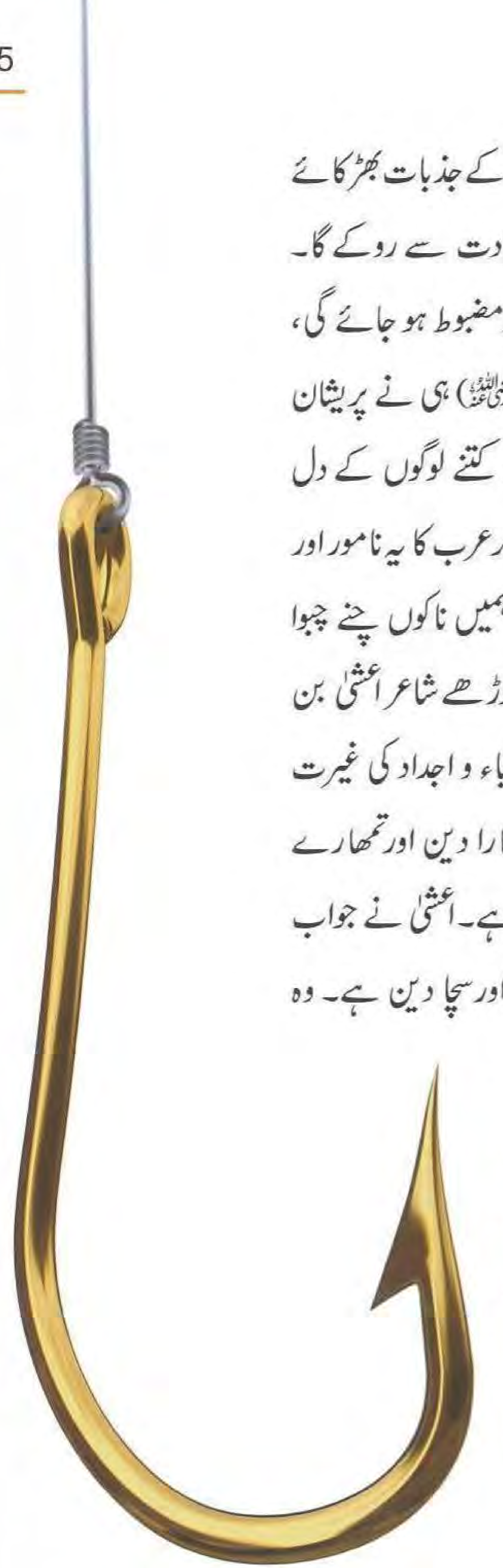

تو اپنی شاعری کے ذریعے سے لوگوں کے جذبات بھڑکائے گا، لوگوں کو ہمارے معبودوں کی عبادت سے روکے گا۔ اس طرح محمد (ﷺ) کی دعوت مزید مضبوط ہو جائے گی، ہمیں تو ایک شاعر حسان بن ثابت (رضی اللہ عنہ) ہی نے پریشان کر رکھا ہے، اس اکیلے نے نجانے کتنے لوگوں کے دل اسلام کی محبت سے گرما دیے ہیں، اگر عرب کا یہ نامور اور بے مثال شاعر بھی مسلمان ہو گیا تو ہمیں ناکوں چنے چبوا دے گا، مشرکین مکہ عرب کے اس بوڑھے شاعر اعشیٰ بن قیس کو روکنے لگے اور اسے اپنے آباء و اجداد کی غیرت دلانے لگے اور کہنے لگے: اعشیٰ! تمھارا دین اور تمھارے باپ دادا کا دین سب سے بہتر دین ہے۔ اعشیٰ نے جواب دیا: نہیں! محمد ﷺ کا دین ہی بہتر اور سچا دین ہے۔ وہ ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگے،

پھر انھوں نے ایک اور حربہ اختیار کیا۔ بوڑھے شاعر کو ورغلانے اور اسلام قبول کرنے سے روکنے کے لیے ایک اور حربہ اختیار کیا۔

انھوں نے کہا: اعشیٰ! محمد ﷺ زنا کو حرام قرار دیتے ہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

اعشیٰ: میں بوڑھا ہو چکا ہوں، اب مجھے عورتوں سے کیا واسطہ!

مشرکین: وہ شراب کو بھی حرام کہتے ہیں۔

اعشیٰ: شراب تو عقل کا خاتمہ کر دیتی ہے، اچھے بھلے آدمی کی رسوائی کا سبب بنتی ہے، مجھے شراب کی کوئی ضرورت نہیں۔

جب انھوں نے دیکھا کہ اعشیٰ عزم صمیم کر چکا ہے اور اپنے ارادے سے ٹلنے والا نہیں تو انھوں نے ایک اور شیطانی ہتھکنڈا اختیار کیا۔ وہ اُسے لالچ دینے لگے۔ کہنے لگے: ہم تمھیں سو اونٹ دیتے ہیں، تم اسلام کا ارادہ چھوڑ دو اور اپنے گھر کی راہ لو۔

کیچڑ میں ہاتھی بھی پھسل جاتا ہے۔ مشرکین نے اسلام کی راہ سے ہٹانے کے لیے مال کی چمک دکھائی تو بڈھا شاعر پھسل گیا، اس نے غور وفکر شروع کر دیا۔ یہ تو بہت بڑی دولت ہے، شیطان نے اس کی عقل پر پردے ڈال دیے، اعشیٰ بن قیس نے مشرکین کی ہاں میں ہاں ملاتے ہوئے کہا: یہ تو تم نے بہت اچھی بات کی۔ لاؤ! میں تمھاری پیشکش قبول کرتا ہوں۔ انھوں نے سو اونٹ اکٹھے کیے اور اعشیٰ کو دے دیے، وہ سو اونٹ لے کر حالت کفر ہی میں اپنے گھر کی طرف واپس چل دیا۔ اونٹوں کا ریوڑ ہنکائے لیے جا رہا تھا اور بڑا خوش تھا، دل ہی دل میں سوچ رہا تھا کہ میں نے شاعری کے ذریعے سے بڑی دولت جمع کر لی ہے، اب میں بڑا مال دار ہوگیا ہوں، مجھے کسی کی محتاجی نہیں رہی، لیکن بھول گیا کہ اللہ تعالیٰ بھی اس کی گھات میں ہے اور ہر دم دیکھ رہا ہے کہ وہ کس طرح دنیا کے گھٹیا سامان کے عوض اللہ کی نافرمانی کر رہا ہے، حالانکہ زمین وآسمان کے

سارے خزانے تو اللہ ہی کے پاس ہیں، اب آگے کی بات سنیے ؎

قسمت کی خوبی دیکھیے ٹوٹی کہاں کمند
دو چار ہاتھ جبکہ لب بام رہ گیا

بڈھا شاعر کشاں کشاں اپنے گھر کے قریب پہنچا ہی تھا کہ اچانک اونٹنی سے گر گیا...... اس کی گردن ٹوٹ گئی اور وہیں سسک سسک کر مر گیا، اونٹوں کا ریوڑ دھرا کا دھرا رہ گیا۔ اس نے اپنی دنیا بھی گنوا دی اور آخرت بھی برباد کر لی۔

یہ کھلے بندوں گھاٹے کا سودا تھا۔

افسوس! اُس نادان انسان پر جو اللہ کے راستے سے بھاگے اور دنیاوی چمک دمک پر ریجھ کر گھاٹے کا سودا کرے۔

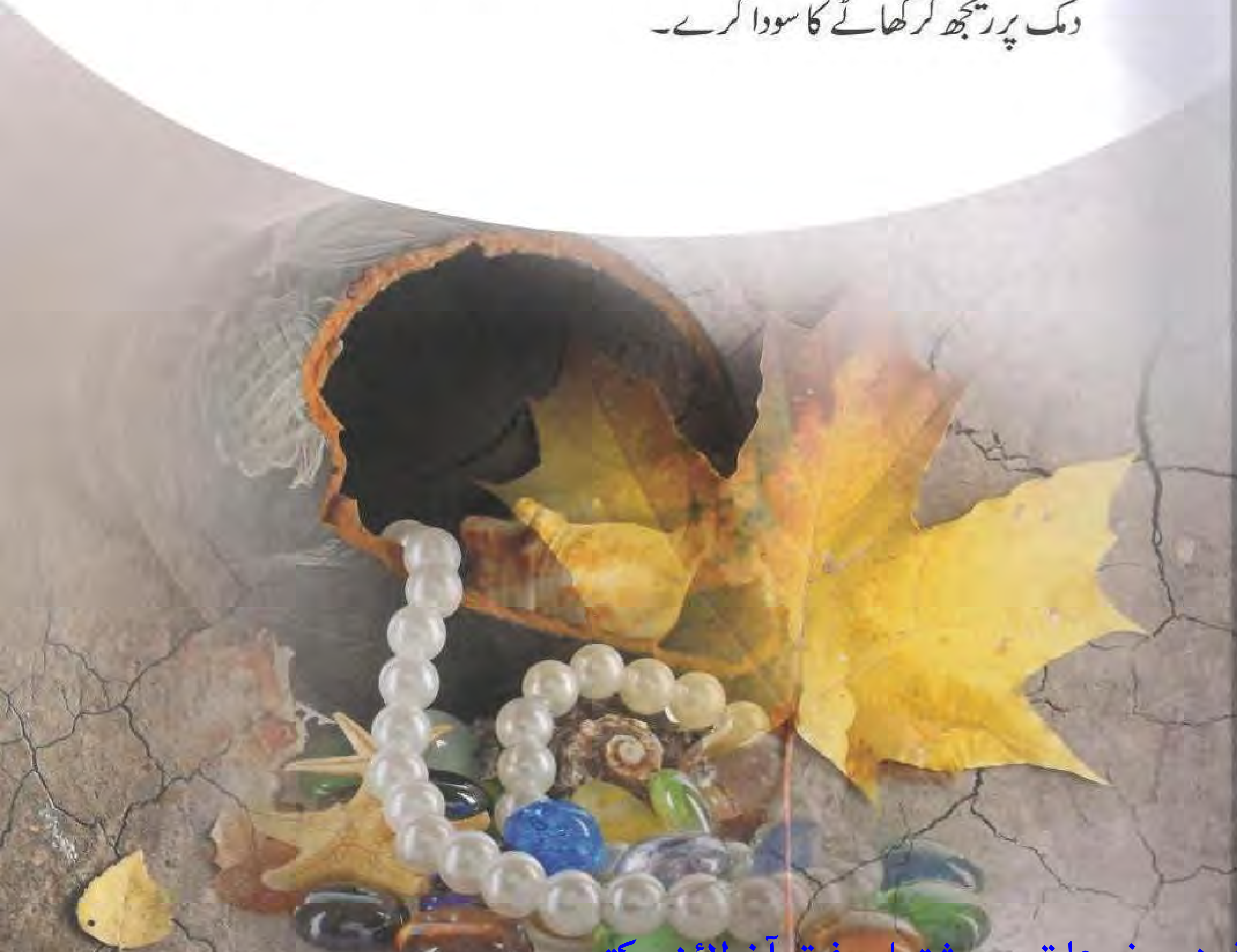

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

ملال یہ ہے کہ ایسا اکثر ہوتا ہے۔ بسا اوقات انسان حق کو پہچان لیتا ہے اور اس کی پیروی کا شوق بھی رکھتا ہے، لیکن اس فانی دنیا کے عارضی فائدے کی خاطر دھوکے میں آ جاتا ہے، اور اپنے رب کی نافرمانی پر اڑا رہتا ہے، دنیا کا کروفر، سج دھج، شان وشوکت اور بری صحبت دین پر استقامت اختیار کرنے کی راہ میں آڑے آجاتی ہے، وہ دنیا کی پرکشش چیزوں کی طرف لپک پڑتا ہے اور موت کا بے رحم ہاتھ اس کی گردن دبوچ کر اُسے قبر کے گڑھے میں پھینک دیتا ہے۔ کاش! نادان انسان یہ حقیقت سمجھ لے کہ آخرت کی زندگی اور اس کی نعمتیں بے مثال اور ہمیشہ باقی رہنے والی ہیں۔

1 السیرۃلابن ہشام، قصۃ أعشٰی:1/386-388، و السیرۃ النبویۃ لابن کثیر، قصہ أعشٰی بن قیس:2/78.

وہ مجھے روشنی دے گئی

سرخ بتی جل اٹھی، پوری سڑک دور تک گاڑیوں سے اٹ گئی، ادھر وعدے میں بھی چند منٹ باقی رہ گئے، اب مجھے کیا کرنا چاہیے؟ میں سوچنے لگا۔ غصے اور پریشانی سے میرا برا حال تھا، خانہ خراب ہو اس سُرخ اشارے کا، کھلنے کا نام ہی نہیں لے رہا، کاش! میں سب سے آگے ہوتا تو اشارے کو آناً فاناً کراس کر جاتا، گھڑی خطرے کی گھنٹی بجا رہی تھی۔ خدا خدا کر کے سبز اشارے کی بتی روشن ہوئی، میں نے اپنی انگلی ہارن کے بٹن پر رکھ دی۔ میری اس حرکت نے سب لوگوں کو پریشان کر دیا، رکی ہوئی گاڑیاں حرکت میں آئیں۔ میں ایک ایک کر کے تیزی سے انھیں کراس کرنے لگا، میری خطرناک ڈرائیونگ نے اردگرد کے لوگوں کو ڈرا دیا، قریب تھا کہ میری گاڑی دوسری گاڑی سے ٹکرا جاتی، میری کوشش تھی کہ ایک دم اُڑ کر ان کے پاس پہنچ جاؤں، وقت گزر گیا، میرے دوست جا چکے تھے، میں سوچنے لگا۔ اب میں کہاں جاؤں، میں نے لمبی آہ بھری، کاش! مجھے ان کے ٹھکانے کا علم ہوتا۔

اب میری گاڑی بڑے سکون سے جا رہی تھی، میں گہری سوچ میں ڈوبا ہوا تھا

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

کہ دوسری گاڑی کا ہارن مجھے میری سوچوں کے گرداب سے باہر کھینچ لایا۔ میں نے اس گاڑی والے کو بڑے غصے سے دیکھا اور اپنے ہاتھ کے اشارے سے کہا: آرام سے چلو۔ تم جتنا چاہو زور لگالو، پرواز نہیں کر سکتے، میں اپنی چند منٹ پہلے والی حالت بھول گیا۔

میں نے دل میں ٹھان لی کہ آج کارتجگا گھر ہی گزرے گا، ہاں! یہ بہت عمدہ تجویز ہے، میری اکلوتی بیٹی بیمار ہے۔ مجھے اس کے پاس رہنا چاہیے۔ میں نے واپسی کی راہ پکڑی اور اپنی گاڑی ایک ویڈیو سنٹر کے سامنے روکی۔ بہت سی فلمیں خریدیں اور گھر کی طرف چل دیا۔

دروازہ کھول کر گھر میں داخل ہوا اور اپنی بیوی سے کہا: جلدی سے چائے اور بسکٹ لاؤ!

وہ مجھے نصیحت کرنے لگی، احمد! اللہ سے ڈر جاؤ!

میں نے اُس کی نصیحت ایک کان سے سنی اور دوسرے کان سے نکال دی۔ ٹیلی ویژن کا ریموٹ پکڑا اور ویڈیو فلم چلا دی، موسیقی کے شور سے سارا گھر گونج اُٹھا، اس نیک بخت نے سر جھکا لیا اور حسرت وافسوس سے اپنا دامن مسل کر کہنے لگی: احمد! اللہ سے ڈر جاؤ، پھر وہ کمرے سے نکل بھاگی، وہ موسیقی سے بہت بیزار تھی، کمرے میں کچھ اور دُھنوں کا شور اُٹھا، میں چائے کی چسکیاں لے رہا تھا اور بسکٹ بھی کھاتا جا رہا تھا، آنکھیں ٹیلی ویژن پر جمی ہوئی تھیں، فلم کا پہلا حصہ ختم ہو گیا، پھر دوسرا بھی مکمل ہو گیا، ادھر گھڑی رات کے تین بجا رہی تھی، اچانک دروازے کا ہینڈل گھوما، میں چیخا: تم یہاں کیا لینے آئی ہو؟ میرا سوال

ردِعمل سے خالی رہا۔ کوئی جواب نہ ملا اور دروازہ کھل گیا، میری بیمار بیٹی کمرے میں داخل ہوئی اور میرے سامنے آ کھڑی ہوئی، میں چند لمحوں کے لیے بالکل بے حس وحرکت خاموش رہا، کوئی بات نہیں کی۔

بیٹی میرے قریب کھسک آئی۔ مجھے بڑی سنجیدگی سے دیکھا، پھر کہنے لگی: پیارے ابا جان! اللہ کا خوف کیجیے، اللہ سے ڈر جایئے، اتنا کہا اور ڈولتے کانپتے قدموں سے واپس چلی گئی۔

میں نے بہت آوازیں دیں: سارہ! سارہ! میری ہر پکار خالی لوٹ آئی، اس نے کوئی جواب نہ دیا، میں نے اپنے آپ سے پوچھا: کیا یہ میری بیٹی ہے؟

میں اُٹھا اور اُس کے کمرے میں گیا، وہ اپنے بستر پر اپنی ماں کی گود میں سر رکھے سو رہی تھی۔ ہاں! ہاں! یہ وہی ہے، میں اپنی بیٹھک میں واپس آ گیا اور ٹیلی ویژن بند کر دیا، دفعتاً یوں محسوس ہوا جیسے میرا کمرہ، کمرہ نہیں، کوئی گنبد ہے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

جو میری لختِ جگر ہی کی صداؤں سے گونج رہا ہے، پیارے ابا جان! اللہ سے ڈر جایئے، اللہ سے ڈر جایئے۔

میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ بدن سے پسینہ پھوٹ پڑا، پتا نہیں گھڑی بھر میں مجھے کیا ہو گیا؟ بس اتنی خبر تھی کہ میرے کان اپنی لاڈلی کی صداؤں سے بھر گئے ہیں، ابا جان! اللہ سے خوف کھایئے۔ ابا جان! اللہ سے ڈریے۔ اُس کا معصوم چہرہ میری نگاہوں پر چھا گیا اور اس کے انتباہی بول میرے سینے میں پیوست ہوتے چلے گئے۔ نہ جانے کتنی مدت بیت گئی تھی کہ میں نماز کے قریب بھی نہیں پھٹکا تھا۔ آہ! میں اپنے پاک پروردگار سے بے وفائی کر رہا تھا۔ میرے شام وسحر اپنے رب کی حکم عدولی سے آلودہ ہو گئے تھے۔ میں نے جامِ غفلت پی لیا تھا۔ میری جوانی کا خیمہ رنگ برنگی فلموں اور سگریٹ کے دُھویں سے بھر گیا تھا۔ آہ! میں کتنا نابکار تھا۔ میں نے اپنے بہت پیارے، بڑے مہربان اور بڑی شفقت فرمانے والے رب کی چوکھٹ چھوڑ دی تھی۔ جونہی میں اس کی بارگاہ سے دُور ہوا، مجھ پر شیطان جھپٹ پڑا۔ پھر کون سا گناہ تھا جو میں نے نہ کیا ہو۔ کون سی گندگی تھی جو مجھے نہ چمٹی ہو، مگر اب آن کی آن میں یہ کیا ہو گیا! میری بیٹی کی صداؤں کے قافلے مجھے جگا گئے۔ میری غفلت کی انگڑائیاں معدوم ہو گئیں، اب یکا یک میرے دل کی دھڑکن تیز ہو گئی اور میں بے دم ہو کر زمین پر گر گیا، سونے کی بہت کوشش کی، لیکن نیند ابابیل کی طرح اُڑ گئی، وقت تیزی سے گزرتا جا رہا تھا۔

ماضی کے کالے کرتوت میری آنکھوں کے سامنے فلم کی طرح چلنے لگے، ہر

برے کام پر میری بیٹی کی آواز مجھے چونکا رہی تھی، ابا جان! اللہ سے ڈر جایئے، ابا جان! اللہ سے ڈر جایئے، اسی دوران اچانک اذان کی بابرکت آواز گونجنے لگی۔ مجھے یوں محسوس ہوا جیسے میرے سامنے دور تک نور کی چادر پھیلتی چلی جا رہی ہے، مجھے جھرجھری آ گئی۔ دماغ جھنجھنا اُٹھا۔ بدن کانپنے لگا، مؤذن کہہ رہا تھا: اَلصَّلَاۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ ''نماز نیند سے بہتر ہے۔''

دل نے گواہی دی کہ مؤذن جو کچھ کہہ رہا ہے، وہی اس دنیا کی سب سے بڑی سچائی ہے۔ مجھے ندامت ہوئی، کس قدر افسوس ہے! میں ساری عمر سویا ہی رہا، اس احساس نے دل ودماغ کی دنیا تہ وبالا کر دی، میں فوراً اٹھا، وضو کیا اور مسجد کی طرف چل دیا، میں مسجد کے راستے پر اجنبی کی طرح چل رہا تھا۔ بادِ صبا مجھے ڈانٹ رہی تھی: او بھٹکے ہوئے راہی! اتنی دیر کہاں رہا؟ آسمان کے پرندے بیٹھے بول بول رہے تھے، جیسے کہہ رہے ہوں: خوش آمدید! آخرکار تو جاگ اُٹھا! میں مسجد میں داخل ہوا، دو رکعتیں پڑھیں، قرآن کریم کی تلاوت کرنے لگا۔ میں

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

قرآن مجید پڑھتے پڑھتے اٹک رہا تھا کیونکہ طویل مدت بیت گئی تھی، میں نے قرآن نہیں کھولا تھا۔

میں نے محسوس کیا جیسے قرآن مجھ سے گلہ کر رہا ہے: ''تم نے برسوں مجھے چھوڑے رکھا، آخر کیوں؟ کیا میں تمھارے رب کا کلام نہیں ہوں؟'' میں نے سورۂ زمر کی یہ آیت بار بار پڑھی:

﴿ قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ﴾

''آپ کہہ دیجیے: (کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے!) اے میرے بندو! جنھوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا ہے، تم اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو، بے شک اللہ سب گناہ معاف فرما دیتا ہے، یقیناً وہ بڑا بخشنے والا، (اور) نہایت رحم کرنے والا ہے۔'' [1]

میں حیران رہ گیا، اللہ اللہ! سارے گناہوں کی یک قلم معافی کا اعلان! ہمارا مقدس اور محبوب اللہ ہم پر کتنا مہربان ہے! کس قدر رحم فرمانے والا ہے؟

جی چاہتا تھا مسلسل قرآن پڑھتا رہوں لیکن مؤذن نے تکبیر کہہ دی، میں لمحہ بھر کے لیے اپنی جگہ کھڑا رہا، پھر لوگوں کے ساتھ آگے بڑھا، صف میں کھڑا ہو گیا۔ میں اپنے آپ کو اجنبی محسوس کر رہا تھا، میں نے نماز مکمل کی اور سورج طلوع ہونے تک مسجد میں بیٹھا رہا، پھر گھر لوٹا۔ کمرے کا دروازہ کھولا، میں نے اپنی بیوی اور اپنی بیٹی سارہ کو دیکھا۔ وہ دونوں سوئی ہوئی تھیں، میں خاموشی سے پلٹ آیا اور اپنے کام کے لیے نکل گیا۔

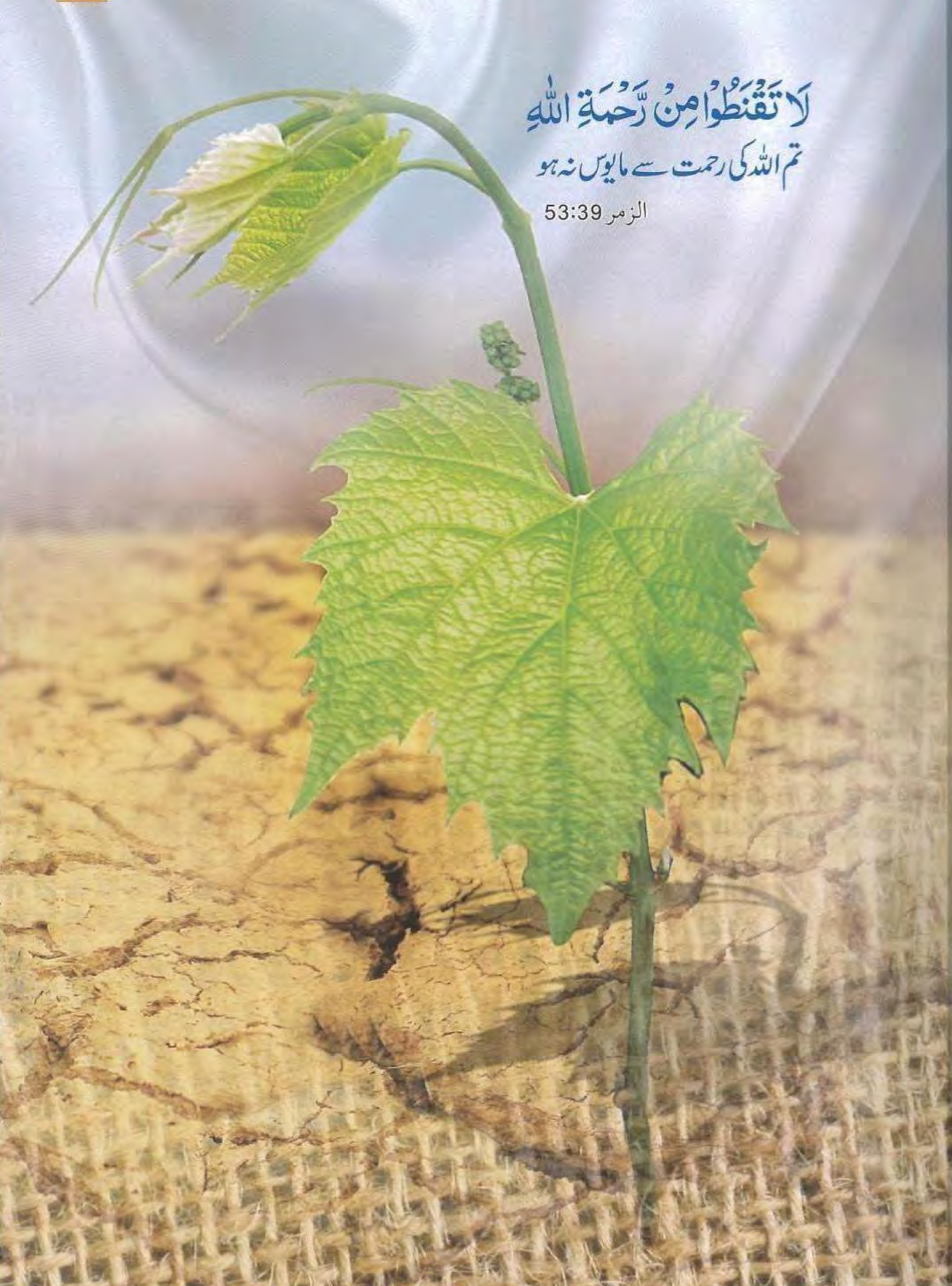

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

صبح صبح کام پر جانا میری عادت نہیں تھی، مجھے صبح صبح بیدار دیکھ کر میرے ساتھی حیران ہو گئے، مجھ پر طنزیہ مبارکباد کی بوچھاڑ ہونے لگی، میں نے کوئی پروا نہ کی، میری آنکھیں دروازے پر لگی ہوئی تھیں، میں ابراہیم کا انتظار کر رہا تھا، وہ آفس میں میرا ساتھی تھا اور ہمیشہ مجھے نصیحت کرتا رہتا تھا، وہ بڑی بصیرت اور اعلیٰ اخلاق کا مالک تھا۔ معاملات میں بڑا کھرا اور صاف گو تھا۔

ابراہیم آ گیا، میں اپنی جگہ سے اٹھا، اس کا استقبال کیا، اس کی آنکھیں حیران تھیں۔ اس نے مجھ سے پوچھا: احمد! تم؟

میں نے جواب دیا: ہاں! میں نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے اپنی طرف کھینچا اور کہا: میں تم سے بات کرنا چاہتا ہوں۔ اس نے کہا: بہت اچھا ہم دفتر ہی میں بات کر

لیتے ہیں۔ میں نے کہا: نہیں! ریسٹ روم میں چلتے ہیں۔ ابراہیم خاموش ہو گیا اور اپنے کان میری طرف لگا دیے، میں نے اسے گزشتہ رات کا سارا واقعہ سنایا۔ پہلے تو اس نے مجھے حیرت سے دیکھا، پھر اس کی آنکھوں میں آنسو چمک اُٹھے۔ وہ خوشی سے جھوم اُٹھا۔ پھر بڑی لجاجت سے بولا: میرے عزیز بھائی! اللہ رب العزت تم پر مہربان ہو گیا ہے۔ اُس نے اپنی کرم فرمائی سے تمھارے دل میں ہدایت کا چراغ روشن کر دیا ہے، اس کی حفاظت کرنا، اسے گناہوں کی آندھی سے بجھا نہ دینا۔

میرا وہ دن بڑا ہشاش بشاش گزرا۔ پوری رات سو نہیں سکا تھا، اس کے باوجود بہت آسودہ اور مطمئن تھا، پورے انہماک سے اپنے کام میں مصروف تھا، میرے ساتھی مجھ سے مدد مانگ رہے تھے، ایک نے کہا: آج بڑے چست ہو، کیا بات ہے؟ میں نے جواب دیا: یہ مسجد میں فجر کی نماز باجماعت ادا کرنے کی برکت ہے۔

بے چارہ ابراہیم کام کر کے تھک جاتا تھا اور میں سویا رہتا تھا، اس نے کبھی مجھ سے ناگواری کا اظہار نہیں کیا تھا۔ ہاں! یہ ایمان تھا، جب ایمان دل کے ریشے ریشے میں سما جاتا ہے تو اسی طرح کے ثمرات و برکات لاتا ہے۔ وقت گزرتا گیا، مجھے کسی پریشانی اور تھکاوٹ کا احساس تک نہ ہوا۔

ابراہیم نے کہا: احمد! تم گھر چلے جاؤ، تم رات سے سوئے نہیں، تمھاری جگہ میں کام کرتا ہوں، میں نے گھڑی دیکھی، ظہر کی نماز میں تھوڑی دیر رہ گئی تھی، میں کام کرتا رہا، پھر مؤذن نے اذان دی، میں فوراً مسجد چلا گیا اور پہلی صف میں بیٹھ گیا، میں بیتے ہوئے دنوں پر کفِ افسوس مل رہا تھا اور بے حد شرمندہ تھا کہ نماز کے وقت میں کام سے بھاگ جاتا اور بازاروں میں آوارہ گھومتا تھا مگر

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

اب میری کیفیت یہ ہوگئی ؎

بے غم عشقِ تو صد حیف عمرے کہ گزشت

کاش ازیں پیش گرفتار غمت خواہم بود!

''تیری الفت کے بغیر جو زندگی بسر ہوئی مجھے اس پر بے حد افسوس ہے۔ کاش! میں تیری محبت میں بہت پہلے گرفتار ہو جاتا۔''

نماز پڑھ کر میں گھر کی طرف چل دیا، راستے میں سارہ کی یاد نے بے چین کر دیا، سارہ کا کیا حال ہوگا! میں اپنے سینے میں گھٹن سی محسوس کر رہا تھا، معلوم نہیں کیوں!

میں نے سر آسمان کی طرف اٹھایا اور دعا کی: اے اللہ! میری بیٹی کو جلدی شفا عطا فرما۔

گھر پہنچا، دروازہ کھولا، بیوی کو آواز دی، کوئی جواب نہ ملا، جلدی جلدی کمرے میں داخل ہوا، میری بیوی آہیں بھر بھر کر رو رہی تھی، اس نے میری طرف دیکھا اور زور سے چلائی، سارہ داغِ جدائی دے گئی۔ آہ! میری بچی مر گئی۔ اپنے خالق حقیقی سے جا ملی، میں اس کی بات سمجھ نہ سکا ...... سارہ کی طرف لپکا اور اسے اپنے سینے سے لگا لیا۔ میں نے اسے اٹھانے کی کوشش کی لیکن اس کا ہاتھ ڈھلک گیا...... اس کا جسم ٹھنڈا پڑ چکا تھا، اس کی نبضیں ڈوب چکی تھیں، میں نے اس کے چہرے کی طرف دیکھا، وہ بدستور درخشاں نظر آیا، جیسے وہ کوئی آسمانی مخلوق ہو، جیسے کوئی روشن ستارہ ہو۔ میں نے اسے جگانے کی کوشش کی، اسے پکارا، اب وہاں کچھ نہ تھا۔ میری صدائیں بے جواب لوٹ آئیں۔ اس کی

ماں پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی، سارہ، سارہ، آہ! وہ مر گئی ہے، فوت ہو چکی ہے، میں سسک پڑا، مجھے یقین نہیں آ رہا تھا کہ میری بچی کی آنکھوں میں موت کی نیند بھر گئی ہے۔ میں اسے خواب سمجھ رہا تھا، میری آنکھوں سے آنسوؤں کی برسات ہو رہی تھی، میرے حلق میں ہچکیاں بھر گئیں، میں نے اس کے چاند سے چہرے اور ریشمی بالوں کی طرف دیکھا، اسے بوسہ دیا، یوں محسوس ہوا جیسے وہ بار بار کہہ رہی ہو: ابا جان! افسوس! آپ نے بہت دیر کر دی۔ بڑی مدت بعد ہوش میں آئے۔ اب آپ دن کی روشنی میں چراغ جلا رہے ہیں۔ میں بار بار پڑھ رہا تھا:

لَا حَوْلَ وَ لَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ، إِنَّا لِلّٰهِ وَ إِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ.

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

میں نے ابراہیم کو فون کیا: جلدی پہنچو، سارہ اللہ کو پیاری ہو گئی ہے، میرے گھر کی دوسری خواتین نے میری بیوی کے ساتھ مل کر "سارہ" کو غسل دیا، وہ غسل سے فارغ ہوئیں تو انھوں نے اس کے پاکیزہ جسم کو سفید کفن میں لپیٹ دیا، پھر میری بیوی نے مجھے آواز دی، میں آگے بڑھا تا کہ سارہ کو الوداع کہوں، قریب تھا کہ گر پڑتا، لیکن اپنے آپ کو سنبھالا۔ سارہ کی پیشانی پر بوسہ دیا۔ اس سے وعدہ کیا کہ اب میں موت تک دین پر ثابت قدم رہوں گا، پھر اس کی ماں کی طرف دیکھا، اس کی آنکھوں سے اشکِ رواں کی نہر جاری تھی۔

میں نے اسے تسلی دی اور کہا: صبر کرو، ان شاء اللہ ہماری سارہ جنت میں چلی گئی ہے، ہم اُسے وہاں جا ملیں گے، حوصلہ کرو تا کہ وہ ہمارے لیے سفارش کر سکے، پھر میں نے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان مبارک پڑھا:

﴿ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِاِيْمَانٍ اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَمَآ اَلَتْنٰهُمْ مِّنْ عَمَلِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ ۭ كُلُّ امْرِیٍٔۢ بِمَا كَسَبَ رَهِيْنٌ ○ ﴾

"اور جو لوگ ایمان لائے اور ان کی اولاد نے بھی ایمان کے ساتھ ان کی پیروی کی تو ہم ان کی اولاد کو (جنت میں) ان سے ملا دیں گے اور ہم ان کے عمل میں سے کچھ بھی کم نہیں کریں گے۔ ہر شخص اس کے عوض جو اس نے کمایا گروی ہے۔"[2]

ہم نے اس کی نماز جنازہ پڑھی، پھر اسے قبرستان لے گئے۔ میں اس کی میت کی طرف دیکھتا تو یوں محسوس ہوتا جیسے اس سرچشمۂ نور کی طرف دیکھ رہا ہوں جس نے میری زندگی میں قندیلیں روشن کر دی ہیں، پھر ہم قبرستان کی سرد

اور سنسان فضا میں جا پہنچے۔ میں قبر کے کنارے کھڑا ہو گیا، ابراہیم نے میرے کندھے پر ہاتھ رکھا اور تسلی دی: احمد! صبر کرو۔ میں قبر میں اترا، میرے دل و دماغ مجھے جھنجھوڑنے لگے: احمد! یہ تیرا گھر ہے، آج یا کل دیر یا سویر تو بھی یہاں کندھوں پر سوار ہو کر آئے گا، تو نے اس کے لیے کیا تیاری کی ہے؟ ابراہیم نے مجھے آواز دی: بیٹی کو پکڑو، میں نے اسے سینے سے لگایا، اسے بوسہ دیا، پھر دائیں پہلو پر قبر میں لٹا دیا اور یہ مقدس الفاظ پڑھے:

بِسْمِ اللّٰهِ وَعَلٰى مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ

"(ہم تجھے) اللہ کے نام کے ساتھ، رسول اللہ ﷺ کے طریقے پر (دفن کر رہے ہیں۔)"

[1] الزمر 53:39. [2] الطور 21:52.

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

انوکھی آزمائش

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ غزوۂ تبوک میں بوجوہ شریک نہ ہو سکے۔ رسالت مآب ﷺ ان سے ناراض ہو گئے۔ یہ ایسا الم انگیز معاملہ تھا کہ حضرت کعب رضی اللہ عنہ کی زندگی اندھیر ہو گئی۔ یہ واقعہ انھی کی زبانی سنیے:

میں اس قدر قوی اور اتنا خوش حال کبھی نہیں تھا جتنا اس وقت تھا۔ اس کے باوجود غزوۂ تبوک میں رسول اللہ ﷺ سے پیچھے رہ گیا، اللہ کی قسم! میرے پاس کبھی دو سواریاں اکٹھی نہیں ہوئی تھیں لیکن تبوک کے موقع پر مجھے بیک وقت دو سواریاں میسر تھیں، اسباب و وسائل کے اعتبار سے میرے پیچھے رہ جانے کا کوئی جواز نہیں تھا۔

رسول اللہ ﷺ کا طریقۂ مبارک یہ تھا کہ جب بھی کسی غزوے کا ارادہ کرتے تو سفر کی اصل سمت ظاہر نہ فرماتے، عام طور پر دوسری سمت کا اشارہ کرتے تاکہ دشمن سے اصل حقیقت مخفی رہے۔ بہر حال غزوۂ تبوک ہوا، بڑی خوفناک گرمی پڑ رہی تھی، اس کے باوجود رسول اللہ ﷺ نے تبوک کی طرف پیش قدمی کا ارادہ فرما لیا۔

دور دراز کالے کوسوں کا سفر، سنسان بیابان راستہ اور بھاری تعداد میں دشمن کا لشکر پیش نظر تھا، اس لیے آپ ﷺ نے اپنے معمول مبارک کے برعکس اخفا کے بجائے اس جنگ کی نوعیت صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے روبرو صاف صاف بیان فرما دی تاکہ وہ اس کے مطابق بھرپور تیاری کر لیں، آپ ﷺ نے وہ سمت بھی بتلا دی جس کا آپ ارادہ فرما رہے تھے، مسلمان رسول اللہ ﷺ کے گرد بڑی تعداد میں پروانوں کی طرح جمع تھے، یادداشت کے لیے حساب کتاب کی کوئی دستاویز بھی نہیں تھی جس میں مجاہدین کے نام لکھے جاتے۔

اِس صورتِ حال میں اگر کوئی فرد میدانِ جنگ سے غیر حاضر بھی رہتا تو یہی گمان کرتا کہ وہ رسول اللہ ﷺ سے مخفی رہے گا اور وحی الٰہی کے بغیر اس کی غیر حاضری آپ ﷺ کے علم میں نہیں آئے گی، یہ غزوہ بھی رسول اللہ ﷺ نے اس وقت فرمایا جب پھل پک چکے تھے اور ان کا سایہ بڑا عمدہ اور خوشگوار تھا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

رسول اللہ ﷺ نے اور آپ کے ساتھ جملہ مسلمانوں نے تیاری کی، میرا حال یہ تھا کہ صبح کو آتا کہ دوسرے مسلمانوں کے ساتھ تیاری کروں لیکن کوئی فیصلہ کیے بغیر لوٹ جاتا تھا اور اپنے دل میں کہتا کہ جب چاہوں گا چلا جاؤں گا کیونکہ میں پوری طرح اس پر قادر اور وسائل سے مالا مال ہوں، میری یہی گومگو کی حالت رہی، دیگر لوگ جہاد کی تیاری میں لگے رہے۔

پھر ایک صبح مسلمان رسول اللہ ﷺ کی قیادت میں جہاد پر روانہ ہو گئے، اِدھر میں اپنی تیاری کے سلسلے میں کوئی فیصلہ نہ کر پایا۔ میں صبح کے وقت آیا اور لوٹ گیا۔ کوئی فیصلہ نہ کر سکا، بس میری کیفیت یہی رہی۔ مجاہدین تیزی سے آگے چلے گئے، جہاد کا معاملہ بھی آگے بڑھ گیا، میں نے ارادہ کیا کہ روانہ ہو جاؤں اور ان سے جا ملوں، اے کاش! کہ میں ایسا کر لیتا۔ لیکن یہ میرے مقدر میں نہیں تھا۔

رسول اللہ ﷺ کے چلے جانے کے بعد، جب میں عام لوگوں میں آتا تو یہ بات میرے لیے حزن وملال کا باعث بنتی کہ میرے سامنے اب کوئی نمونہ ہے تو صرف ایسے شخص کا جو نفاق سے مطعون اور لوگوں میں حقیر ہے یا ایسے کمزور لوگوں کا جنھیں اللہ نے معذور قرار دیا ہے۔ راستے بھر رسول اللہ ﷺ نے مجھے یاد نہیں فرمایا یہاں تک کہ آپ تبوک پہنچ گئے، تبوک میں جب آپ ﷺ اپنے

جاں نثاروں کے ساتھ تشریف فرما تھے، آپ نے پوچھا: کعب بن مالک نے کیا کیا؟

بنو سلمہ کے ایک آدمی نے کہا: اسے اس کی دو چادروں اور اپنے دونوں پہلوؤں کے نظارے نے روک لیا ہے، یعنی دولت اور اس کے غرور نے اسے نہیں آنے دیا۔ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے اس کی تردید کی اور کہا: تم نے ٹھیک نہیں کہا، اللہ کی قسم! یا رسول اللہ! ہم نے کعب میں خیر کے سوا کچھ نہیں دیکھا۔

رسول اللہ ﷺ خاموش رہے۔

ابھی یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک سفید پوش آدمی کو ریگستان سے آتے دیکھا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ابوخیثمہ ہو۔'' واقعی وہ ابوخیثمہ انصاری رضی اللہ عنہ تھے۔ یہ وہ شخص ہیں جنھوں نے ایک صاع (تقریباً سوا دو کلو) کھجور کا صدقہ کیا تو منافقین نے انھیں اس کے تھوڑا ہونے کا طعنہ دیا تھا۔

کعب رضی اللہ عنہ نے کہا: جب مجھے یہ خبر پہنچی کہ رسول اللہ ﷺ نے تبوک سے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

واپسی کا سفر شروع فرما دیا ہے تو مجھ پر غم کی کیفیت چھا گئی، میں جھوٹے بہانے گھڑنے کی بات سوچنے لگا، میں دل میں کہتا تھا کہ کل جب آپ ﷺ واپس تشریف لائیں گے تو میں آپ ﷺ کی ناراضی سے کیسے بچوں گا۔ میں اس بارے میں اپنے گھر کے ہر سمجھ دار آدمی سے بھی مدد طلب کرتا رہا۔

جب مجھے بتلایا گیا کہ اب رسول اللہ ﷺ آنے ہی والے ہیں تو جھوٹے بہانے گھڑنے کا باطل خیال میرے دل سے نکل گیا، میری سمجھ میں یہ بات آ گئی کہ میں جھوٹ کے ذریعے کبھی نہیں بچ سکوں گا، چنانچہ میں نے سچ بولنے کا اٹل فیصلہ کر لیا، صبح کو رسول اللہ ﷺ تشریف لے آئے، آپ کا معمول مبارک یہ تھا کہ جب سفر سے واپس تشریف لاتے تو سب سے پہلے مسجد میں جاتے، دو رکعت نماز ادا فرماتے، پھر لوگوں کے سامنے بیٹھ جاتے۔

اس سفر سے واپسی پر بھی آپ ﷺ نے ایسا ہی کیا تو منافقین دم بدم آنے اور حلف اٹھانے لگے، اسّی سے کچھ زائد آدمی تھے، آپ ﷺ نے ان کے ظاہری اور بناوٹی عذر قبول فرما لیے، ان سے بیعت لی، ان کے لیے مغفرت کی دعا فرمائی اور ان کی باطنی کیفیت کو اللہ کے سپرد کر دیا، میں بھی آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ جب میں نے سلام کیا تو آپ نے ناراضی آمیز تبسم فرمایا، پھر کہا: آگے آ جاؤ! میں آگے پہنچ کر آپ ﷺ کے سامنے بیٹھ گیا۔

آپ ﷺ نے مجھ سے پوچھا: تمھیں کس چیز نے (جہاد سے) پیچھے رکھا؟ کیا تم نے اپنی سواری نہیں خریدی تھی؟ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اللہ کی قسم! میں آپ کے علاوہ کسی اور کے پاس بیٹھا ہوتا تو یقیناً کوئی جھوٹ موٹ عذر کر

کے اس کی ناراضی سے بچ جاتا۔ مجھے بحث و تکرار کا بڑا ملکہ حاصل ہے، لیکن اللہ کی قسم! مجھے معلوم ہے کہ اگر آج میں آپ ﷺ کے سامنے جھوٹ بول کر سرخ رو ہو جاؤں اور آپ مجھ سے راضی ہو جائیں تو عنقریب اللہ تعالیٰ (وحی کے ذریعے سے مطلع فرما کر) آپ کو مجھ سے ناراض کر دے گا۔

اگر میں آپ سے سچی بات عرض کر دوں تو اس کی وجہ سے آپ مجھ پر ناراض ضرور ہوں گے لیکن اس سے مجھے اللہ سے اچھے انجام کی امید ہے، (اس لیے سچ سچ عرض کرتا ہوں) اللہ کی قسم! (آپ کے ساتھ جانے میں) مجھے کوئی عذر نہیں تھا، اللہ کی قسم! میں اتنا طاقت ور اور خوش حال کبھی نہیں رہا جتنا اس وقت تھا جب میں آپ سے پیچھے رہ گیا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس شخص نے یقیناً سچ کہا ہے، آپ نے مجھے حکم دیا: اٹھ جاؤ یہاں تک کہ تمھارے بارے میں اللہ تعالیٰ فیصلہ فرما دے، میرے پاس بنوسلمہ کے کچھ لوگ آئے اور مجھ سے کہا: اللہ کی قسم! ہمیں نہیں معلوم کہ اس سے قبل تم نے کوئی گناہ کیا ہے، تم رسول اللہ ﷺ کے سامنے کوئی ایسا عذر پیش کرنے سے کیوں قاصر رہے جیسا دوسرے پیچھے رہنے والوں نے پیش کیا، تمھارے گناہ (کی معافی) کے لیے یہی کافی تھا کہ رسول اللہ ﷺ تمھارے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

لیے مغفرت کی دعا فرماتے۔

اللہ کی قسم! مجھے وہ (میری سچائی پر) ملامت کرتے اور ڈانٹتے رہے یہاں تک کہ میرے جی میں آیا کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں دوبارہ حاضر ہو کر اپنی پہلی بات کی تردید کر دوں (اور کوئی جھوٹا عذر پیش کر دوں)، لیکن میں نے ان سے پوچھا کہ کیا میرے جیسا معاملہ کسی اور کو بھی پیش آیا ہے؟ انھوں نے کہا: ہاں، تمھارے جیسا معاملہ دو اور آدمیوں کو بھی پیش آیا ہے۔ انھوں نے بھی وہی بات کہی ہے جو تم نے کہی ہے اور انھیں بھی بارگاہ رسالت سے وہی حکم ملا ہے جو تمھیں دیا گیا ہے۔

میں نے ان سے پوچھا: وہ دونوں کون ہیں؟ انھوں نے کہا: مرارہ بن ربیع عمری اور ہلال بن امیہ واقفی، یہ دونوں آدمی بہت نیک تھے، جنگ بدر میں شریک ہوئے تھے، میرے لیے اپنے ایمان وعمل کے لحاظ سے نمونے کی حیثیت رکھتے تھے، جب بنوسلمہ کے لوگوں نے ان دونوں آدمیوں کا نام لیا تو میں اپنے سابقہ موقف پر اور زیادہ مضبوطی سے جم گیا۔

رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو پیچھے رہ جانے والوں میں سے ہم تینوں سے گفتگو کرنے سے روک دیا، رسول اللہ ﷺ کا حکم پا کر لوگوں نے ہم سے یوں آنکھیں پھیر لیں جیسے وہ ہمیں جانتے ہی نہیں، ہم سارے معاشرے سے الگ تھلگ ہو کر رہ گئے، میں خود کو بڑا تنہا محسوس کرنے لگا، ہمارے زمین وآسمان ہی بدل گئے، میں فرش پر نگاہ ڈالتا تھا تو یوں محسوس ہوتا جیسے میں اپنی جانی پہچانی سرزمین کے بجائے کسی اجنبی زمین پر چل رہا ہوں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

ہم نے اسی الم انگیز حالت میں پچاس راتیں بسر کیں۔ ایک ایک لمحہ دو بھر ہو گیا، میرے دونوں ساتھی تو اس قدر عاجز آ گئے کہ گھر ہی میں دبک کر بیٹھ گئے اور دن رات روتے رہے، لیکن میں بالکل نوجوان اور نہایت قوی تھا، گھر سے باہر نکلتا، مسلمانوں کے ساتھ نماز میں حاضر ہوتا، بازاروں میں گھومتا پھرتا، لیکن مجھ سے کوئی کلام نہ کرتا، رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بھی حاضر ہوتا۔ آپ نماز کے بعد تشریف فرما ہوتے تو آپ کو سلام بھی عرض کرتا تھا۔

اس وقت میرے دل میں یہ جاننے کی خواہش مچلتی تھی کہ میرے سلام کے جواب میں آپ اپنے مبارک لبوں کو جنبش دیتے ہیں یا نہیں۔ پھر آپ کے قریب ہی نماز پڑھتا اور دزدیدہ نگاہوں سے آپ کو دیکھتا رہتا، میں نے دیکھا کہ جب میں نماز میں متوجہ ہوتا تو آپ میری طرف نظر فرماتے لیکن جب میں آپ کی طرف رخ کرتا تو آپ مجھ سے اعراض فرما لیتے تھے۔

مجھ سے مسلمانوں کی بے رخی زیادہ ہو گئی تو ایک روز میں ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کے باغ کی دیوار پھاند کر اندر چلا گیا، وہ میرا چچا زاد تھا۔ مجھے محبوب ترین تھا، میں نے اسے سلام کیا لیکن اللہ کی قسم! اس نے میرے سلام کا جواب نہیں دیا۔ میں

نے کہا: ابوقتادہ! میں تجھے اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں، کیا تو میرے حوالے سے جانتا ہے کہ میں اللہ سے اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کرتا ہوں، وہ خاموش رہا، میں نے دوبارہ قسم دے کر پوچھا، وہ بدستور خاموش رہا، حتیٰ کہ تیسری مرتبہ قسم دے کر سوال دہرایا تو اس نے صرف اتنا کہا کہ اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں، میری آنکھوں سے (بے اختیار) آنسو جاری ہو گئے اور میں (جیسے گیا تھا ویسے ہی) دیوار پھاند کر واپس آ گیا۔

اسی دوران ایک روز مدینے کے بازار سے گزر رہا تھا کہ اچانک اہل شام کے نبطیوں میں سے ایک نبطی کو، جو مدینے میں غلہ بیچنے کے لیے آیا تھا، یہ کہتے ہوئے سنا: کون ہے جو کعب بن مالک کی طرف میری رہنمائی کرے؟ لوگ میری طرف اشارہ کرنے لگے، وہ میرے پاس آ گیا، اس نے مجھے شاہ غسان کا ایک خط دیا، پڑھا لکھا تو تھا ہی، خط پڑھا۔ اس نے لکھا تھا:

امابعد! ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ تمھارے ساتھی نے تم پر ظلم کیا ہے، اللہ تعالیٰ نے تمھیں ذلت کے گھر میں رہنے یا ضائع ہونے کے لیے نہیں بنایا، ہم تمھیں دعوت دیتے ہیں کہ ہمارے پاس چلے آؤ، ہم تم سے پوری ہمدردی کریں گے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

خط پڑھا تو میں نے کہا: یہ بھی ایک آزمائش ہے، میں نے وہ خط تنور میں ڈال دیا، جب پچاس دنوں میں سے چالیس دن گزر گئے، میرے بارے میں وحی کا سلسلہ بھی ابھی تک موقوف تھا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ایک قاصد کو اپنے پاس آتے دیکھا، اس نے آ کر کہا: رسول اللہ ﷺ تمھیں حکم دیتے ہیں کہ اپنی بیوی سے (بھی) علیحدگی اختیار کرلو! میں نے پوچھا: کیا میں اسے طلاق دے دوں؟ اس نے کہا: نہیں، اس سے علیحدگی اختیار کرو اور اس کے قریب مت جاؤ! میرے دوسرے دو ساتھیوں کو بھی آپ نے یہی پیغام بھجوایا۔

میں نے اپنی بیوی سے کہا: اپنے گھر والوں کے پاس چلی جاؤ اور انھی کے پاس رہو یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس معاملے کا فیصلہ فرما دے، (میرے ایک ساتھی) ہلال بن امیہ کی بیوی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئی اور آپ سے کہا کہ ہلال بہت بوڑھے ہیں، ان کے لیے کوئی خادم بھی نہیں ہے، اگر میں ان کی خدمت کروں تو کیا آپ کو یہ بات بھی ناپسند ہے؟

فرمایا: نہیں۔ لیکن وہ تم سے قربت (صحبت) نہ کریں۔

بیوی نے کہا: اللہ کی قسم! اب ان میں اس چیز کی طاقت ہی نہیں رہی، علاوہ ازیں، اللہ کی قسم! جب سے یہ معاملہ ہوا ہے، اس وقت سے اب تک، ان کا سارا وقت روتے ہوئے گزرتا ہے۔ کعب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مجھ سے (بھی) میرے بعض گھر والوں نے کہا: اگر تم بھی رسول اللہ ﷺ سے اپنی بیوی کے بارے میں اجازت طلب کرلو (تو اچھا ہے)، آپ نے (اجازت طلب کرنے پر) ہلال بن امیہ کی بیوی کو بھی تو ان کی خدمت کرنے کی اجازت عطا فرما دی ہے۔

میں نے کہا: میں اس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے اجازت نہیں مانگوں گا، معلوم نہیں آپ کیا جواب دیں گے کیونکہ میں تو نوجوان آدمی ہوں (جبکہ ہلال بالکل بوڑھے ہیں) پس اسی طرح دس راتیں (مزید) گزر گئیں، جب سے رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو ہم سے بات چیت کرنے کی ممانعت فرمائی تھی، اس وقت سے اب تک ہماری پچاس راتیں مکمل ہوگئی تھیں۔

میں نے پچاسویں رات صبح کو اپنے گھر کی چھت پر فجر کی نماز پڑھی، میں (نماز پڑھ کر) افسردگی ہی کی حالت میں بیٹھا تھا جس طرح اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا ہے، میرا اپنا آپ مجھ پر تنگ ہوگیا اور زمین باوجود اپنی فراخی کے مجھ پر تنگ ہو گئی، عین اُسی وقت میں نے ایک پکارنے والے کی آواز سنی، وہ سلع پہاڑی پر چڑھا ہوا تھا اور بہ آواز بلند کہہ رہا تھا: اے کعب بن مالک! خوش ہو جاؤ! میں اسی وقت فرط مسرت سے سجدے میں گر پڑا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

مجھے اندازہ ہو گیا کہ (اللہ کی طرف سے) کشادگی (معافی) آ گئی ہے، رسول اللہ ﷺ نے جب فجر کی نماز پڑھ لی تو آپ نے لوگوں کو بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہم تینوں کی توبہ قبول فرما لی ہے، پس لوگ ہمیں خوش خبری دینے کے لیے آنے شروع ہو گئے، میرے دونوں ساتھیوں کی طرف بھی خوش خبری دینے والے گئے۔ ایک شخص نے نہایت تیزی سے میری طرف گھوڑا دوڑایا۔

اسلم قبیلے کا ایک آدمی بھی دوڑا۔ وہ پہاڑ پر چڑھ گیا، اس کی آواز گھوڑے سے بھی تیز رفتار نکلی، جب میرے پاس وہ شخص آیا جس کی خوش خبری دینے کی آواز میں نے سنی تھی، میں نے خوشخبری سنانے پر اپنے جسم کے دونوں کپڑے اتار کر اسے پہنا دیے، اللہ کی قسم! اس روز ان کپڑوں کے علاوہ میرے پاس اور کچھ نہیں تھا۔ پھر میں نے دو کپڑے عاریتاً لے کر پہنے۔

پھر میں رسول اللہ ﷺ سے ملاقات کا قصد کر کے چلا، راستے میں لوگ مجھے گروہ در گروہ ملتے اور قبول توبہ کی مبارک باد دیتے رہے، وہ مجھ سے کہتے کہ تمھیں

مبارک ہو کہ اللہ نے تمھاری توبہ قبول فرما لی، حتیٰ کہ میں مسجد نبوی میں داخل ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ تشریف فرما تھے اور لوگ آپ کے گرد جمع تھے۔ طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ لپک کر اُٹھے، مجھ سے مصافحہ کیا اور مبارک باد پیش کی، اللہ کی قسم! مہاجرین میں سے ان کے علاوہ کوئی اور کھڑا نہ ہوا، میں طلحہ کی اس بات کو کبھی فراموش نہ کر سکا۔

جب میں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں سلام عرض کیا تو اس وقت آپ کا چہرۂ مبارک خوشی سے چمک رہا تھا، آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: تمھیں یہ دن مبارک ہو، جب سے تمھیں تمھاری ماں نے جنا ہے، تمھارے لیے آج کا دن سب سے بہترین دن ہے۔ میں نے پوچھا: یا رسول اللہ! یہ خوش خبری آپ کی طرف سے ہے یا اللہ کی طرف سے؟ آپ نے فرمایا: اللہ کی طرف سے ہے، رسول اللہ ﷺ جب خوش ہوتے تھے تو آپ کا چہرہ اس طرح چمک اُٹھتا تھا گویا چاند کا ٹکڑا ہے۔ اس طرح ہم آپ کی خوشی پہچان لیتے تھے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

جب میں آپ کے سامنے بیٹھ گیا تو عرض کیا: یا رسول اللہ! میری توبہ کا یہ جز ہے کہ میں اپنا (سارا) مال اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے راستے میں صدقہ کر دوں، آپ ﷺ نے فرمایا: اپنا کچھ مال اپنے لیے بھی رکھ لو، یہ تمھارے لیے بہتر ہے۔ میں نے کہا: بہت اچھا، میں اپنا وہ حصہ رکھ لیتا ہوں جو خیبر میں ہے۔

میں نے (یہ بھی) عرض کیا: یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ نجات سچائی کی بدولت عطا فرمائی ہے، اس لیے یہ بھی میری توبہ ہی کا ایک حصہ ہے کہ میں عہد کرتا ہوں، جب تک میری زندگی ہے، ہمیشہ سچ ہی بولوں گا، اللہ کی قسم! جب سے میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ عہد صدق کیا، میں نہیں جانتا کہ کسی پر اللہ تعالیٰ نے سچ بولنے کے صلے میں اس سے بہتر انعام فرمایا ہو جس سے مجھے نوازا گیا۔ اللہ کی قسم! جب سے رسول اللہ ﷺ کے روبرو یہ عہد کیا ہے، آج تک میں نے جھوٹ نہیں بولا۔ امید ہے کہ باقی زندگی میں بھی اللہ تعالیٰ مجھے اس سے محفوظ رکھے گا۔ ہمارے بارے میں یہ آیات نازل ہوئیں:

﴿ لَقَدْ تَّابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ فِيْ سَاعَةِ الْعُسْرَةِ مِنْۢ بَعْدِ مَا كَادَ يَزِيْغُ قُلُوْبُ فَرِيْقٍ مِّنْهُمْ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ ۭ اِنَّهٗ بِهِمْ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝ وَّعَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا ۭ حَتّٰٓي اِذَا ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ وَضَاقَتْ عَلَيْهِمْ اَنْفُسُھُمْ وَظَنُّوْٓا اَنْ لَّا مَلْجَاَ مِنَ اللّٰهِ اِلَّآ اِلَيْهِ ۭ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ لِيَتُوْبُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ۝ يٰٓاَيُّھَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ ۝ ﴾

''یقیناً اللہ نے نبی اور ان مہاجرین وانصار پر مہربانی فرمائی جنھوں نے

تنگی کی گھڑی میں آپ کی پیروی کی، بعد اس کے کہ ان میں سے ایک گروہ کے دل بہک جانے کو تھے، پھر اللہ نے ان پر مہربانی فرمائی۔ بے شک وہ ان پر بہت شفقت کرنے والا، نہایت رحم کرنے والا ہے اور ان تین شخصوں کے حال پر بھی (رجوع فرمایا) جن کا معاملہ ملتوی کیا گیا تھا یہاں تک کہ جب زمین اپنی فراخی کے باوجود ان پر تنگ ہونے لگی اور خود اپنی جان سے تنگ آ گئے اور یقین کر لیا کہ اللہ سے کہیں پناہ نہیں مل سکتی بجز اس کے کہ اس کی طرف رجوع کیا جائے پھر اس (اللہ) نے ان کے حال پر توجہ فرمائی تاکہ وہ آئندہ بھی توبہ کر سکیں۔ یقیناً اللہ تعالیٰ بہت توبہ قبول کرنے والا، بہت زیادہ رحم کرنے والا ہے، اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سچ بولنے والوں کے ساتھ ہو جاؤ۔''

اللہ کی قسم! جب سے اللہ تعالیٰ نے مجھے اسلام سے نوازا، اس کے بعد اللہ نے مجھ پر جو انعامات فرمائے، ان میں سب سے بڑا انعام یہ ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے سچ بولا، اگر میں بھی جھوٹ بول دیتا تو اسی طرح ہلاک ہو جاتا جس طرح دوسرے جھوٹ بولنے والے ہلاک ہوئے، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے جب وحی نازل فرمائی تو جھوٹ بولنے والوں کو جس طرح برا بھلا کہا، اس طرح کسی کو بھی نہیں کہا، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کے متعلق فرمایا:

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

﴿سَيَحْلِفُونَ بِاللّٰهِ لَكُمْ اِذَا انْقَلَبْتُمْ اِلَيْهِمْ لِتُعْرِضُوْا عَنْهُمْ ۭ فَاَعْرِضُوْا عَنْهُمْ ۭ اِنَّهُمْ رِجْسٌ ۡ وَّمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۚ جَزَاۗءًۢ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ○ يَحْلِفُوْنَ لَكُمْ لِتَرْضَوْا عَنْهُمْ ۚ فَاِنْ تَرْضَوْا عَنْهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يَرْضٰى عَنِ الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ ○﴾

''عنقریب وہ تمھارے لیے اللہ کی قسمیں کھائیں گے جب تم ان کی طرف پلٹو گے تا کہ تم ان سے درگزر کرو، چنانچہ تم ان سے درگزر (ہی) کرو۔ بلاشبہ وہ ناپاک ہیں اور ان کا ٹھکانا جہنم ہے، ان کے بدلے میں جو وہ کماتے رہے۔ وہ تمھارے لیے قسمیں کھائیں گے تا کہ تم ان سے راضی ہو جاؤ، سو اگر تم ان سے راضی ہو بھی جاؤ تو بھی اللہ ان (لوگوں) سے راضی نہیں ہوتا جو نافرمان ہیں۔'' [1]

ہم تینوں کا معاملہ ان لوگوں سے ملتوی کیا گیا، جن کی (جھوٹی) قسموں کو رسول اللہ ﷺ نے (لاعلمی کی وجہ سے) قبول فرما لیا تھا اور ان سے بیعت لی اور ان کے لیے مغفرت کی دعا بھی فرمائی اور ہمارے معاملے کو رسول اللہ ﷺ نے مؤخر فرما دیا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں اس کا فیصلہ فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَّعَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا ۭ حَتّٰٓي اِذَا ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ وَضَاقَتْ عَلَيْهِمْ اَنْفُسُهُمْ وَظَنُّوْٓا اَنْ لَّا مَلْجَاَ مِنَ اللّٰهِ اِلَّآ اِلَيْهِ ۭ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ لِيَتُوْبُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ○﴾

''اور ان تین شخصوں پر (رجوع) فرمایا جن کا معاملہ ملتوی کیا گیا تھا۔

یہاں تک کہ جب زمین اپنی فراخی کے باوجود ان پر تنگ ہونے لگی اور ان پر ان کی جانیں تنگ آ گئیں اور انھوں نے یقین کر لیا کہ اللہ سے کہیں پناہ نہیں مل سکتی بجز اس کے کہ اسی کی طرف رجوع کیا جائے، پھر اس نے ان کے حال پر توجہ فرمائی تا کہ وہ آئندہ توبہ کر سکیں بے شک اللہ تعالیٰ خوب توبہ قبول کرنے والا خوب رحم کرنے والا ہے۔'' [2]

یہ جو پیچھے رکھے جانے کا ذکر ہے تو اس سے مراد ہمارا غزوے سے پیچھے رہنا نہیں بلکہ اس کا مطلب ہمیں چھوڑ دینا اور ہمارے معاملے کو ان لوگوں کے معاملے سے مؤخر کر دینا ہے، جنھوں نے آپ کے سامنے حلف اٹھایا اور عذر پیش کیا جسے آپ نے ان کی طرف سے قبول فرما لیا۔ [3]

---

[1] التوبة 9:95,96. [2] التوبة 9:118.
[3] صحيح البخاري، المغازي، حديث: 4418، و صحيح مسلم، التوبة، حديث: (53)-2769.

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

تیرتی قبر

دنیا میں تین طرح کے لوگ ہیں، کچھ لوگ صرف مصیبت کے وقت اللہ کو پکارتے ہیں، کچھ اللہ کو یاد کرتے ہیں اور اس کی فرماں برداری کرتے ہیں، جب مصیبت ٹل جائے تو پھر اللہ کی نافرمانی میں جت جاتے ہیں، اور کچھ ایسے بھی ہوتے ہیں جن کے شب وروز اللہ کی فرماں برداری اور اس کے حضور عجز وانکسار ہی میں گزرتے ہیں۔

اسی تیسری قسم کے لوگوں میں سے اللہ کے نبی یونس علیہ السلام بھی ہیں، انھوں نے اپنی قوم کو اللہ کی طرف بلایا، ایمان کی دعوت دی لیکن لوگوں نے اللہ کے سچے دین سے منہ موڑ لیا اور تکبر کیا، یونس علیہ السلام نے جب دیکھا کہ ان کی شبانہ روز محنت کوئی رنگ نہیں لائی بلکہ الٹا قوم ان سے متنفر ہو گئی ہے اور مسلسل انکار اور ہٹ دھرمی اختیار کیے ہوئے ہے تو انھوں نے قوم سے ناراض ہو کر انھیں چھوڑنے کا فیصلہ کر لیا۔

وہ اپنی بستی سے غصے کی حالت میں نکل آئے، سمندر کے کنارے پہنچے، کشتی پر سوار ہو گئے، کشتی سمندر کے بیچوں بیچ پہنچی تو طوفان نے آلیا، کشتی ہچکولے

کھانے لگی، خطرہ لاحق ہو گیا، مبادا تمام لوگ سمندر کی نذر ہو جائیں، انھوں نے فیصلہ کیا کہ کشتی کا وزن ہلکا کیا جائے۔ ایک شخص قربانی دے اور سمندر میں کود جائے، اس طرح تمام لوگوں کی جان بچ جائے گی۔

انھوں نے قرعہ ڈالا، یونس علیہ السلام کا نام نکل آیا لیکن لوگوں نے انھیں سمندر میں پھینکنے سے انکار کر دیا، پھر قرعہ ڈالا، انھی کا نام نکلا، بار بار قرعہ اندازی ہوئی، یونس علیہ السلام ہی کا نام نکلتا رہا، یونس علیہ السلام کو سمندر میں کودنا پڑا، جونہی سمندر میں کودے، ایک مچھلی نے انھیں نگل لیا، پھر وہ سمندر کی گہرائیوں میں اُترتی چلی گئی۔

یہ سب کچھ اچانک اور بڑی تیزی سے ہوا، پل بھر میں یونس علیہ السلام تاریکیوں میں ڈوب گئے، انھوں نے اردگرد کا جائزہ لیا، سمندر کی گہرائی میں پڑی ہوئی کنکریاں اللہ کی تسبیح کر رہی تھیں، یونس علیہ السلام کو اپنی کوتاہی کا احساس بری طرح ستانے لگا کہ انھوں نے اپنے رب کے حکم کے بغیر اپنی قوم کو چھوڑا اور بستی سے نکل کر چلے آئے، وہ اللہ کے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

حضور گڑگڑانے لگے:

﴿ فَنَادٰى فِي الظُّلُمٰتِ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ ﴾

”پھر اس نے اندھیروں میں پکارا کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو پاک ہے، بلاشبہ میں ہی ظالموں میں سے ہوں۔“ [1]

یونس علیہ السلام کے یہ کلمات سیدھے عرش الٰہی سے ٹکرائے، اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے کی پکار سنی اور انھیں اس مصیبت سے چھٹکارا دیا، یہ یونس علیہ السلام نبی کا واقعہ ہے۔ لیکن آج کا یونس کیا کہتا ہے؟ سنیے!

میں جوانی کے نشے میں مست تھا۔ میں نے مال و دولت اکٹھا کرنے، نرم بستروں، تیز رفتار سواری اور عالی شان بنگلوں ہی کو زندگی سمجھ رکھا تھا، جمعے کا دن تھا، میں اپنے دوستوں کے ساتھ ساحلِ سمندر پر بیٹھا سمندر کی لہروں سے لطف اندوز ہو رہا تھا، ہم سب اللہ سے غافل تھے۔ ہم نے دنیا کے کروفر اور سج دھج ہی کو اپنا مطمح نظر بنا رکھا تھا۔ ٹھنڈی ہوا تھی، خاموش فضا تھی، ہوا کے جھونکے ہمارے لطف کو دوبالا کر رہے تھے کہ مسجد سے آواز آنے لگی:

حَيَّ عَلَى الصَّلَاة ......حَيَّ عَلَى الصَّلَاة ......حَيَّ عَلَى الْفَلَاح ......حَيَّ عَلَى الْفَلَاح

”آؤ نماز کی طرف، آؤ نماز کی طرف، آؤ کامیابی کی طرف، آؤ کامیابی کی طرف۔“

اللہ کی قسم! میں عرصۂ دراز سے اذان سنتا آ رہا تھا لیکن میں نے ایک دن بھی

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

کلمہ فلاح (کامیابی) کی طرف توجہ نہیں دی، شیطان نے میرے دل پر پوری طرح قبضہ کر لیا تھا۔ میں نے اذان کے کلمات سنے ان سنے کر دیے، ساحل پر موجود لوگ نماز پڑھنے کے لیے اپنی اپنی جائے نماز بچھانے اور نماز کے لیے اکٹھے ہونے لگے اور ہم لوگ آکسیجن سلنڈر وغیرہ باندھ کر سمندر میں غوطہ خوری کی تیاری کرنے لگے۔

ہم نے غوطہ خوری کا لباس پہن لیا اور سمندر میں اُتر گئے، ہم ساحل سے دور ہوتے چلے گئے، حتیٰ کہ سمندر کے درمیان پہنچ گئے، ہر کوئی اپنی دھن میں مگن تھا۔ سرور ونشاط کے جھونکے دم بدم چلے آرہے تھے۔ اچانک ربڑ کا وہ ٹکڑا پھٹ گیا جو غوطہ خور کے منہ پر اس لیے لگایا جاتا ہے کہ پانی منہ میں داخل نہ ہو اور نالیوں کے ذریعے سے آکسیجن حاصل کرنے میں مدد دے۔

جونہی وہ ٹکڑا پھٹا، سمندر کا نمکین پانی میرے پھیپھڑوں میں داخل ہو گیا، میرا نظام تنفّس بند ہونے لگا، موت کے لمحات قریب تر آنے لگے، میرے پھیپھڑے

لرزنے لگے، انھیں ہوا کی سخت ضرورت تھی۔ میں تڑپ اٹھا، سمندر کی تاریکی مجھے بے چین کر رہی تھی، میرے دوست مجھ سے دور تھے، میں صورت حال کی نزاکت محسوس کرنے لگا اور پے در پے غوطے کھانے لگا، مجھے یقین ہو گیا کہ اب میں بچ نہیں سکتا۔

میں چلّانے اور فریاد کرنے لگا، زندگی کی فلم میری آنکھوں کے سامنے گھومنے لگی، پہلا غوطہ کھاتے ہی مجھے اندازہ ہو گیا کہ میں کس قدر کمزور اور بے بس ہوں، اللہ تعالیٰ نے مجھ پر نمکین پانی کے چند چھینٹے ڈال کر مجھے صاف دکھا دیا کہ پوری قوت وقدرت کا مالک صرف وہی ہے، مجھے یقین ہو گیا کہ اللہ کے علاوہ اور کوئی جائے پناہ نہیں۔

میں بڑی تیزی سے پانی سے باہر نکلنے کی کوشش کر رہا تھا، مگر بہت دور جا چکا تھا اور موت میرے قریب سرکتی چلی آرہی تھی، مجھے موت کا ڈر نہیں تھا لیکن یہ احساس مجھے رہ رہ کر تڑپانے لگا کہ میں اپنے عظمت مآب خالق و مالک سے کس

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

منہ سے ملوں گا، میں نے اللہ سے ملاقات کے لیے کوئی تیاری نہیں کی، اگر اس نے پوچھ لیا کہ تجھے زندگی دی تھی، اب تو کیسے کرتوت لے کر آیا ہے؟ تجھے مال و دولت سے نوازا تھا، اسے کہاں خرچ کیا؟

میں نماز سے ہمیشہ غافل رہا، میرا رب سب سے پہلے نماز ہی کے بارے میں جواب طلبی فرمائے گا تو میں کیا جواب دوں گا؟ اچانک مجھے کلمۂ شہادت یاد آنے لگا ...... میں چاہتا تھا کہ میرا خاتمہ کلمہ پڑھتے ہوئے ہو، ابھی میں نے أَشْهَدُ......ہی کہا تھا کہ میرے حلق میں پانی بھر گیا۔ یوں لگا جیسے کسی خفیہ ہاتھ نے میرا گلا گھونٹ دیا ہے تا کہ میں بول ہی نہ سکوں، میرا دل پکارنے لگا: اے میرے پروردگار! تھوڑی سی مہلت دے دے، اے میرے اللہ! چند لمحات کے لیے مجھے خشکی پر پہنچا دے، لیکن بچاؤ کی کوئی صورت نظر نہیں آ رہی تھی۔

میں ہر چیز سے بیگانہ ہو گیا، بحرِ ظلمات نے مجھے مایوس کر دیا، لیکن میرے رب کی رحمت کی تو کوئی انتہا ہی نہیں، اچانک ہوا میرے سینے میں اترنے لگی۔ تاریکی چھٹ گئی، میری آنکھیں کھل گئیں، میرے ایک ساتھی نے ہوا کا پمپ میرے منہ پر لگا دیا، وہ مجھے مکمل ہوش میں لانے کی کوشش کر رہا تھا، میں نے اس کے چہرے پر خوشی کے آثار دیکھے تو میں سمجھ گیا کہ اب میں خیریت سے ہوں، تب میرا دل، میری زبان اور جسم کا ایک ایک خلیہ پکار اٹھا:

«أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ ...... وَ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ ...... اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ»

”میں اس حقیقت کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور

میں اس حقیقت کی بھی گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں، تمام تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں۔“

اس ہستی کا بے حد شکر ہے جس نے مجھے اس مصیبت سے نجات دی۔ میں پانی سے نکلا تو اب میں پہلے والا یونس نہیں تھا، میری زندگی میں انقلاب آ چکا تھا، اب مجھے روز بروز اللہ کا قرب نصیب ہونے لگا، میں نے اپنی زندگی کا مقصد پا لیا۔ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان میرے حافظے میں جگمگانے لگا:

﴿ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ ○ ﴾

”اور میں نے جنوں اور انسانوں کو پیدا ہی اس لیے کیا ہے کہ وہ میری عبادت کریں۔“ [2]

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

یہ بالکل اٹل حقیقت ہے۔ اس نے ہمیں بیکار اور بے مقصد پیدا نہیں کیا، چند دنوں بعد مجھے اپنے ڈولنے اور ڈوبنے کا واقعہ پھر یاد آیا، میں سمندر کی طرف گیا، غوطہ خوری کا لباس پہنا، اور پانی میں چھلانگ لگا دی، میں سمندر کے بیچ میں اسی جگہ چل دیا جہاں مجھ پر ہچکولے کھانے کا ہولناک ماجرا گزرا تھا، وہاں میں نے اللہ کے حضور سجدہ کیا، مجھے یاد نہیں کہ میں نے کبھی اپنی زندگی میں اپنے پاک پروردگار کی یاد میں اس قدر ڈوب کر سجدہ کیا ہو، میں ایسی جگہ سجدہ ریز تھا کہ مجھ سے پہلے کبھی کسی نے وہاں سجدہ نہ کیا ہو گا، امید ہے قیامت والے دن وہ جگہ میرے سجدے کی گواہی دے گی، میرا اللہ اس سجدے کی وجہ سے مجھ پر رحم فرمائے گا اور مجھے جنت میں جگہ دے گا۔ اللّٰھم آمین.

1 الأنبيآء 87:21. 2 الذّٰريٰت 56:51.

اللہ اکبر!

ہمارا رب ہم پر ہمارے ماں باپ سے بھی زیادہ رحم فرمانے والا ہے، یہ اس کی رحمت ہی ہے کہ اس نے ہر فاسق وفاجر اور کافر ومشرک کے لیے توبہ کا دروازہ کھول رکھا ہے، اس کی رحمت کی برکھا ہر شخص پر برستی ہے، توبہ کا دروازہ ہر ایک کے لیے ہر وقت کھلا ہے۔

اس بوڑھے کی طرف دیکھیے، بڑھاپے نے اس کی کمر ٹیڑھی کردی ہے، وہ ڈولتا ڈوبتا، کانپتا گھسٹتا بارگاہِ رسالت ﷺ میں چلا آ رہا ہے۔

نبی رحمت ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ تشریف فرما تھے، وہ اپنے پاؤں گھسیٹتا ہوا آپ کے پاس آ ہی گیا، اس کی بوڑھی آنکھیں پلکوں کے بوجھ سے جھک گئی تھیں۔ اس نے نحیف آواز میں کہا: اے اللہ کے رسول! ایسے آدمی کے بارے میں بتلائیے جس نے ساری زندگی گناہوں میں گنوا دی، کوئی گناہ اس نے نہیں چھوڑا، ہر صغیرہ اور کبیرہ گناہ کا ارتکاب کر ڈالا، اگر اس کے گناہ زمین پر بسنے والے تمام انسانوں میں تقسیم کر دیے جائیں تو وہ ان سب کو ہلاکت کے گڑھے میں پھینک دیں، کیا ایسے شخص کے لیے بھی توبہ کی گنجائش ہے؟

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

نبیِ رحمت ﷺ نے نظر اٹھائی، اسے دیکھا، بڑھاپے کی وجہ سے اس کی کمر دوہری ہوگئی تھی، اب وہ زندگی کے آخری سانس گن رہا تھا، زمانے اور زندگی کے حالات وحوادث نے اسے ہلا کر رکھ دیا تھا،شہوت ولذت کی زندگی نے اسے ہلاک کر دیا تھا۔

نبیِ اکرم ﷺ نے اس سے دریافت فرمایا: اسلام قبول کرتے ہو؟

اس نے معاً کہا:

«أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّااللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ، وَأَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ»

آپ نے فرمایا: جاؤ! نیکی کے کام کرو اور گناہوں کو چھوڑ دو، اللہ تمھارے گناہوں کو نیکیوں میں بدل دے گا۔

بوڑھے نے کہا: کیا اللہ تعالیٰ میری ساری سیاہیاں اور کالے کرتوت معاف کر دے گا؟

آپ نے فرمایا: ہاں!

وہ خوشی سے جھوم اُٹھا اور چلّایا: اللہ اکبر! اللہ اکبر! اللہ اکبر! وہ اللہ کی بڑائی بیان کرتا ہوا الٹے پاؤں واپس چل دیا اور دھیرے دھیرے صحابۂ کرام کی نگاہوں سے اوجھل ہوگیا۔[1]

[1] المعجم الكبير للطبراني: 7/314، حديث: 7235.

اللہ ماں سے بھی زیادہ مہربان ہے

سیدنا امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک جنگ میں رسولِ اکرم ﷺ کی خدمت میں چند قیدی لائے گئے۔ ان میں ایک خاتون بھی تھی۔ اس کی بڑی عجیب حالت تھی۔

«إِذَا وَجَدَتْ صَبِيًّا فِي السَّبْيِ، أَخَذَتْهُ فَأَلْصَقَتْهُ بِبَطْنِهَا وَأَرْضَعَتْهُ»

”قیدیوں میں سے جس بچے کو پاتی اسے اپنی گود میں لے لیتی اور اپنی چھاتی سے چمٹا کر دودھ پلانے لگتی۔“

نبی کریم ﷺ نے اس خاتون کی بچے کے لیے یہ بے چینی دیکھی تو صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے دریافت فرمایا:

«أَتَرَوْنَ هٰذِهِ الْمَرْأَةَ طَارِحَةً وَّلَدَهَا فِي النَّارِ؟»

”تمھارا کیا خیال ہے، کیا یہ خاتون اپنے بچے کو آگ میں پھینک سکتی ہے؟“

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: ہرگز نہیں، یہ کبھی اپنے بچے کو آگ میں نہیں

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

پھینک سکتی۔

آپ نے فرمایا:

«لَلّٰهُ أَرْحَمُ بِعِبَادِهِ مِنْ هٰذِهِ بِوَلَدِهَا»

’’(یاد رکھو!) اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر اس خاتون سے کہیں زیادہ رحم فرمانے والا ہے جو اپنے بچے پر رحم کھا رہی ہے۔‘‘ [1]

[1] صحیح البخاري، الأدب، حدیث: 5999، صحیح مسلم، التوبة، حدیث: (22)-2754.

سبحان اللہ وہ کیسے مریض ہیں ......!

اس واقعے کے راوی ڈاکٹر محمد بن عبدالرحمٰن العریفی ہیں۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں ہسپتال میں ایک مریض کے پاس سے گزرا، اس کی عمر چالیس سال کے لگ بھگ تھی، وہ بہت خوبصورت قد وقامت اور بڑے درخشاں چہرے والا آدمی تھا، بظاہر ہشاش بشاش نظر آتا تھا، لیکن اس کا سارا جسم مفلوج اور بے حس ہو چکا تھا۔ ذرا بھی حرکت نہیں کرتا تھا، صرف سر اور گردن تھوڑی بہت حرکت کرتے تھے۔

آپ کلہاڑے کے وار سے اس کے بدن کے ٹکڑے ٹکڑے بھی کر دیں، تب بھی اسے کچھ پتا نہیں چل سکتا تھا، وہ بالکل بے حس وحرکت بستر سے چمٹا ہوا تھا، اسے پیشاب پاخانے کا بھی پتا نہ چلتا تھا، جب اس کے پاس سے بدبو آتی تو اس کی دیکھ بھال کرنے والے اس کا لباس بدل دیتے تھے۔ میں اس کے کمرے میں داخل ہوا تو ٹیلی فون کی گھنٹی بج اُٹھی، اس نے مجھے چلّا کر آواز دی اور کہا: جناب! ذرا فون پکڑیے، کہیں بند نہ ہو جائے۔

میں نے ریسور اُٹھایا اور اس کے کان سے لگا دیا، وہ بات کرنے لگا۔ میں وہیں ٹھہر گیا۔ اس نے اپنی بات مکمل کی تو بولا: جناب! یہ ریسور ادھر رکھ دیجیے،

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

میں نے ریسور رکھ دیا، پھر پوچھا: آپ کب سے اس مرض میں مبتلا ہیں؟ اس نے بتایا: میں بیس سال سے اس مرض کا روگی ہوں۔

ڈاکٹر عریفی دوسرا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے ایک دوست نے بتایا کہ وہ ہسپتال میں ایک کمرے کے پاس سے گزرا، وہاں سے عجیب وغریب آوازیں آرہی تھیں، میں نے کمرے میں جا کر دیکھا، ایک مریض بڑی اونچی آواز سے آہ وزاری کر رہا تھا، اس کے چلانے کی آواز اس قدر خوفناک تھی کہ دل پھٹ جائیں۔

میرے دوست نے کہا کہ میں اس کے پاس گیا، اس کا جسم فالج کی وجہ سے بے حس ہو چکا تھا، وہ ادھر ادھر دیکھنے کی بڑی کوشش کرتا لیکن اس کی ساری کوشش رائیگاں جاتی، مجھے بڑا ترس آیا۔ پوچھا: یہ مریض چیخ پکار کیوں کر رہا ہے؟ اس نے بتایا: فالج کی وجہ سے اس کا سارا جسم بے حس ہو چکا ہے، اس کی انتڑیوں میں خرابی ہے، جب بھی کوئی چیز کھاتا ہے، اس کے بعد اس کی یہی حالت ہوتی ہے۔ اسے کوئی چیز ہضم نہیں ہوتی۔

میں نے کہا: آپ اسے ثقیل کھانے مت کھلائیں، گوشت اور چاولوں کے قریب بھی نہ پھٹکنے دیں۔

نرس نے کہا: ہم اسے صرف دودھ پلاتے ہیں، وہ بھی منہ کے ذریعے نہیں بلکہ ناک کے ذریعے نالیوں کے وسیلے سے پیٹ میں پہنچاتے ہیں، اسے ہضم کرنے کے لیے بھی اسے اتنے پاپڑ بیلنے پڑتے ہیں۔

ڈاکٹر عریفی بیان کرتے ہیں کہ مجھے میرے ایک اور دوست نے بتایا۔ وہ بھی

ایک فالج زدہ مریض کے کمرے کے پاس سے گزرا، وہ ذرا بھی حرکت نہیں کرتا تھا۔ تکلیف کی وجہ سے چلاّ بھی رہا تھا، میں اس کے پاس گیا، اس کے سامنے رِحل پر قرآن پاک کھلا ہوا تھا، میں اسے دیکھتا رہا، جب وہ دو صفحے پڑھ لیتا تو دوبارہ پھر انھی دو صفحوں کو پڑھنے لگتا، اس میں اتنی بھی سکت نہیں تھی کہ صفحہ الٹ سکے، اس کے پاس کوئی آدمی بھی نہ تھا جو اس کی مدد کرتا، جب میں اس کے سامنے کھڑا ہوا تو اس نے التجا کی: جناب! ذرا صفحہ تو پلٹ دیجیے، میں نے قرآن مجید کا صفحہ پلٹا تو اس کا چہرہ کھل اٹھا، اس نے اپنی نظریں قرآن پر گاڑ دیں اور پڑھنے لگا، میں اس کے سامنے پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا: میں بڑا حیران تھا کہ یہ اپاہج ہے لیکن قرآن مجید پڑھنے کے ذوقِ مقدس سے کس قدر مالا مال ہے، اس کے برعکس ایک ہم ہیں صحیح سلامت، ہٹے کٹے ہیں، لم چھڑوں کی طرح پھرتے رہتے ہیں اور قرآن کریم کی تلاوت سے کس قدر غافل ہیں کہ ہمیں

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

بھولے سے بھی کلام پاک پڑھنے کا خیال نہیں آتا۔

ڈاکٹر عریفی کے تیسرے دوست عبداللہ نے ایک واقعہ بیان کیا کہ وہ کسی ہسپتال میں ایک آدمی کے پاس گیا، اس کا بھی سارا جسم مفلوج تھا، اور صرف اپنے سر ہی کو حرکت دے سکتا تھا۔ جب اس نے اس کی یہ حالت دیکھی تو اس پر رقت طاری ہوگئی، اسے اس پہ بڑا ترس آیا۔ پوچھنے لگا: آپ کو کسی چیز کی خواہش ہے تو فرمائیے۔

عبداللہ نے کہا: میرا خیال تھا کہ اس کی سب سے بڑی خواہش یہ ہوگی کہ وہ تندرست ہو جائے، وہ بھی اپنے بیوی بچوں کے ساتھ ہنسے کھیلے، کھائے پیے اور زندگی کی خوشیوں میں شریک ہو، مگر اس مریض نے جواب دیا: میری عمر تقریباً چالیس سال ہے۔ میرے پانچ بچے ہیں۔ سات سال سے بستر پر پڑا ہوں، اللہ کی قسم! میں نے کبھی یہ خواہش نہیں کی کہ اپنے بچوں کو دیکھوں، ان کے ساتھ سیر وسیاحت کے لیے جاؤں، جس طرح لوگ زندگی کے مزے لوٹ رہے ہیں، میں بھی اُسی طرح عیاشی کروں۔

عبداللہ نے کہا: میں بڑا حیران ہوا۔ اس سے پوچھا: پھر تمھاری کیا خواہش ہے؟ وہ بولا: میرا دل چاہتا ہے کہ میری پیشانی زمین سے لگ جائے، میں بھی اپنی جبینِ نیاز رب کریم کے حضور ٹیکوں، اور اپنے مالک کو رو رو کر اپنا غم سناؤں۔

ڈاکٹر عریفی ایک طبیب کی آپ بیتی سناتے ہیں: وہ بتاتے ہیں، میں ایک مریض کے پاس گیا، وہاں ایک بوڑھا آدمی چارپائی پر لیٹا ہوا تھا، سفید رنگ،

روشن چہرہ گویا نور کا ٹکڑا ہو۔ طبیب نے بتایا کہ اس نے اس کی فائل کھولی، اس کے دل کا آپریشن ہوا تھا۔ اس کے ساتھ ہی اس کا بلڈ پریشر کم ہو گیا۔ اس وجہ سے خون دماغ کی بعض شریانوں تک نہیں پہنچ پا رہا تھا۔

اب وہ مکمل کومے کی حالت میں تھا۔ اس کے اردگرد بڑی بڑی مشینیں نصب تھیں۔ اسے آکسیجن کے ذریعے مصنوعی سانس فراہم کیا جا رہا تھا، یوں وہ ایک منٹ میں نو مرتبہ سانس لیتا تھا۔ اس کے ایک طرف اس کا بیٹا بیٹھا ہوا تھا۔ میں نے اس سے اس بوڑھے کے متعلق پوچھا: یہ بزرگ کون ہیں؟ اس نے بتایا کہ یہ میرے والد صاحب ہیں۔ میں نے پوچھا کہ ان کا چہرہ اس قدر روشن ہے! یہ واقعی بہت نیک بزرگ لگتے ہیں۔ اس نے بتایا کہ میرے والد صاحب عرصۂ دراز سے ایک مسجد میں مؤذن ہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

میں نے اس بوڑھے مریض کی طرف دیکھا، اچانک اس کا ہاتھ حرکت کرنے لگا اور ساتھ ہی آنکھ بھی کھلنے لگی۔ میں نے اس سے بات چیت کرنا چاہی، میری کوشش ناکام رہی، اس کی حالت پُرخطر تھی، اس کے بیٹے نے اس کے قریب ہو کر اس کے کان میں بات کی لیکن وہ سمجھنے سے قاصر تھا، اس کا بیٹا کہنے لگا: ابا جان! امی جان اور سارے بہن بھائی خیریت سے ہیں۔ ماموں جان بھی سفر سے واپس آ گئے ہیں۔ اس کا بیٹا بولتا جا رہا تھا لیکن وہ بزرگ جوں کا توں تھا، وہ ذرا بھی حرکت نہیں کر رہا تھا، ادھر سانس فراہم کرنے والا آلہ مسلسل ایک منٹ میں نو مرتبہ سانس کی سہولت بہم پہنچا رہا تھا۔

اچانک اس کا بیٹا کہنے لگا: ابا جان! اٹھیے مسجد آپ کی راہ تک رہی ہے، فلاں آدمی کے علاوہ اور کوئی اذان نہیں دیتا اور وہ بھی اذان دیتے ہوئے غلطیاں کرتا ہے، مسجد میں آپ کی جگہ خالی ہے، جونہی مسجد اور اذان کا تذکرہ چھڑا، بوڑھے کا سینہ پھڑ پھڑانے لگا۔ وہ تیز تیز سانس لینے لگا۔ میں نے آکسیجن مشین کی طرف دیکھا۔ وہ ایک منٹ میں اٹھارہ سانسوں کا اشارہ دے رہی تھی، بیٹے کو کوئی خبر نہ تھی۔

پھر بیٹے نے کہا: میرے چچا زاد کی شادی ہو گئی ہے، وہ بوڑھا ایک مرتبہ پھر معمول کے مطابق سانس لینے لگا۔ میں نے یہ صورتِ حال دیکھی تو اس کی طرف متوجہ ہوا اور اس کے سر کے پاس کھڑا ہو گیا، میں نے اس کا ہاتھ ہلایا، آنکھیں کھولیں، امید کی کوئی کرن نظر نہیں آئی، ہر چیز ساکن تھی۔ میں بڑا حیران ہوا۔ اپنا منہ اس کے کان کے قریب کر کے کہا: اَللّٰهُ أَكْبَرُ...... حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ ...... حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ ...... ادھر میں کنکھیوں سے آکسیجن مشین کی طرف دیکھ رہا تھا۔ سانس کی حرکت پھر تیز ہو گئی، وہ ایک منٹ میں اٹھارہ سانسوں کی نشاندہی کر رہی تھی۔

سبحان اللہ! بھلا یہ کیسے بیمار ہیں! اللہ کی قسم! یہ بیمار نہیں، بیمار تو ہم ہیں۔ ان کے دل ہر وقت مسجدوں سے چمٹے ہوئے ہیں اور ان کی حالت یہ ہے:

﴿ رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ عَن ذِكْرِ اللَّهِ وَإِقَامِ الصَّلَاةِ وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ يَخَافُونَ يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيهِ الْقُلُوبُ وَالْأَبْصَارُ ۝ لِيَجْزِيَهُمُ اللَّهُ أَحْسَنَ مَا عَمِلُوا وَيَزِيدَهُم مِّن فَضْلِهِ ۗ وَاللَّهُ يَرْزُقُ مَن يَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝ ﴾

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

”وہ لوگ جنھیں تجارت اور خرید وفروخت اللہ کے ذکر سے اور نماز قائم کرنے اور زکاۃ دینے سے غافل نہیں کرتی، وہ اس دن سے ڈرتے ہیں جس میں بہت سے دل اور بہت سی آنکھیں الٹ پلٹ ہو جائیں گی (وہ یہ کام اس لیے کرتے ہیں) تاکہ اللہ انھیں ان کے اعمال کی بہترین جزا دے اور انھیں اپنے فضل سے زیادہ دے اور اللہ جسے چاہے، بے حساب رزق دیتا ہے۔“ [1]

لیکن اے بیماریوں اور پریشانیوں سے محفوظ اور صحیح سلامت انسان! اے عیش وعشرت کی زندگی بسر کرنے والے! اے اللہ کے عذاب سے نہ ڈرنے والے! اللہ نے تجھ پر کتنے احسانات کیے ہیں لیکن تو اس کے بدلے میں شب و روز اس کی نافرمانیاں کر رہا ہے، تو کب سمجھے گا؟ سنبھل جا، ابھی مہلت ہے، تجھ پر رب کریم کے انعامات لگاتار ہو رہے ہیں، رب ذوالجلال کا دستِ بخشش کبھی نہیں تھکتا، تجھ پر اس کے ان گنت احسانات کی برسات ہو رہی ہے۔

کیا تو ڈرتا نہیں کہ کل تجھے عاقبت کے کناروں پر حشر کی ہلچل اور ہیجان میں اللہ وحدہ لاشریک کے سامنے جوابدہ ہونا ہے؟ ان نعمتوں کا حساب دینا ہے۔ بتا! اُس وقت تو کیا جواب دے گا جب وہ تجھ سے پوچھے گا: اے میرے بندے! کیا میں نے تجھے صحت وتندرستی سے نہیں نوازا تھا؟ کیا میں نے تجھ پر رزق کی فراوانی نہیں کی تھی؟ کیا میں نے تجھے صحیح سالم کان نہیں عطا کیے تھے؟ تو کہے گا: میرے اللہ! یقیناً تو نے مجھے یہ سب نعمتیں مرحمت فرمائی تھیں، پھر وہ جبار وقہار، قادر مطلق تجھ سے سوال کرے گا: تو میری نعمتوں کے مقابلے میں میری نافرمانی

کیوں کرتا رہا اور میرے عذاب اور انتقام سے بے خوف ہو کر گناہ پر گناہ کیوں کرتا رہا؟

اس وقت سارے پردے چھلنی ہو جائیں گے، سب بھید کھل جائیں گے۔ تیرے سارے عیب وہنر پوری مخلوق کے سامنے عیاں ہو جائیں گے، تیرے روبرو تیرے گناہ پیش کیے جائیں گے، گناہوں کی نحوست کس قدر گھناؤنی ہے!

ایک چھوٹے سے گناہ کی وجہ سے ہمارے باپ آدم کو جنت سے نکال دیا گیا، قوم نوح کی تباہی کا سبب یہی گناہ بنے، قوم عاد اور ثمود کو ان گناہوں ہی نے ہلاکت میں ڈالا، ان گناہوں ہی نے قوم لوط کی بستی کو الٹا دے مارا، قوم شعیب پر بھی گناہوں کی وجہ سے عذاب آیا، فرعون اور اس کی قوم پر الم ناک عذاب نازل ہوئے۔ ابرہہ پر نوکیلے پتھروں کی بارش ہوئی، اس کا سبب صرف گناہ اور نافرمانی کی زندگی تھی۔

[1] النور 38,37:24.

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

استقامت کا پہاڑ

نیک سیرت لوگوں سے دوستی ہمیشہ باعثِ فلاح ہوتی ہے۔ نبی کریم ﷺ سے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی دوستی دعوتِ اسلام سے پہلے کی تھی۔ یہی دوستی اور عقیدہ وعمل کی یکسانی ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو سب سے پہلے قبولِ اسلام کا شرف عطا ہونے کا سبب بنی۔ جب نبی کریم ﷺ کو نبوت ورسالت کے اعلیٰ وارفع منصب پر فائز کر دیا گیا تو آپ نے سب سے پہلے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دل کے دروازے پر دستک دی اور انھیں اسلام کی دعوت پیش کی، پھر وہ اطاعت پیغمبر اور محکم ایمان کی ایسی یگانہ مثال ثابت ہوئے کہ پوری امتِ مسلمہ میں کوئی نظیر نہیں ملتی، قائد انسانیت رسول اللہ ﷺ سے فدویانہ دوستی کے باعث اللہ تعالیٰ نے انھیں اسلامی معاشرے کا سب سے بڑا آدمی بنا دیا۔

قبول اسلام کے لمحہ اول ہی سے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دل میں تبلیغ دین اور ترویجِ حق کا بے پناہ جذبہ پیدا ہو گیا۔ ابتدا میں نبی کریم ﷺ مکہ میں چھپ کر اسلام کی دعوت دیتے تھے اور مسلمان بھی اپنے دین کو چھپائے پھرتے تھے۔ جب

مسلمانوں کی تعداد اڑتیس (38) ہو گئی تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کو علانیہ دعوت دینے پر اصرار کرنے لگے، نبی کریم ﷺ مسلسل یہی فرماتے رہے: ابوبکر! ہم تھوڑے ہیں۔ ذرا صبر کا دامن تھامو!

ابوبکر رضی اللہ عنہ مسلسل اصرار کرتے رہے حتیٰ کہ نبی اکرم ﷺ مسجد الحرام کی طرف نکلے دیگر مسلمان بھی آپ کے ساتھ چل دیے، تمام مسلمان مسجد کے کونوں میں بکھر گئے...... ہر مسلمان اپنے اپنے قبیلے میں جا بیٹھا۔

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کھڑے ہو گئے اور خطبہ دینے لگے، اسلام کے یہ پہلے خطیب تھے جنھوں نے لوگوں کو اسلام کی طرف دعوت دی، مشرکین نے دیکھا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ ان کے معبودوں کی عزت پامال اور ان کے دین پر طعن کر رہے ہیں تو وہ ابوبکر اور دوسرے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم پر پل پڑے اور مسلمانوں کو بہت مارا، اس کے باوجود ابوبکر رضی اللہ عنہ دعوت دیتے رہے۔

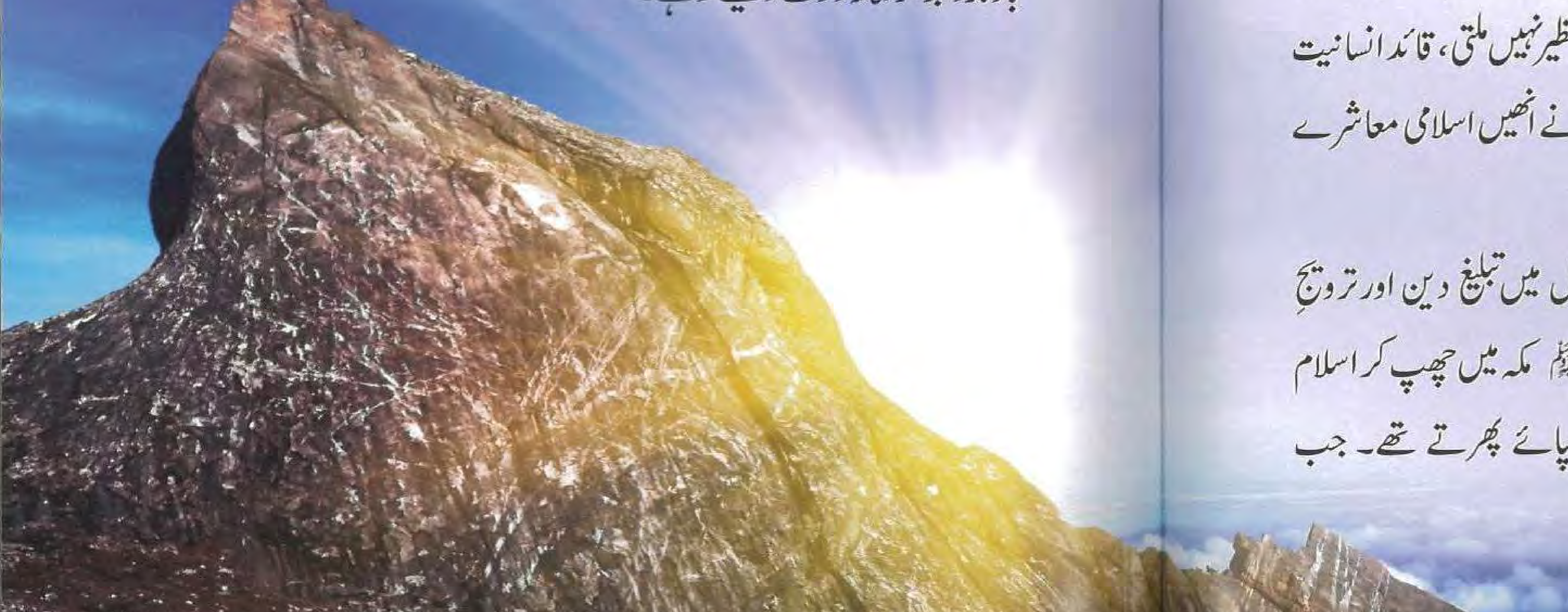

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

مشرکین کے ایک گروہ نے انھیں گھیر لیا اور اس قدر مارا کہ آپ نڈھال ہو کر زمین پر گر پڑے، اس وقت آپ ادھیڑ عمر میں تھے۔ ایک فاسق عتبہ بن ربیعہ آپ کے قریب آیا، وہ آپ کے سینے اور پیٹ کو روندنے لگا، اس نے آپ کے چہرے پر جوتے مارے، آپ کے چہرے کا گوشت پھٹ گیا اور خون بہنے لگا، چہرے سے ان کی شناخت مشکل ہوگئی، آپ بالکل بے ہوش ہو گئے، اتنے میں آپ کی قوم بنو تیم کے لوگ یکے بعد دیگرے آنے لگے۔

انھوں نے مشرکین کے ہجوم کو آپ سے پرے ہٹایا اور آپ کو کپڑے میں لپیٹ کر اُٹھا لیا، وہ آپ کی زندگی سے نا امید ہو چکے تھے، وہ آپ کو گھر لے آئے، آپ کے والد محترم اور آپ کی قوم کے لوگ آپ کے سرہانے بیٹھ گئے، وہ آپ سے باتیں کرتے تھے لیکن آپ کوئی جواب نہ دے پاتے تھے۔

جب دن چھپنے لگا تو آپ کو قدرے افاقہ محسوس ہوا، آپ نے آنکھیں کھولیں تو فوراً سب سے پہلے یہ پوچھا: رسول اللہ ﷺ کا کیا بنا؟ مجھے ان کی خیریت سے آگاہ کرو۔ آپ کے والد غصے میں آکر برا بھلا کہنے لگے، پھر وہاں سے چلے گئے، آپ کی والدہ محترمہ آپ کے پاس بیٹھ کر آپ کو کھلانے پلانے کی کوشش کرنے لگیں لیکن آپ بار بار یہی پوچھ رہے تھے کہ رسول اللہ ﷺ کا کیا بنا۔ مجھے ان کی خیریت سے مطلع کرو۔ ان کی والدہ نے کہا: اللہ کی قسم! مجھے کچھ معلوم نہیں۔

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: اماں جان! ذرا ام جمیل بنت خطاب کے پاس جائیے اور ان سے اللہ کے رسول ﷺ کے حالات معلوم کر کے آئیے۔ ام جمیل اسلام لے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

آئی تھیں لیکن اپنے اسلام کو چھپائے رکھتی تھیں، ابوبکر رضی اللہ عنہ کی والدہ ان کے پاس پہنچیں اور کہا کہ ابوبکر نے مجھے تمھارے پاس بھیجا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ محمد بن عبداللہ (ﷺ) کا کیا حال ہے؟

ام جمیل کو خطرہ لاحق ہو گیا کہ کہیں یہ لوگ میرے اسلام قبول کرنے کی خبر نہ پھیلا دیں، انھوں نے انجان بنتے ہوئے کہا: میں ابوبکر کو جانتی ہوں نہ محمد (ﷺ) کو، اگر آپ پسند کرتی ہے کہ میں آپ کے ساتھ آپ کے بیٹے کے پاس جاؤں، تو میں تیار ہوں۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی والدہ نے کہا: کیوں نہیں! ضرور، آیئے! میرے ساتھ چلیے، وہ دونوں ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آئیں تو ام جمیل نے آپ کو زخموں سے چور پایا، آپ کا چہرہ شدید زخمی تھا، وہ یہ دیکھ کر رونے لگیں اور کہا: اللہ کی قسم! ظالموں نے اپنے کفر وفسق کی وجہ سے تمھارے ساتھ یہ سلوک کیا ہے لیکن مجھے اللہ سے امید ہے کہ وہ ان سے ضرور تمھارا بدلہ لے گا۔

ابوبکر رضی اللہ عنہ ام جمیل کی طرف متوجہ ہوئے اور پوچھنے لگے: ام جمیل! مجھے بتاؤ اللہ کے رسول ﷺ کا کیا حال ہے۔ ام جمیل نے آپ کی والدہ کی طرف دیکھا۔ وہ ابھی تک مسلمان نہیں ہوئی تھیں، انھیں ڈر لاحق ہوا کہ کہیں یہ کافروں کو مسلمانوں کے راز نہ بتا دیں۔ ام جمیل نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا: آپ کی والدہ ہماری باتیں سن رہی ہیں۔ آپ نے کہا: تمھیں کوئی خطرہ نہیں، بے فکری سے بات کرو۔ انھوں نے بتایا کہ اللہ کے رسول ﷺ بالکل صحیح سالم ہیں اور ابن ارقم کے گھر میں تشریف فرما ہیں۔

آپ کی والدہ نے کہا: اب تو تمھیں اپنے ساتھی کی خیریت معلوم ہو گئی ہے،

اب تو کچھ کھا پی لو، لیکن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کی قسم! میں اس وقت تک کچھ نہیں کھاؤں پیوں گا جب تک اللہ کے رسول ﷺ کو اپنی آنکھوں سے نہ دیکھ لوں، اُنھوں نے اپنے آپ کو روکے رکھا۔

جب رات چھا گئی اور لوگ سو گئے تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہونے کی کوشش کی لیکن خون بہنے کی وجہ سے بہت کمزور ہو چکے تھے، ام جمیل اور آپ کی والدہ آپ کو سہارا دے کر اللہ کے رسول ﷺ کے پاس لے آئیں، جب اللہ کے رسول ﷺ نے آپ کو دیکھا تو سینے سے چمٹا لیا اور بوسہ دینے لگے، نبی علیہ الصلاة والسلام کو آپ کی حالت زار دیکھ کر بڑا ترس آیا اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم بھی بہت رنجیدہ ہوئے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

ابوبکر کہنے لگے: اے اللہ کے رسول! میرے ماں باپ آپ پر قربان! مجھے کوئی تکلیف نہیں، صرف چہرے کی چوٹ تکلیف دے رہی ہے جو اس فاسق عتبہ بن ربیعہ نے لگائی ہے۔

پھر ابوبکر نے کہا: اللہ کے رسول! یہ میری والدہ محترمہ ہیں۔ یہ مجھ سے بہت ہی اچھا سلوک کرتی ہیں، آپ مبارک شخصیت ہیں، انھیں اللہ کی طرف دعوت دیجیے اور ان کے لیے دعا بھی فرمائیے، امید ہے اللہ انھیں آپ کے ذریعے سے جہنم کی آگ سے بچا لے گا، اللہ کے رسول ﷺ نے اللہ سے دعا کی، پھر انھیں اسلام کی دعوت دی تو وہ بھی مسلمان ہو گئیں۔ [1]

قارئینِ کرام! آپ صبر واستقامت کے اس پہاڑ کی طرف دیکھیں، جنھیں لوگ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے نامِ نامی سے جانتے ہیں، وہ لوگوں کو اللہ کی طرف دعوت دیتے اور تبلیغ دین کا کیسا پُر جوش ولولہ اور حوصلہ رکھتے تھے۔ مشرکین نے انھیں کتنا مارا حتیٰ کہ وہ بے ہوش ہو گئے اور جان کے لالے پڑ گئے، پھر بھی جب ہوش میں آئے تو انھیں اپنی کوئی فکر نہیں تھی۔ ان کی سب سے بڑی بے قراری اور بے تابی صرف یہ تھی کہ جناب محمد رسول اللہ ﷺ کس حال میں ہیں۔

محبت وفدویت کی ایسی مثال کہاں ملے گی! وہ زخموں سے چور تھے۔ کھڑے ہونے کی سکت بھی نہیں تھی، پھر بھی انھیں اللہ کے دین کی دعوت دینے کا اور تبلیغ کا کیسا بے تاب شوق تھا کہ اپنی والدۂ ماجدہ کے مسلمان ہو جانے کے لیے اللہ کے رسول ﷺ سے دعا کرنے کی دردمندانہ درخواست کی اور وہ اللہ کے فضل و کرم سے مسلمان ہو گئیں۔

اب ہم اپنے دل سے پوچھیں، ہم نے اسلام کے لیے کیا کیا ہے؟ کتنے لوگ ہمارے ذریعے سے ہدایت یافتہ ہوئے ہیں؟ کیا ہم نے اللہ کے رستے میں تکلیفیں برداشت کی ہیں؟ کیا ہم امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ ادا کر رہے ہیں؟ سب سے پہلے اپنی ذاتی زندگی پر نظر ڈالیں۔ کیا ہم اللہ رب العزت کے حکموں کو ٹھیک ٹھیک محمد رسول اللہ ﷺ کے مبارک طریقوں کے مطابق پورا کرتے ہیں؟ کیا ہم اپنے بیوی بچوں اور رشتہ داروں اور دوست احباب کو رب ذوالجلال کی عظمتوں اور سید المرسلین ﷺ کے منور اعمال سے روشناس کراتے ہیں؟ کیا ہم اپنے گلی کوچے اور اپنے معاشرے کے گم کردہ راہ انسانوں کو ﴿اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ﴾ کا سبق سکھاتے ہیں؟

رسالت مآب ﷺ دُور دُور تک جاتے تھے اور ایک ایک فرد، ایک ایک قبیلے کو اللہ کی بندگی کی دعوت دیتے تھے۔ کیا ہم نے بھی اللہ کے دین کی تبلیغ کے لیے کبھی کوئی قدم بڑھایا؟ اللہ کی قسم! ہر مسلمان پر فرض ہے کہ وہ دینِ حنیف کی تبلیغ کرے۔ لوگوں کو اللہ کے رستے کی طرف بلائے، اللہ اس کی مدد کرے گا اور اس کی زندگی کے سارے رستے ہموار کر دے گا۔

[1] دیکھیے السیرة النبویة لابن کثیر: 439/1.

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

وہ کامیاب ہوگیا

وہ بہت غریب نوجوان تھا، بھرپور جوانی کے عالم میں بھی اللہ کا ڈر اس کے رگ و ریشے میں سمایا ہوا تھا، وہ ہر وقت اللہ کے ذکر میں مشغول رہتا تھا، شیطان اس پر ہر طرح کے داؤ پیچ لڑاتا لیکن اسے اللہ کی مدد حاصل تھی، وہ رزق حلال کمانے کے لیے گلیوں میں سودا سلف بیچتا تھا۔ ایک دفعہ اسے ایسی عورت کا سامنا کرنا پڑا جسے حلال وحرام کی کوئی تمیز نہیں تھی، وہ حرام کا ارتکاب کرتے ہوئے ذرا بھی جھجک محسوس نہیں کرتی تھی۔ یہ نوجوان اس کے گھر کے سامنے اپنا سامان لے کر پہنچا۔ اس نے دروازے کی اوٹ سے جھانکا، پھر اس نوجوان کو بلایا اور کہا: ذرا اپنا سامان اندر لے آؤ، میں دیکھنا چاہتی ہوں۔ جب وہ اندر داخل ہوا تو اس نے دروازہ بند کرلیا، پھر اسے حرام کے ارتکاب کی ترغیب دی، نوجوان چلایا، معاذ اللہ، اللہ کی پناہ! میں اس گھناؤنے راستے کا راہی نہیں۔

اس فرشتہ صفت نوجوان نے یوم حساب کا تذکرہ کیا اور بتایا کہ یہاں کی تمام حرام لذتیں ختم ہوجائیں گی، حسرتیں ہی حسرتیں باقی رہ جائیں گی، اس دن انسان کے اعضاء جن کے ذریعے سے وہ لذتیں لیتا رہا، اللہ کی نافرمانی کرتا رہا،

وہی اس کے خلاف گواہی دیں گے، ٹانگیں گواہی دیں گی کہ اے اللہ! یہ ہم پر چل کر تیری نافرمانی کے لیے گیا، ہاتھ گواہی دے گا، اللہ! اس نے میرے ذریعے تیری حرام کردہ چیزیں تھامیں، زبان بولے گی، انگ انگ گناہ گار کے خلاف گواہی دے گا، پھر اس نے جہنم کی آگ اور اللہ کے عذاب سے ڈرایا اور بتایا کہ قیامت والے دن زنا کرنے والے لوگ جہنم میں الٹے لٹکائے جائیں گے، ان پر لوہے کے کوڑے برسائے جائیں گے، جب زانی تکلیف کی شدت سے چیخیں ماریں گے اور مدد کے لیے فریاد کریں گے، تو فرشتے پوچھیں گے: یہ کیسی آوازیں ہیں؟ تم لوگ تو خوب قہقہے لگاتے تھے۔ بہت خوش ہوتے تھے۔ بڑے اکڑ اکڑ کر چلتے تھے۔ تمھیں اللہ کے عذاب کا بالکل خوف نہ تھا۔ تمھیں ذرا بھی حیا نہیں آتی تھی۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

اس نوجوان نے نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی سنایا:

«يَا أُمَّةَ مُحَمَّدٍ! مَا أَحَدٌ أَغْيَرَ مِنَ اللّٰهِ أَنْ يَّرٰى عَبْدَهٗ أَوْ أَمَتَهٗ تَزْنِي، يَا أُمَّةَ مُحَمَّدٍ! لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا أَعْلَمُ لَضَحِكْتُمْ قَلِيلًا وَ لَبَكَيْتُمْ كَثِيرًا»

''اے امت محمد! اللہ سے زیادہ کوئی غیرت مند نہیں کہ وہ اپنے غلام یا باندی کو بدکاری کرتا دیکھے، اے امت محمد! اگر تم اس کو جان لو جو میں جانتا ہوں تو تمھیں بہت کم ہنسی اور بہت زیادہ رونا آئے۔'' [1]

اس نے وہ دن یاد دلایا جب نبی ﷺ نے خواب میں مردوں اور عورتوں کو دیکھا، وہ تنور کی طرح تنگ جگہ میں بالکل ننگے تھے، اس تنور کا اوپر والا حصہ تنگ اور نیچے والا حصہ کھلا تھا، وہ بہت بلک بلک کر فریاد کر رہے تھے، جب ان کے نیچے آگ کا شعلہ بھڑکتا تو اس کی سخت تکلیف سے وہ بہت چیختے، نبی ﷺ نے پوچھا: جبریل! یہ کون لوگ ہیں؟ جبریل نے جواب دیا: یہ زنا کرنے والے مرد اور عورتیں ہیں۔ [2] قیامت تک انھیں اسی طرح عذاب ہوتا رہے گا، آخرت کا عذاب بہت سخت اور اٹل ہے، ہم اللہ تعالیٰ سے درگزر اور معافی کا سوال کرتے ہیں۔

شیطان نے اس عورت پر پھر حملہ کیا، اس کے نفس امارہ نے کہا: چلو کچھ نہیں ہوتا، زنا کرلو، پھر توبہ کرلینا، وہ بولا: میں اللہ کی پناہ میں آتا ہوں۔ جو عورت میرے لیے حلال نہیں، میں کیسے اس کی طرف دیکھوں! میں اپنے رب کی حرمتوں کو کیسے پامال کروں؟ یہ ہرگز نہیں ہوسکتا، اللہ ہمیں دیکھ رہا ہے، ہم مخلوق

سے تو چھپتے ہیں، مگر خالق کے سامنے مسلسل گناہ کیے جاتے ہیں، وہ کچھ دیر سوچتا رہا اور وہاں سے نکلنے کی تدابیر سوچنے لگا، اس نے دروازے پر نظر دوڑائی تو بدکار عورت زور سے چلائی، اللہ کی قسم! اگر تو نے میری خواہش پوری نہ کی تو میں شور مچا دوں گی۔ لوگ اکٹھے ہوجائیں گے، پھر میں کہہ دوں گی کہ اس نے میری عزت لوٹ لی ہے، اس کے بعد تجھے موت کے منہ میں دھکیل دیا جائے گا یا جیل کی سلاخوں کے پیچھے، وہ پاک دامن نوجوان اللہ کے ڈر سے کانپنے لگا۔

اسے یقین ہوگیا کہ یہ عورت اپنے گھناؤنے ارادے سے باز آنے والی نہیں، اس نے ایک تدبیر سوچی اور اس عورت سے کہا: میں بیت الخلا میں جانا چاہتا ہوں، عورت نے بیت الخلا کی طرف اشارہ کیا، وہ بیت الخلا میں داخل ہوا، روشندان کی طرف دیکھا، وہ بہت تنگ تھا، پھر دوسرا طریقہ سوچنے لگا جس کے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

ذریعے وہ گناہ کے ارتکاب سے بچ جائے، اس نے لیٹرین کی طرف دیکھا۔ وہاں گندگی تھی اس نے فوراً غلاظت اٹھائی اور اپنے جسم، کپڑوں اور ہاتھوں پر مَل لی، پھر وہ عورت کے پاس پہنچا، وہ اُسے دیکھتے ہی طیش میں آ گئی۔ اس کا سامان اس کے منہ پر دے مارا اور دھتکار کر گھر سے باہر نکال دیا، وہ راستے میں چلتا جارہا تھا اور بچے اس کے پیچھے پاگل، پاگل کا آوازہ کس رہے تھے۔

اس نے گھر پہنچ کر غسل کیا۔ بدکاری سے بچنے اور پاکبازی کی راہ میں استقامت کا مظاہرہ کرنے کے صلے میں اللہ تعالیٰ نے اُسے یہ انعام دیا کہ پھر اس نوجوان کے بدن سے ہمیشہ خوشبو کے جھونکے آتے رہے، حتیٰ کہ ایک دن وہ اپنے مالک حقیقی سے جاملا۔

1 صحيح البخاري، النكاح، حديث: 5221. 2 دیکھیے صحيح البخاري، التعبير، حديث: 7047.

سچی توبہ

ایک نوجوان صحابی جسے لوگ ''ماعز'' کے نام سے جانتے تھے، اس کی شادی مدینہ منورہ میں ہوئی تھی، ایک دن شیطان نے اسے پھسلایا، اسے ایک انصاری کی لونڈی پر مائل کر دیا اور راہ حق سے ہٹانے کی کوشش کی، ماعز شیطان کے جال میں پھنسا اور اس لونڈی کو تنہائی میں لے گیا، اب یہ دونوں تھے اور تیسرا ان میں شیطان تھا، وہ برائی کو ان دونوں کے لیے نہایت خوبصورت اور پرکشش بنا کر پیش کر رہا تھا وہ دونوں بہک گئے اور جوانی کی طغیانی کا شکار ہو گئے۔

جب ماعز اپنے جرم سے فارغ ہوا تو شیطان نے اس کا ساتھ چھوڑ دیا، اب وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا اور اپنے نفس کا محاسبہ کرنے لگا اور اپنے آپ کو ملامت کرنے لگا، گناہ کی آگ اس کے دل کو جلانے لگی، وہ بے قرار ہو کر روحانی طبیب ﷺ کی خدمت میں آیا اور آپ ﷺ کے سامنے کھڑا ہو گیا، احساس گناہ اسے تڑپانے لگا، کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! زنا ہو گیا ہے، مجھے پاک کر دیجیے، نبی کریم ﷺ نے اس کی طرف سے منہ پھیر لیا...... وہ دوسری جانب آ گیا، بولا: اے اللہ کے رسول! میں شیطان کے جھانسے میں آ گیا۔ زنا کر بیٹھا، مجھے پاک

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

کر دیجیے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: تجھ پر افسوس ہے، واپس چلا جا اور اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہ کی معافی مانگ اور توبہ کرلے۔ وہ تھوڑی دیر بعد پھر آ گیا، گناہ کی آگ نے اس کا آرام چھین لیا، وہ صبر نہ کر سکا۔

نبی کریم ﷺ نے اس کے بارے میں حکم دیا کہ اسے یہاں سے نکال دو، اسے نکال دیا گیا، وہ چوتھی مرتبہ پھر چلا آیا، نبی اکرم ﷺ نے لوگوں سے پوچھا: کیا یہ دیوانہ ہے؟ لوگوں نے کہا: اللہ کے رسول! ہم تو اس میں ایسا کوئی مرض نہیں پاتے، آپ نے فرمایا: شاید اس نے شراب پی ہوئی ہے، اس لیے ایسی حرکتیں کر رہا ہے۔ ایک آدمی کھڑا ہوا۔ اس نے ماعز کا منہ سونگھا، اسے شراب کی کوئی بو محسوس نہیں ہوئی، نبی ﷺ نے پوچھا: تجھے پتا ہے، زنا کسے کہتے ہیں؟ اس نے کہا: جی ہاں! میں ایک عورت کے ساتھ اس طرح حرام کا ارتکاب کر بیٹھا ہوں جیسے ایک آدمی حلال طریقے سے اپنی بیوی کے پاس آتا ہے۔

آپ نے پوچھا: اب اس بات سے تمھارا کیا مطلب ہے؟ اس نے کہا: مجھے پاک کر دیجیے۔ نبی ﷺ نے مکمل تفتیش کرائی۔ جرم ثابت ہونے پر حد جاری فرمائی۔ آپ نے حکم دیا اور اسے سنگسار کر دیا گیا۔

جب اس کی نماز جنازہ پڑھی گئی اور اسے دفن کر دیا گیا تو نبی ﷺ دو آدمیوں کے پاس سے گزرے، وہ آپس میں باتیں کر رہے تھے کہ دیکھو! اس آدمی پر اللہ نے پردہ ڈالا تھا لیکن اس نے اپنے آپ کو خود ہی ہلاکت میں ڈال لیا حتیٰ کہ اسے پتھر مار مار کر یوں ہلاک کر دیا گیا جیسے کتے مار دیے جاتے ہیں۔ نبی ﷺ خاموش ہو گئے، پھر تھوڑا سا چلے، آگے ایک مردہ گدھا پڑا ہوا تھا۔ اُسے دھوپ

نے جلا دیا تھا اور وہ پھول گیا تھا، جب نبی ﷺ نے اس گدھے کو دیکھا تو پوچھا: فلاں فلاں آدمی کدھر ہیں؟ وہ دونوں بولے: اللہ کے رسول! ہم یہاں ہیں۔ آپ نے فرمایا: اترو اور اس گدھے کا گوشت کھاؤ، وہ حیران ہو کر بولے: اللہ کے نبی! بھلا اسے کون کھا سکتا ہے؟ آپ نے فرمایا: ابھی ابھی جو تم اپنے بھائی کی عزت پامال کر رہے تھے، وہ اس گدھے کو کھانے سے بھی زیادہ بدتر ہے۔ ماعز نے ایسی سچی توبہ کی ہے اگر یہ توبہ امت کے مابین تقسیم کر دی جائے تو انھیں کافی ہو جائے، مجھے اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! وہ اس وقت جنت کی نہروں میں غوطے لگا رہا ہے۔

خوش خبری ہے ماعز بن مالک کے لیے! وہ جوانی کی بھول کا شکار ہوا، اور اپنے اور اپنے رب کے درمیان پڑے ہوئے پردے کو پامال کیا، گناہ نے اسے چین سے بیٹھنے نہ دیا تو اس نے ایسی توبہ کی کہ اگر امت کے درمیان تقسیم کر دی جاتی تو تمام لوگوں کے گناہوں کی معافی کا ذریعہ بن جاتی۔ [1]

[1] دیکھیے، صحیح البخاري، الحدود، حدیث:6820، وصحیح مسلم، الحدود، حدیث:1695، وسنن أبي داود، الحدود، حدیث:4428.

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

جانے والی کی یاد آتی ہے

آنسوؤں کی برسات میں وہ اپنا ماجرا بیان کررہا تھا،اس کی بوڑھی ماں اس سے بڑی محبت کرتی تھی لیکن اس کا رویہ اس کے برعکس تھا،ماں نے بڑا روکا کہ بیٹا تم ادھر رہ کر ہی تعلیم حاصل کرلو، یہاں ہر طرح کی سہولتیں موجود ہیں، میری آنکھوں سے دور نہ جاؤ۔ وہ کھڑکی میں کھڑی اشکبار آنکھوں سے مجھے دیکھ رہی تھی اور اپنے کمزور کانپتے ہوئے ہاتھ لہرا رہی تھی۔

میں کھڑا ہوکر اس کی طرف دیکھنے لگا، اس کی سسکیاں مجھے سنائی دے رہی تھیں، لیکن گناہوں نے میرے دل کو اس قدر سخت کردیا تھا کہ اس کی آہ وبکا کا میرے دل پر ذرا بھی اثر نہ ہوا۔

میں نے اس کی تمام تر ہمدردیوں اور محبتوں کو پس پشت ڈال دیا اور اس کے اصرار کے باوجود اپنے شہر میں تعلیم حاصل کرنے سے انکار کردیا، دنیا کی رنگینیاں میرے دل ودماغ پر پوری طرح چھا گئی تھیں۔روشن خیالی اور خود پسندی نے مجھے اپنی گرفت میں مضبوطی سے جکڑ رکھا تھا،خواہشات اور لذتوں نے مجھے اپنے دامن فریب میں پھنسا لیا،جنوں اور انسانوں میں موجود شیطان ایک دوسرے کی

مدد کررہے تھے اور مجھے اپنے اس غلط فیصلے پر ڈٹے رہنے کی تلقین کررہے تھے، میں اپنی ماں کی نصیحتوں، بھلائیوں، خیرخواہیوں اور شفقت ومحبت کو پامال کرکے چل دیا۔ وہ کھڑے کھڑے مجھے الوداع کہہ رہی تھی، میں اس کی نظروں سے اوجھل ہوچکا تھا لیکن وہ بدستور اپنی جگہ کھڑی رہی اور میرے قدموں کے نشان دیکھتی رہی۔

کئی دن گزر گئے، میں واپس نہ گیا،میرے کانوں میں میری ماں کی آواز گونج رہی تھی،میرے بیٹے!میں تجھے اللہ کی حفاظت میں دیتی ہوں،تیری طرف کوئی میلی نگاہ سے نہ دیکھے،میرے پیارے بیٹے !تو کہاں جائے گا، پھر میرے کانوں میں یہ آواز آنے لگی: بیٹا! تو نے واپسی میں اتنی دیر کیوں کردی؟

میں لہو ولعب میں مشغول ہوگیا،کروفر، سج دھج نے مجھے غفلت میں ڈال دیا، گناہ پر گناہ کرتا گیا، میری آواز بہت خوبصورت تھی،میری آواز نے مجھے دھوکے میں ڈال دیا، میرے برے دوستوں نے مجھے گیت گانے پر اکسایا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

میں گیت گانے لگا اور شیطان مجھے میرے فن کی داد دینے لگا، پھر شیطان ہی سے میرا دل بہلنے لگا، آخر ایک دن آیا، مجھے تھیٹر ہال میں گانے کی دعوت دی گئی، میں بہت خوف زدہ ہوا اور میرے اندر جو فطری حیا تھی مجھے جھنجھوڑنے لگی، میں اسی کشمکش میں رہا کہ یہ دعوت قبول کروں یا نہ کروں، میرا دل مجھے ڈانٹنے لگا کہ تو اس میدان کا آدمی نہیں، تیرا تعلق ایک شریف خاندان سے ہے اور یہ کمینوں والا کام ہے، میرا دل مجھے ملامت کرتا رہا،لیکن نفس امارہ، یعنی برائی کا حکم دینے والے نفس نے مجھے ابھارا، یہ بڑا قیمتی موقع ہے، ہاتھ سے نہ جانے دو، تمھیں بہت جلد شہرت مل جائے گی، کچھ دیر سوچنے کے بعد میں نے وہ پیش کش قبول کر لی۔

میں اسٹیج پر چڑھا اور پہلا بول گاتے ہی میرے اندر کی شرم وحیا کی جو رمق باقی تھی وہ بھی نابود ہوگئی، میری مسحور کن آواز سے پورا ہال جھومنے لگا، ہر طرف سے داد و تحسین کی صدائیں آنے لگیں۔

میرا حلقۂ یاراں بڑھنے لگا، ہر طرف سے دعوت نامے آنے لگے،اب میں ایک رات ایک جگہ اور دوسری رات دوسری جگہ بسر کرتا۔کوئی گناہ ایسا نہ رہا جس کا میں نے ارتکاب نہ کیا ہو،ایک دن مجھے بہت بڑی کمپنی کی طرف سے گیت سنانے کی آفر ہوئی، جو میں نے بڑی خوشی سے قبول کر لی اور اس پروگرام میں بھرپور شرکت کی،اس محفل کے بعد ایک ماہرِفن استاد سے میری ملاقات ہوئی، اس نے مجھے مزید بہتری اور ترقی کا شوق دلایا اور میری رہنمائی کا وعدہ کیا تاکہ میں اس فن میں مزید نکھار پیدا کروں، اس کے ساتھ جمعرات کا وقت طے ہوگیا،دن تیزی سے گزرنے لگے۔

میں وعدے کے مقررہ وقت سے دودن پہلے اپنے اہل وعیال کی طرف لوٹ آیا۔گھر میں کچھ تقریبات تھیں، غیر معمولی چہل پہل تھی،،جمعرات کو میرے بھائی کی شادی تھی اور بدھ کو میری دو بہنوں کی تقریب نکاح تھی۔میری ماں خوشی سے پھولے نہ سما رہی تھی، کبھی ادھر آتی تھی کبھی ادھر جاتی تھی، اس کے چہرے پر عجیب مسکراہٹ تھی، ایسی مسکراہٹ کہ رُوئے زمین پر چھڑک دی جائے تو پورا جہان کھل اُٹھے، دن ڈھل گیا۔رات کی سیاہی چھا گئی، سارے کام مکمل تھے، ہر چھوٹا بڑا اسے مبارک باد پیش کر رہا تھا۔

پھر بدھ کا دن آ گیا،اس روز میری دو بہنوں کے ہاتھ پیلے ہونے تھے،لیکن

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

ہم پر اچانک ایسی آفت ٹوٹ پڑی جس نے میری زندگی کا دھارا بدل دیا،اس اچانک ٹوٹ پڑنے والی مصیبت نے مجھے خواب غفلت سے بیدار کردیا اور میرے مردہ دل کو جلا بخشی۔شاید یہ مصیبت کا پہاڑ مجھ پر ٹوٹا ہی اس لیے تھا کہ مجھے گندگی کے ڈھیر سے کھینچ نکالے اور گانے بجانے کی ذلت سے چھٹکارا دلا دے۔

میری والدہ اللہ کو پیاری ہوگئی، یقین نہیں آرہا تھا کہ میری ماں ہمیں ہمیشہ کے لیے اکیلا چھوڑ گئی ہے، چند لمحے پہلے وہ ہمارے ساتھ خوشی کے شادیانے بجارہی تھی،اب وہ ہمیشہ کی نیند سوگئی،اس کا بے جان جسم چارپائی پر پڑا تھا اور زبانِ حال سے کہہ رہا تھا: الوداع میرے بچو!اب تم بڑے ہوگئے،تمھیں اب سہارے کی ضرورت نہیں رہی، گھر میں یکا یک کہرام مچ گیا،ہر چہرہ غمگین ہوگیا، بجتی ہوئی شہنائیاں آنسوؤں میں ڈوب گئیں، ہر آنکھ اشکبار تھی،دل قابو میں نہ آرہا تھا، ہرجانب سے سسکیوں کی آواز آرہی تھی، ہرفرد رو رہا تھا لیکن میری ماں ہمیشہ کے لیے چپ سادھے بستر پر پڑی تھی، اسے کیا خبر کہ اس کے اردگرد کیا ہورہا ہے۔

سب نے اس کے جنازے کی تیاری کی،عورتیں اسے غسل دینے لگیں،جب اسے غسل دے دیا گیا،میں نے اس پر آخری نظر ڈالی،اس کا چہرا بڑا پرسکون تھا،میں نے اس کی آنکھیں، ہاتھ اور چہرہ غور سے دیکھا، پھر میں نے اسے بوسہ دیا اور میری آنکھوں میں برسات کی جھڑی لگ گئی،میں پھوٹ پھوٹ کر رودیا، میری بہنیں بھی روپڑیں، وقت تیزی سے گزر رہا تھا، ہم اسے جنازہ گاہ میں

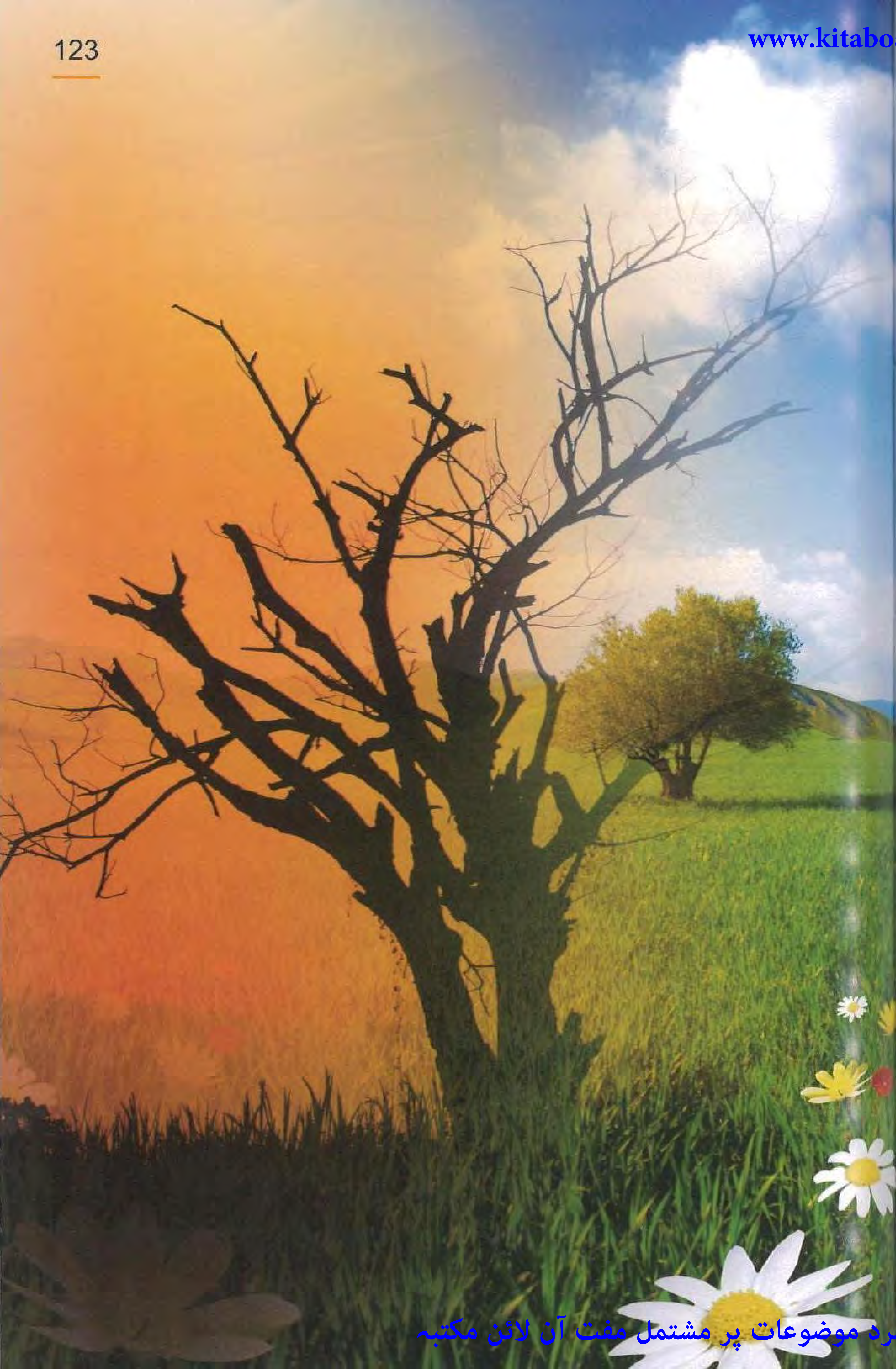

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

لائے۔ نماز جنازہ پڑھی، میرے جسم کا انگ انگ اس کے لیے دعا کر رہا تھا، میں نے اللہ سے دعا کی۔ اے اللہ! میں نے اپنی والدہ کی ہمیشہ نافرمانی کی، کبھی کوئی بات نہ مانی، اس کا حق ادا نہ کیا، اللہ! مجھے معاف کر دے۔

پھر ہم اس کا جنازہ قبرستان لے گئے، ہم نے اس کی قبر پر مٹی ڈالی اور دعا کی: اے اللہ! اسے کلمہ حق پر ثابت رکھنا، اے اللہ! اسے کلمہ حق پر ثابت رکھنا۔ سارا دن تعزیت کرنے والوں کے ساتھ گزر گیا، جب رات چھا گئی تو میں جلدی سے کمرے میں آیا اور لائٹ بند کر دی، پھر اپنے بستر پر لیٹ گیا، ماضی کی یادیں بجلی کے قمقموں کی طرح دور تک چمکتی چلی گئیں۔ یہ یادیں ستانے لگیں، ماضی کے ایک گوشے سے میری ماں کی صدا اٹھی اور پورے کمرے میں گونجنے لگی:

اے میرے بیٹے! کھڑے ہو، نماز میں سستی نہ کرو، بیٹے! اُٹھو تمھارے ساتھی مسجد میں تمھارا انتظار کر رہے ہیں، اے میرے بیٹے! مجھے چھوڑ کر مت جاؤ، یہیں رہ کر تعلیم حاصل کرو۔ آہ! میں نے اپنی مہربان ماں کی ہر صدا ان سنی کر دی، اب پچھتائے کیا ہوت جب چڑیاں چگ گئیں کھیت، حسرتیں اور ندامتیں رہ رہ کر اٹڈتی چلی آ رہی تھیں۔ غم اور پریشانی کے پہاڑ مجھ پر ٹوٹ رہے تھے، مجھے سانس لینا دوبھر ہو گیا۔

بیتے دنوں میں والدہ کی جس قدر نافرمانیاں کی تھیں، ایک فلم کی صورت میں میری آنکھوں کے سامنے آتی چلی گئیں، وہ میرے ساتھ بھلائی کرتی تھی لیکن میں اسے اس کی محبت کے صلے میں کچھ بھی نہ دیتا تھا، وہ مجھے خوش رکھتی تھی، میں

اسے غم اور پریشانی کے حوالے کر دیتا تھا، مجھے اس کی ہمدردیاں اور شفقتیں رہ رہ کر یاد آنے لگیں، لیکن اب میرے لیے حسرتوں کے سوا کچھ نہ تھا۔

آہ! میں والدین کا کس قدر نافرمان تھا! میرے ضمیر نے مجھے کچوکا لگایا، ذرا سوچ تو سہی! آخرت میں تیرے ساتھ کیا معاملہ ہوگا؟

نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے:

«لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَاطِعٌ»

''قطع رحمی کرنے والا جنت میں نہیں جائے گا۔''[1]

ماں سے بڑھ کر کون صلہ رحمی کا مستحق ہے، میں ڈرنے لگا کہ میں اپنی والدہ کی نافرمانی کرتا رہا، اب دنیا ہی میں اس کی سزا بھگتنی پڑے گی۔ میری اولاد بھی میرے ساتھ ایسا ہی سلوک کرے گی۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

میں زور سے چلایا، اپنے رب سے دعا کی: اے اللہ! کاش! میری والدہ زندہ ہو کر پھر واپس آجائے، میں اس کی پیشانی کو بوسہ دوں، اس کے پاؤں اپنے آنسوؤں سے دھوؤں، اس نے بڑھاپے کے باوجود میرے ساتھ اچھا سلوک کیا، آہ! اس نے مجھے اپنے پیٹ میں رکھا، اس نے مجھے دودھ پلایا، میرے لیے راتوں کو جاگتی رہی، آہ! میرا دل کس قدر سخت تھا!

میرا رویہ اپنے باپ کے ساتھ بھی اتنا اچھا نہ تھا، میں رو پڑا۔ فوراً نماز پڑھنے لگا، میں نے قرآن پڑھنے کی کوشش کی لیکن میری زبان گنگ ہوگئی، میرے آنسو چھلک پڑے۔ میں نے دل کی سختی کو پگھلانے کی کوشش کی، دل کی گہرائیوں سے سسکیوں بھری دعائیں نکلنے لگیں، میرے بدن کا ہر رونگٹا میری دعاؤں پر آمین کہنے لگا، میں نے اپنے رب سے عہد کیا کہ اپنی والدہ کی موت کے بعد اس کے ساتھ نیکی کروں گا، اس کے لیے دعائیں کروں گا، اس کی طرف سے صدقہ دوں گا، اللہ تعالیٰ سے مغفرت کی دعا کروں گا، میں نے اللہ سے دعا کی کہ مجھے اس عہد پر استقامت دے، میں بار بار یہ دعا کر رہا تھا۔

«يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوبِ! ثَبِّتْ قَلْبِي عَلٰى دِينِكَ»

''اے دلوں کو الٹ پلٹ کرنے والے! میرے دل کو اپنے دین پر ثابت رکھ۔''[2]

میں نے نماز ختم کی، پھر اپنے الم انگیز ماضی پر نظر دوڑائی، اپنا ریکارڈ کھولا۔ رجسٹر چیک کرنے لگا، ان میں ایک رجسٹر ایسا تھا جس میں گانے وغیرہ تھے، کچھ

خطوط اور تصویریں نکلیں، گانوں کے کیسٹ اور بعض فحش فلمیں بھی تھیں، پھر میں نے اپنی جیب میں ہاتھ ڈالا تو کچھ رقعے برآمد ہوئے، ان میں ایک رقعہ وہ تھا جس میں جمعرات کے دن ایک محفلِ نشاط میں شریک ہونے کا وعدہ تھا، میں نے اسے فوراً پھاڑ دیا اور اپنے کرتوت یاد کر کے رونے لگا اور اپنے گناہوں کی معافی مانگنے لگا۔ میری ماں کو جدا ہوئے اب دوسرا دن تھا۔

؎ جانے والے کبھی نہیں آتے
جانے والوں کی یاد آتی ہے

اللہ اس کی مغفرت فرمائے۔ آمین!

[1] صحيح البخاري، الأدب، حديث: 5984، و صحيح مسلم، البروالصلة، حديث: 2556-(18). [2] جامع الترمذي، القدر، حديث: 2140، والدعوات، حديث: 3522 و 3587.

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

سچائی کی تلاش

سلمان فارسی رضی اللہ عنہ اپنے ایمان لانے کا قصہ خود سناتے ہیں۔ آئیے، سنیے! وہ کہتے ہیں:

میں اصفہان میں اپنے والد کے ساتھ رہتا تھا، میرے والد بستی کے تجربہ کار زمیندار اور چودھری تھے، انھوں نے مجھے مجوسیت میں اس قدر پکا کر دیا تھا کہ مجوسیوں کے آتش کدے میں آگ جلانے کی ذمہ داری بھی مجھی کو سونپ دی گئی، چنانچہ میں مجوسیوں کے لیے آگ سلگایا کرتا تھا اور آگ مسلسل جلتی رہتی تھی۔ لمحہ بھر کے لیے بھی نہیں بجھ پاتی تھی۔ ایک روز میرے والد نے مجھے اپنی ایک جاگیر کی رکھوالی کے لیے بھیجا اور کہا: اپنی ذمہ داری دھیان سے ادا کرنا اور جلدی واپس آ جانا، میں تمھارے بغیر اداس ہو جاتا ہوں۔

میں جاگیر کی طرف جانے کے لیے گھر سے نکلا، میرا گزر عیسائیوں کے ایک گرجا گھر کے پاس سے ہوا۔ وہاں لوگوں کی آواز سنائی دی جو اپنی عبادت میں مشغول تھے، میں نے ان لوگوں کو دیکھا تو دیکھتا ہی رہ گیا حتیٰ کہ پورا دن بیت گیا، ان کی عبادت مجھے اچھی لگی اور اس میں کشش محسوس ہوئی، میں نے دل ہی دل میں کہا:

«هٰذَا وَاللّٰهِ! خَيْرٌ مِّنَ الدِّينِ الَّذِي نَحْنُ عَلَيْهِ»

''اللہ کی قسم! یہ دین ہمارے دین کے مقابلے میں بہت اچھا ہے۔''

میں نے ان عیسائیوں سے پوچھا: میں تمھارے دین کی تعلیم کہاں پا سکتا ہوں؟ انھوں نے بتایا: ملک شام میں، جب میں شام کے وقت اپنے والد کے پاس پہنچا۔ انھوں نے مجھ سے پوچھا: کہاں تھے؟ میں نے انھیں پوری داستان کہہ سنائی۔ میرے والد نے میری بات سننے کے بعد مجھے لوہے کی زنجیر سے باندھ دیا، انھیں یہ خوف دامن گیر ہو گیا کہ مبادا میں دینِ مجوس سے مرتد نہ ہو جاؤں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

میں نے اس معاملے کی اطلاع عیسائیوں کو بھیج دی اور یہ بھی کہلوایا کہ جب تمھارے پاس ملک شام سے کوئی قافلہ آئے تو مجھے آگاہ کر دینا، قافلہ آیا تو انھوں نے مجھے خبر دی، قافلے کی واپسی کا وقت آن پہنچا تو میں کسی نہ کسی طرح آہنی زنجیر کی گرفت سے نکل بھاگا اور قافلے میں شامل ہو گیا، ملک شام پہنچا تو میں نے وہاں کے باشندوں سے پوچھا: اس دینِ مسیحی کا سب سے بڑا عالم کون ہے؟

لوگوں نے مجھے گرجا گھر کے بشپ (Bishop) کا پتا بتایا (بشپ بڑا پادری ہوتا ہے جس کا درجہ قسّیس سے اوپر اور مطران سے نیچے ہوتا ہے۔) میں اس پادری کے پاس گیا اور کہا: مجھے آپ لوگوں کا دین پسند ہے، میری تمنا ہے کہ آپ کے ساتھ رہوں، گرجا گھر کے اندر آپ کی خدمت کا شرف حاصل کروں، آپ کے علم وفضل سے مستفید ہوں اور آپ کے ساتھ عبادت کیا کروں۔

پادری نے کہا: میری صحبت اختیار کر لو کوئی حرج نہیں۔

میں اس پادری کے پاس رہنے لگا، جلد ہی اندازہ ہو گیا کہ وہ پادری بڑا مطلب پرست اور بہت برا آدمی ہے۔ وہ لوگوں کو صدقہ وخیرات کا حکم دیتا، صدقے کی خوب ترغیب دلاتا اور جب لوگ اس کی خدمت میں صدقہ وخیرات کا مال اکٹھا کر دیتے تو وہ سارا مال خود ہڑپ کر لیتا، مسکینوں اور فقیروں کو اس میں سے کچھ بھی نہیں دیتا تھا۔ اس نے لوگوں کے صدقات وخیرات سے اپنے لیے سات صراحیوں میں سونا چاندی اکٹھا کر رکھا تھا، میں اس کی خیانت اور زر پرستی دیکھ کر اس سے بڑا نالاں رہا کرتا اور اسے سخت نفرت کی نگاہ سے دیکھتا

تھا۔ قضا وقدر نے خود ہی فیصلہ کر دیا، وہ کچھ دنوں کے بعد مر گیا۔

جب اس کے کفن دفن کے لیے عیسائی لوگ اکٹھے ہوئے تو میں نے انھیں اصل حقیقت بتائی کہ یہ لاٹ پادری اچھا آدمی نہیں تھا جیسا کہ اس کے بارے میں تم لوگوں کا خیال ہے بلکہ یہ تو نہایت گھٹیا انسان تھا، یہ تم لوگوں کو صدقہ و خیرات کا حکم دیتا تھا اور اس پر تمھیں ابھارتا رہتا تھا، جب تم لوگ اس کی خدمت میں مال اکٹھا کر دیتے تھے تو وہ سارا مال اپنے لیے ذخیرہ کر لیتا تھا، اس میں سے فقراء و مساکین کو کچھ نہیں دیتا تھا۔

عیسائیوں نے میری بات سنی تو بڑے حیران ہوئے، کہنے لگے: اس الزام کا ثبوت کیا ہے؟ میں نے انھیں ساتھ لیا اور پادری کا خزانہ دکھلایا، انھوں نے سونے اور چاندی سے بھری ہوئی سات صراحیاں دیکھیں تو غضب ناک ہو گئے اور کہنے لگے: ہم اس بے ایمان

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

کو ہرگز دفن نہیں کریں گے، چنانچہ انھوں نے اس پادری کو سولی پہ لٹکا دیا اور اس کی لاش پر نفرت سے پتھر برسائے، پھر اس کی جگہ دوسرے آدمی کو پادری بنا دیا۔

میں نے اس نئے پادری کو بہت اچھا پایا، یہ دنیا سے بے نیاز، آخرت کا طلب گار اور دن رات کی گھڑیوں میں ہر آن نیکی کا خیال رکھنے والا شخص تھا، اس کے حُسنِ کردار کی وجہ سے میں اس سے بہت محبت کرنے لگا اور مدت تک اس کے ساتھ رہا، جب اس کی وفات کا وقت آیا تو میں نے درخواست کی: میں آپ کی خدمت میں ایک عرصے سے ہوں، آپ سے مجھے شدید محبت ہے، لیکن آپ کو اللہ کا بلاوا آ چکا ہے۔ اب آپ مجھے کس کی خدمت میں حاضر ہونے کی نصیحت فرماتے ہیں اور میری بھلائی کے لیے کیا حکم دیتے ہیں؟

پادری نے جواب دیا:

میرے بچے! اللہ کی قسم! لوگوں نے تباہی کا راستہ اختیار کر لیا اور اصل دین کو بدل ڈالا ہے۔ اس وقت روئے زمین پر مجھے کسی کے بارے میں علم نہیں جو ہماری طرح صحیح دین پر ہو، البتہ موصل شہر میں فلاں آدمی ہے، وہ ہماری طرح صحیح دین پر قائم ہے، تم وہاں چلے جاؤ اور اُسی کے ساتھ رہو۔

پادری مر گیا تو میں موصل پہنچا اور جس آدمی کے بارے میں پادری نے خبر دی تھی اس کے ساتھ ہو لیا، میں نے دیکھا کہ یہ بھی بہت اچھا آدمی ہے مگر کچھ ہی دنوں بعد وہ بھی وفات پا گیا، اس کے مرنے کا وقت آیا تو میں نے گزارش کی:

فلاں پادری نے مجھے آپ کی خدمت میں حاضر ہونے کی وصیت کی تھی، چنانچہ میں حاضر ہوا۔ اب آپ کو اللہ کا بلاوا آ چکا ہے، آپ مجھے کس کی خدمت میں جانے کی وصیت فرمائیں گے اور میرے لیے آپ کا کیا حکم ہے؟

پادری نے کہا: بیٹا! اللہ کی قسم! میں ایسے کسی آدمی کو نہیں جانتا جو ہماری طرح صحیح دین پر قائم ہو، البتہ نصیبین (ترکی) میں ایک آدمی ایسا ہے، اس کے پاس چلے جاؤ۔

اس پادری کا انتقال ہو گیا تو میں نصیبین کے پادری کے پاس پہنچا، اپنا تعارف کرایا اور جو کچھ میرے گزشتہ دونوں پادریوں نے بتایا تھا، اس سے آگاہ کیا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

پادری نے کہا: ٹھیک ہے، میرے پاس ٹھہر جاؤ۔ میں اس کے پاس رہنے لگا، فی الواقع میں نے اسے پہلے دونوں پادریوں ہی کے دین پر پایا۔ لیکن تھوڑے ہی دن گزرے تھے کہ اس پر بھی عالمِ نزع طاری ہوگیا، میں نے کہا:

جناب والا! فلاں پادری نے مجھے موصل کے پادری کی خدمت میں حاضر ہونے کا مشورہ دیا تھا اور جب اس کی وفات ہونے لگی تو اس نے آپ کی خدمت میں حاضر ہونے کی ترغیب دی، چنانچہ میں آپ کے پاس کچھ دنوں تک رہا، اب جبکہ آپ کو بھی اللہ تعالیٰ کا بلاوا آچکا ہے تو مجھے آپ کہاں جانے کی وصیت کریں گے اور مجھے کیا حکم دیں گے؟

پادری نے کہا:

بیٹے! مجھے کسی ایسے شخص کے بارے میں علم نہیں جو ہماری طرح صحیح دین کا پیروکار ہو، البتہ روم (موجودہ ترکی) میں عموریہ کے علاقے میں ایک آدمی ایسا ہے۔ اگر چاہو تو اسی کے پاس چلے جاؤ کیونکہ وہ ہماری ہی طرح صحیح دین پر قائم ہے۔

اس پادری کا بھی انتقال ہوگیا۔ میں عموریہ کے پادری کی خدمت میں جا پہنچا اور اُسے اپنی داستان سنائی، اس نے کہا: ٹھیک ہے، میرے پاس ٹھہرو، میں اس کے پاس رہنے لگا۔ یہ

بھی بہت اچھا آدمی تھا۔

کچھ دنوں بعد اس کی وفات کا بھی وقت آن پہنچا، میں نے گزارش کی:

آپ مجھے کس بات کا حکم کرتے ہیں اور کس کی خدمت میں حاضر ہونے کی وصیت فرماتے ہیں؟

پادری نے جواب دیا:

بیٹے! اللہ کی قسم! میرے علم میں کوئی شخص ایسا نہیں جو ہماری طرح صحیح دین پر قائم ہو اور جس کی طرف میں تمھاری رہنمائی کر سکوں، البتہ ایک نبی کے مبعوث ہونے کا وقت قریب آ گیا ہے، وہ دین ابراہیم کے ساتھ بھیجا جائے گا اور سرزمین عرب میں ظاہر ہوگا، وہ نبی دوحَروں (مدینہ کے دونوں جانب سیاہ پتھریلی زمین) کے درمیان کھجوروں والی جگہ کی طرف ہجرت فرمائے گا، اس کی چند واضح نشانیاں ہیں: وہ ہدیہ قبول کرے گا، صدقہ خیرات نہیں لے گا، اس کے دونوں کندھوں کے درمیان مہر نبوت ہوگی، ہو سکے تو اس ملک میں چلے جاؤ، پھر وہ پادری انتقال کر گیا اور جتنی مدت اللہ تعالیٰ نے چاہا، میں عموریہ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

ہی میں مقیم رہا۔

برادرانِ اسلام! غور فرمایئے! یہ کس قدر کٹھن، صبر آزما اور مشقت آمیز سفر ہے جسے سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے صرف حقیقت کی تلاش کے لیے طے کیا، دریاؤں کی موجیں، پہاڑوں کی چوٹیاں اور بے آب وگیاہ صحراؤں کی وسعتیں بھی ان کی جستجوئے صداقت پر غالب نہ آسکیں، سنسان جنگلوں کی پرخار جھاڑیوں سے گزرتے ہوئے انھوں نے کئی خطوں کو پار کیا، اس آبلہ پائی کا مقصد اس کے سوا کچھ نہ تھا کہ وہ دینِ حق کو پالیں۔

مؤرخین نے لکھا ہے کہ سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے طویل عمر پائی اور تین مذاہب، مجوسیت، نصرانیت اور اسلام کے تجربات حاصل کیے۔ ان کی اصل طلب اور تڑپ صرف یہ تھی کہ وہ صحیح دین ڈھونڈ لیں۔ صرف یہی مقصد تھا جس کے لیے انھوں نے لمبے لمبے اور تھکا دینے والے کالے کوسوں کے سفر کیے جن کا حال آپ پڑھ رہے تھے۔ جتنی مدت اللہ تعالیٰ کو منظور تھی، وہ عموریہ میں ٹھہرے رہے۔ اس کے بعد اپنے پیر و مرشد پادری کی نصیحت کے مطابق رسول رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاش و جستجو میں مدینہ منورہ کی طرف چل دیے۔ جوئندہ یابندہ، یعنی جو ڈھونڈتا ہے وہ پالیتا ہے۔ بڑی صعوبتیں سہنے اور مسلسل تگ و دو کرنے کے بعد آخر کار بارگاہ رسالت میں آن پہنچے اور مسلمان ہو گئے۔ اس طرح وہ ایک جلیل القدر صحابی بنے اور اللہ تعالیٰ کے صحیفۂ خوشنودی میں ان کا نام ہمیشہ کے لیے درج ہو گیا۔[1]

[1] دیکھیے مسند أحمد: 441/5-444، و السیرة النبویة لابن کثیر: 297/1، و البدایة والنهایة: 380/2، والسیرة الابن هشام، ولادة رسول اللہ ﷺ، سلمان رضی اللہ عنہ: 41/2.

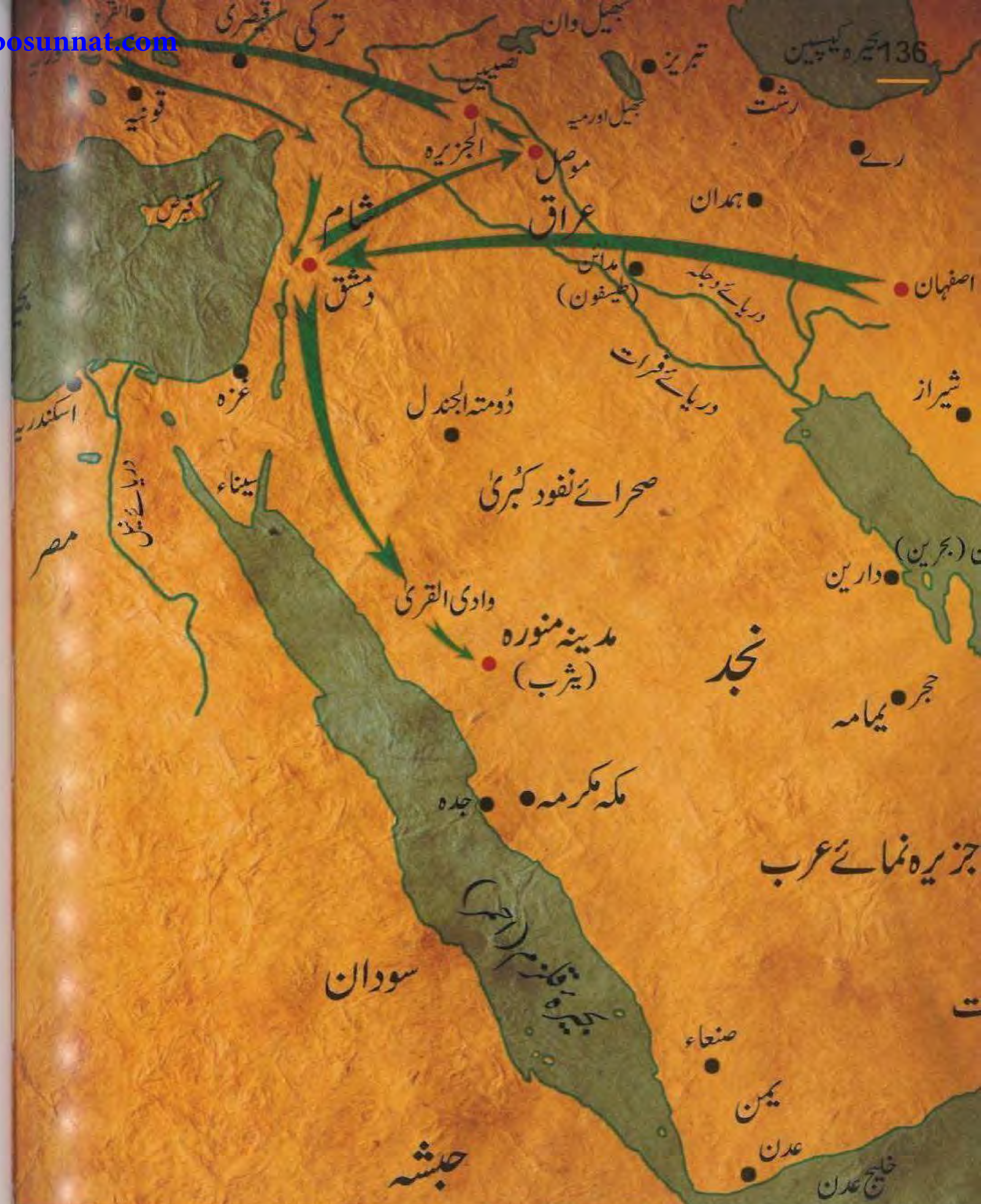

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے سفر

- اصفہان • شام • موصل • نَصِیبین • عموریہ
- وادی القریٰ • مدینہ منورہ (یثرب)

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

برائی کی چابی

اس کے ساتھ میرے بڑے گہرے تعلقات تھے۔ یہی تعلقات بڑھتے بڑھتے بھائی چارے میں بدل گئے، ہم ایک دوسرے کی جدائی برداشت نہ کرتے تھے، اچانک ایک دن اس کے ایکسیڈنٹ کی خبر ملی، کچھ دیر بعد پتا چلا کہ وہ دم توڑ گیا ہے، اللہ اس کی لغزشوں کو معاف فرمائے، مجھے اس کی موت کا بہت صدمہ ہوا، میں بہت پریشان رہنے لگا، اس لیے نہیں کہ وہ فوت ہوگیا، دیر یا سویر موت تو بہر حال ہم سب کو آئے گی۔ موت سے زیادہ اٹل اور یقینی چیز اور کوئی نہیں۔ مجھے تو یہ غم کھائے جارہا تھا کہ اس کے ساتھ کیا معاملہ ہوگا؟ وہ انٹرنیٹ کا ماہر تھا، فحش تصاویر جمع کرنا اس کا مشغلہ تھا، اس نے عریاں تصاویر پر مشتمل ایک ویب سائیٹ بھی چلا رکھی تھی۔ بہت سے لوگ اس ویب سائیٹ میں رجسٹریشن حاصل کر چکے تھے، وہ انھیں وقفے وقفے سے نت نئی تصاویر ای میل کرتا رہتا تھا اور یہ کام ویب سائیٹ آٹو میٹک کرتی رہتی تھی، اس کی اچانک موت نے بڑی مشکلات پیدا کردیں۔ ان میں سے ایک بڑی مشکل یہ تھی کہ پاس ورڈ، یعنی خفیہ کوڈ معلوم نہ ہونے کی وجہ سے ہم اس سائیٹ کو بند کرنے سے بھی قاصر تھے۔

میں جب اسے کندھا دے کر چل رہا تھا تو یہی سوچ رہا تھا کہ قبر میں اس کا کیا بنے گا؟ اس کا سامنا کس چیز سے ہوگا؟ ان فحش تصاویر سے؟ میرے ذہن میں کئی سوالات یکے بعد دیگرے آنے لگے۔ اتنے میں ہم قبرستان پہنچ گئے، قبرستان کی سرد اور سنسان فضا میں وحشت پھیلی ہوئی تھی۔ دور تک نجانے کیسے کیسے چھوٹے بڑے لوگوں کی پست و بلند قبریں دکھائی دے رہی تھیں، لوگ اس کی قبر پر کھڑے تھے، میں نے اس کی قبر میں جھانکا، معاً یہ خیال گزرا کہ آہ! نجانے قبر میں اس کا کیا حال ہوگا؟ بعض لوگوں کو میں نے روتے دیکھا تو سوچا کہ ان لوگوں کا رونا دھونا اسے کیا فائدہ دے گا؟

ہم نے اسے دفن کیا اور قبر کی اندھیری کوٹھڑی اور اس کی وحشت ناک تنہائی کا تصور کرتے ہوئے واپس گھر آ گئے، اس کے اہل وعیال اور سخت محنت سے کمایا ہوا سارا مال بدستور موجود تھا اور اس کے ساتھ صرف اس کے اعمال ہی گئے تھے، اس کا عمل تھا ہی کیا؟

اس کی والدہ نے خواب دیکھا کہ بہت سے بچے اس کی قبر پر پیشاب کر رہے ہیں، وہ اس کی تعبیر پوچھتی پھرتی تھی، بیچاری کو اصل حقیقت کا کیا علم؟ میں نے ایسے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

خوابوں کے بارے میں بہت کچھ سن رکھا تھا، میں نے سوچا تعبیر کی کیا ضرورت ہے؟ خواب بالکل واضح ہے، یہ بچے جو اس کی قبر پر پیشاب کر رہے تھے، وہی لوگ ہیں جنھیں یہ فحش تصاویر بھیجتا تھا اور وہ آگے اپنے دوستوں کو بھیج دیتے تھے۔ افسوس! وہ ان سب کے گناہوں کا بوجھ کیسے اٹھائے گا؟

نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے:

«وَمَنْ دَعَا إِلٰی ضَلَالَةٍ، كَانَ عَلَيْهِ مِنَ الْإِثْمِ مِثْلُ آثَامِ مَنْ تَبِعَهُ، لَا يَنْقُصُ ذٰلِكَ مِنْ آثَامِهِمْ شَيْئًا»

’’اور جو شخص کسی گمراہی کی طرف دعوت دیتا ہے، اس پر بھی گناہ کا اتنا ہی بوجھ ہوگا جتنا اس کی بات مان کر گناہ کرنے والے پر ہوگا۔ اس سے ان کے گناہوں میں ذرا بھی کمی نہ ہوگی۔‘‘ [1]

میں نے اس کے ساتھ نیکی کرنے کی سرتوڑ کوشش کی، ویب سائیٹ کی سہولت فراہم کرنے والی کمپنی سے رابطہ کیا کہ وہ اس سائیٹ کو بند کردے لیکن کمپنی والوں نے معذرت کرلی بلکہ وہ میری بات سننے کے بھی روادار نہ تھے

کیونکہ مجھے خفیہ نمبر ہی معلوم نہیں تھا۔

میں نے بہت آہ وفغاں کی لیکن انھوں نے میری ایک نہ سنی، مجھے نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان یاد آگیا:

«إِنَّ مِنَ النَّاسِ مَفَاتِيحَ لِلشَّرِّ، مَغَالِيقَ لِلْخَيْرِ»

’’بے شک بعض لوگ برائی کی چابیاں اور نیکی کے لیے تالے ہوتے ہیں۔‘‘ [2]

میں اُسے بہت سمجھاتا تھا کہ تو لوگوں کے گناہوں کا بوجھ کیسے اٹھائے گا؟ برائی کی چابی بن کر قیامت والے دن دوسروں کے گناہ اپنے کندھوں پر کس طرح لادے گا؟ لیکن اس کے کانوں پر جوں تک نہ رینگی، وہ کہتا تھا: ابھی تو میں جوان ہوں، جب بڑھاپا آئے گا، توبہ کرلوں گا، لیکن یہ ساری باتیں محض دھوکا تھیں، زندگی کا کیا بھروسا، آدمی محض پانی کا بلبلہ ہے۔

اللہ کی پناہ! نجانے کتنے نوجوان فریب زندگی میں مبتلا ہو کر گناہوں کے کوچے میں چلے جاتے ہیں اور خدا جانے کتنی لڑکیاں ہیں جو اس دلدل میں پھنسی ہوئی ہیں؟

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

وہ آدمی مرگیا لیکن اُس کے اعمال کبھی فنا نہیں ہوں گے۔ قیامت کے ہجوم و ہیجان میں اُسے اپنے سارے کرتوتوں کا جواب دینا پڑے گا۔ اس سے ان تمام تصویروں کے بارے میں پوچھا جائے گا جو اس نے فحاشی کے طلبگاروں کو بھیجیں اور دور تک عریانی کی وبا پھیلاتی چلی گئیں۔ آہ! وہ اِس معصیت جاریہ کا بوجھ نامعلوم مدت تک ڈھوتا رہے گا، میری دعا ہے کہ اللہ اسے معاف کردے۔ آمین!

[1] صحیح مسلم، العلم، حدیث:2674. [2] سنن ابن ماجہ، المقدمة، حدیث: 237، علامہ البانی نے اس حدیث کو حسن کہا ہے۔ دیکھیے سلسلة الأحاديث الصحيحة: 3/320، حدیث: 1332.

اللہ کی شانِ ستاری وغفاری

موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں بنی اسرائیل قحط کا شکار ہو گئے۔ سارے لوگ اکٹھے ہوکر موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئے اور کہنے لگے: اے کلیم اللہ! اپنے رب سے دعا کیجیے کہ ہم پر اپنی رحمت کی برکھا برسا۔

موسیٰ علیہ السلام ان کے ساتھ صحرا کی طرف چل دیے، بنی اسرائیل کی تعداد ستر ہزار سے زیادہ تھی، ان سب نے اکٹھے ہوکر دست دعا بلند کیا، پراگندہ حالت، بکھرے ہوئے بال، گردوغبار سے اٹے ہوئے چہرے، بھوک اور پیاس کے ستائے ہوئے یہ لوگ اللہ کے حضور گڑگڑانے لگے، موسیٰ علیہ السلام بھی دعا کرنے لگے: الٰہی! ہمیں سیراب کر دے، ہمیں باران رحمت سے نواز، ہم پر دودھ پیتے بچوں کی وجہ سے ترس کھا، چرند پرند سبھی تیری رحمت کے منتظر ہیں، الٰہی! یہ سفید ریش بڈھے تیرے حضور جھک گئے ہیں، ہم پر رحم فرما۔

مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی

وہ جوں جوں دعا کرتے گئے، آسمان کی آتش فشانی میں اضافہ ہوتا گیا،

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

دھوپ اپنے جوہر دکھانے لگی، سورج کی حرارت لوگوں کو جلانے لگی۔ موسیٰ علیہ السلام نے فریاد کی: اے اللہ ہم پر رحم فرما، ہمیں بارش عطا فرما۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں تم پر اپنی رحمت کیسے برساؤں؟ تمھاری صفوں میں ایک ایسا بدبخت موجود ہے جو چالیس سال سے میری نافرمانیوں پر اڑا ہوا ہے، اعلان کرو کہ وہ کم بخت تم میں سے نکل جائے تو میں تمھیں خوشحالیوں سے نوازدوں گا، تمھیں صرف اسی ایک نافرمان بندے کی وجہ سے بارش سے محروم کیا گیا ہے۔

موسیٰ علیہ السلام نے بلند آہنگی سے اعلان کیا: اے اپنے رب کی نافرمانیاں کرنے والے اور چالیس سال سے اپنے رب کا مقابلہ کرنے والے! یہاں سے نکل جا، تیری وجہ سے سارے چرند پرند، بچے اور بوڑھے، مرد اور عورتیں پریشان ہیں، اور اللہ کی رحمت سے محروم ہیں۔

اس گناہ گار نے دائیں بائیں دیکھا، کوئی باہر نہ نکلا، اسے پتا چل گیا کہ بس میرا ہی اخراج مطلوب ہے۔

اس نے اپنے دل میں سوچا: اگر میں آج باہر نکل گیا تو سارے بنی اسرائیل میں میری رسوائی ہوجائے گی، اگر میں بیٹھا رہا تو میری وجہ سے رب کی رحمت روٹھی رہے گی، وہ بہت رویا اور ندامت کی وجہ سے اپنا سر کپڑوں میں چھپالیا، پھر وہ چپکے چپکے رب کریم کے حضور آہ وزاری کرنے لگا: اے میرے معبود! اے میرے مالک! میں چالیس سال تک تیری نافرمانی کرتا رہا اور تو نے مجھ پر پردہ ڈالے رکھا اور مجھے مہلت عطا کرتا رہا، میں اپنے کیے پر بہت شرمندہ ہوں،

مالک! میں تیرے در پر آگیا ہوں، مجھے معاف کردے۔ میری توبہ قبول فرمالے۔‘‘

ابھی اس کی دعا مکمل نہیں ہوئی تھی کہ آسمان پر ہر طرف سے بادل امڈ آئے اور موسلا دھار بارش ہونے لگی۔ موسیٰ علیہ السلام کو بڑی حیرت ہوئی، اللہ تعالیٰ سے عرض کیا: الٰہی! تو نے بڑا کرم فرمایا۔ ہمیں بارش سے نواز دیا، حالانکہ ہم میں سے تو کوئی بھی باہر نہیں نکلا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جس کی وجہ سے میں نے بارش روک رکھی تھی، اسی کی وجہ سے تمھیں بارانِ رحمت سے نواز دیا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے درخواست کی: الٰہی! مجھے وہ خوش نصیب توبہ کرنے والا بندہ دکھا تو سہی!

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے موسیٰ! جب وہ میری نافرمانی کرتا تھا، میں تو اس وقت بھی اس کی پردہ پوشی کرتا تھا۔ اس کی لاج رکھتا تھا۔ میں نے تو اُسے اس وقت بھی رسوا نہیں کیا، اب تو وہ توبہ کرکے میری چوکھٹ پر آپڑا ہے، اب وہ ندامت کے آنسو بہاتا ہے، میری اطاعت کرتا ہے، اب وہ مجھے بہت پیارا ہے۔ اب میں اُسے کیسے رُسوا کردوں؟ [1]

[1] دیکھیے التوابين لابن قدامة، ذكر التوابين من آحاد الأمم الماضية، توبة شاب مسرف على تعبير، ص:21.

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

اسلام کا جری جوان

طفیل بن عمرو رضی اللہ عنہ قبیلۂ دوس کے سردار تھے، ان کی بات ان کے قبیلے کے لوگ غور سے سنتے اور اس پر عمل کرتے تھے، وہ اپنے شہر سے بغرض تجارت مکہ مکرمہ تشریف لائے، اشرافِ قریش ان کے اردگرد اکٹھے ہوگئے، انھیں یہ خوف دامن گیر تھا کہ کہیں یہ دائرۂ اسلام میں داخل ہوکر محمد ﷺ کے پیروکاروں میں شامل نہ ہوجائیں، چنانچہ انھوں نے طفیل بن عمرو رضی اللہ عنہ کو نبیِ اکرم ﷺ سے نفرت دلائی اور آپ کی بات سننے یا آپ کی مجلس میں جانے سے منع کردیا۔

اشرافِ قریش بولے:

اے طفیل! آپ ہمارے شہر میں تشریف لائے ہیں۔ ہمارے ہاں ایک آدمی ہے۔ اُس نے ہمارے معاملات بگاڑ دیے ہیں۔ اس نے ہم میں جدائی ڈال دی ہے اور ہمارا شیرازہ منتشر کردیا ہے۔ اس کی باتوں میں وہ جادو ہے جس کے ذریعے وہ دلوں کی دنیا بدل دیتا ہے۔ وہ لوگوں کے والدین، ان کے بہن بھائیوں اور بیویوں کے مابین جدائی پیدا کردیتا ہے۔ ہمیں ڈر ہے کہ کہیں وہ ہماری طرح آپ کو اور آپ کی قوم کو کوئی نقصان نہ

پہنچادے، لہٰذا آپ خبردار رہیے۔ اس سے کلام کیجیے نہ اس کی باتوں پر کان دھریے۔

طفیل رضی اللہ عنہ کا بیان ہے: اللہ کی قسم! وہ مسلسل میرے کان بھرتے رہے۔ میں نے عزم کرلیا کہ محمد ﷺ کی کوئی بات نہیں سنوں گا، پھر میں بیت اللہ شریف گیا، رسول اللہ ﷺ خانۂ کعبہ کے پاس نماز پڑھ رہے تھے۔ میں بھی آپ کے نزدیک کھڑا ہوکر نماز پڑھنے لگا، اللہ تعالیٰ نے میرے نہ چاہنے کے باوجود آپ کا کچھ کلام مجھے سنا دیا، مجھے آپ کا کلام بہت اچھا لگا، میں نے اپنے دل میں کہا: میری ماں مجھے گم کردے، اللہ کی قسم! میں بڑا چالاک اور ہوشیار شاعر ہوں، اچھے برے کلام کی تمیز رکھتا ہوں، میں اس آدمی کا قول کیوں نہ سنوں؟ اگر یہ اچھی بات بتلائے گا تو قبول کرلوں گا۔ اگر کوئی ناگوار بات کہے گا تو چھوڑ دوں گا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

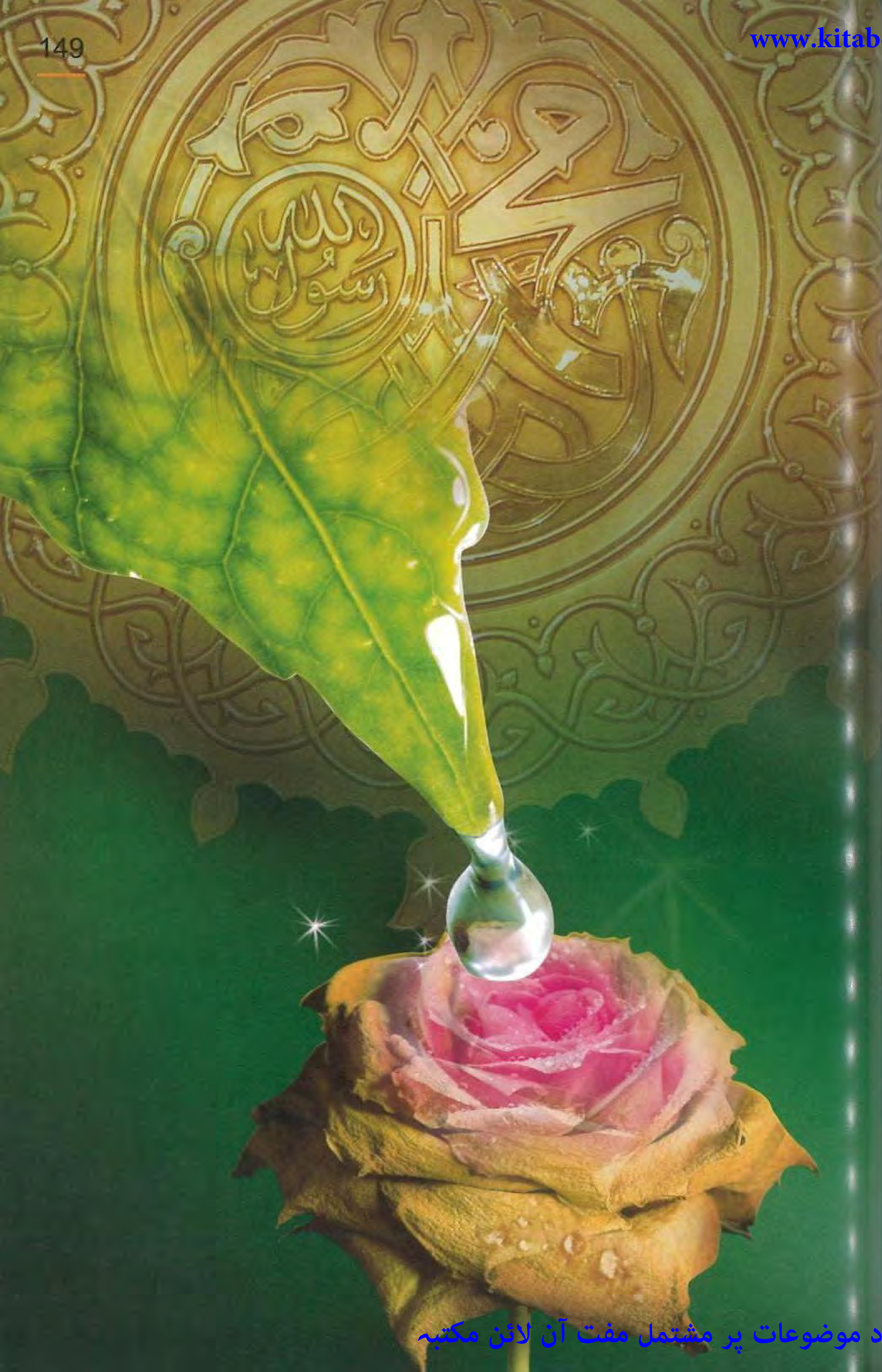

ابھی میں بیٹھا ہی تھا کہ رسول اکرم ﷺ اٹھے اور اپنے گھر روانہ ہو گئے۔ میں بھی پیچھے پیچھے ہولیا اور آپ کی خدمت میں حاضر ہو گیا، میں نے عرض کیا: اے محمد! آپ کی قوم نے آپ کے بارے میں مجھ سے یہ یہ باتیں کہی ہیں۔ اللہ کی قسم! ان لوگوں نے آپ کے خلاف میرے کان اس قدر بھر دیے کہ میں نے آپ کی بات سننے سے محفوظ رہنے کے لیے اپنے کانوں میں روئی ٹھونس لی مگر اللہ تعالیٰ نے میرے نہ چاہنے کے باوجود مجھے آپ کے کلام کا کچھ حصہ سنا دیا۔ سچی بات ہے، میں نے آپ کا کلام بہت ہی اچھا پایا، اس لیے درخواست ہے کہ اب آپ مجھے اپنی بات سنائیں۔

طفیل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اکرم ﷺ نے میرے سامنے اسلام کی دعوت پیش کی اور قرآن کریم کی تلاوت فرمائی۔ اللہ کی قسم! میں نے اس سے اچھا اور دلرُبا کلام کبھی نہیں سنا تھا اور نہ اس سے بہتر تعلیم کسی نے دی تھی۔ میں فوراً کلمۂ شہادت پڑھ کر دائرۂ اسلام میں داخل ہو گیا اور عرض کیا: اے اللہ کے نبی! میں ایک ایسا آدمی ہوں کہ میری قوم کے لوگ میری بات مانتے ہیں، اب میں ان کے پاس جاؤں گا اور انھیں اسلام کی دعوت دوں گا، آپ میرے لیے اللہ تعالیٰ سے کسی نشانی کی دعا فرمادیں جو میری قوم کے دائرۂ اسلام میں داخل ہونے اور میری دعوت قبول کرنے میں مدد دے۔

رسول اکرم ﷺ نے میری درخواست سن کر یہ دعا فرمائی:

«اَللّٰهُمَّ! اجْعَلْ لَهُ آيَةً»

”اے اللہ! اس کے لیے کوئی نشانی عطا کر دے۔“

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

پھر میں اپنی قوم کی طرف روانہ ہوگیا، جب میری قوم کے لوگ مجھے نظر آنے لگے تو یکایک میری آنکھوں میں چراغ کی طرح ایک روشنی پیدا ہوگئی، میں نے کہا: اے اللہ! یہ روشنی میری آنکھ سے ہٹا کر کسی اور جگہ منتقل فرما دے کیونکہ مجھے خدشہ ہے کہ اسے دیکھ کر میری قوم کے لوگ یہ نہ کہنے لگیں کہ تو نے اپنا دین ترک کر دیا ہے، اس لیے اللہ تعالیٰ نے بطور سزا تیری آنکھ میں یہ عیب لگا دیا ہے، یہ دعا کرتے ہی روشنی میری آنکھ سے منتقل ہو کر میرے کوڑے کے اوپر آگئی، لوگ وہ روشنی میرے کوڑے پر دیکھنے لگے اور یہ سمجھنے لگے جیسے یہ کوڑا نہیں، کوئی جھلملاتا ہوا چراغ ہے۔

جب میں اپنی قوم کے پاس پہنچا تو میرے ضعیف العمر والد محترم میرے پاس تشریف لائے، میں نے ان سے کہا: ابا جان! آپ مجھ سے الگ ہی رہیں کیونکہ اب میرا اور آپ کا رشتہ ایک نہیں رہا۔

میرے والد نے پوچھا: آخر کیوں میرے بیٹے؟

میں نے بتایا: میں دائرۂ اسلام میں داخل ہو کر محمد ﷺ کے پیروکاروں میں شامل ہو چکا ہوں۔

میرے ابا جان نے کہا: میرے بیٹے! میرا دین بھی وہی ہے جو تیرا دین ہے، پھر انھوں نے کلمۂ شہادت أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُولُهٗ پڑھا اور اسلام قبول کر لیا۔

اتنے میں میری بیوی آگئی، میں نے اس سے بھی وہی بات کہی جو والد سے کہی تھی، وہ بھی دائرۂ اسلام میں داخل ہوگئی، پھر میں اپنی قوم کے لوگوں کے

پاس گیا، انھیں اسلام کی دعوت دی، وہ ٹال مٹول کرنے اور مجھ سے منہ موڑنے لگے، میں فوراً مکہ مکرمہ پہنچا، رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! قبیلۂ دوس کے لوگ مجھ پر لہو ولعب کے ذریعے غالب آگئے ہیں، وہ میری دعوت قبول کرنے سے کترا رہے ہیں، آپ ان کے لیے بددعا کر دیں۔

رسول اکرم ﷺ نے میری گفتگو سن کر اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور قبلہ رُخ ہوگئے، میں نے دل میں کہا: اب دوس ہلاک ہوگئے، ان کی تباہی آگئی مگر رسول اکرم ﷺ نے یہ دعا فرمائی:

«اَللّٰهُمَّ! اهْدِ دَوْسًا، اَللّٰهُمَّ! اهْدِ دَوْسًا، اَللّٰهُمَّ! اهْدِ دَوْسًا»

”اے اللہ! قبیلۂ دوس کو ہدایت دے!
اے اللہ! دوس کو راہِ راست پر لے آ!
اے اللہ! دوس کو سیدھی راہ پر گامزن فرما!“

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

پھر آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا:

«اِرْجِعْ إِلٰی قَوْمِكَ فَادْعُهُمْ إِلَی اللّٰهِ تَعَالٰی وَارْفُقْ بِهِمْ»

''اپنی قوم کے پاس واپس جاؤ، انھیں اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دو اور ان سے نرمی اور نوازش سے پیش آؤ۔'' [1]

جی ہاں! یہ ہیں نبیِ رحمت ﷺ جن سے بددعا کی درخواست کی جاتی ہے مگر آپ بددعا کے بجائے دعاؤں کے پھول برساتے ہیں، ایسا کیوں نہ ہو؟ آپ ﷺ تو رحمتِ عالم تھے، انسانوں ہی کے لیے نہیں، حیوانوں کے لیے بھی سرمایۂ رحمت بن کر آئے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی شفقت ومہربانی کا تذکرہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

﴿لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝﴾

''یقیناً تمھارے پاس ایسے رسول تشریف لائے ہیں جو تمھی میں سے ہیں۔ انھیں تمھاری تکلیف کی بات نہایت گراں گزرتی ہے، وہ تمھاری بھلائی کے بڑے آرزومند رہتے ہیں، ایمان والوں پر بڑے ہی شفیق اور مہربان ہیں۔'' [2]

طفیل دوسی رضی اللہ عنہ آگے بیان کرتے ہیں: پھر میں سرزمینِ دوس میں مسلسل دعوت وتبلیغ کی خدمت انجام دیتا رہا، وہ سب کے سب اسلام لے آئے اور کلمۂ حق کی شہادت دینے لگے، دریں اثنا رسول اکرم ﷺ مکہ سے مدینہ ہجرت کر گئے بدر واحد اور خندق کی جنگیں بھی گزر گئیں، میں اپنی قوم کے لوگوں کے ساتھ آپ کی خدمت میں اس وقت پہنچا جب آپ غزوۂ خیبر کی ضروری کارروائیوں میں مصروف تھے، آپ نے غزوۂ خیبر میں شریک دیگر مسلمانوں کے ساتھ ہمیں بھی مالِ غنیمت مرحمت فرمایا۔ اس کے بعد میں فتح مکہ تک مسلسل آپ کے ساتھ رہا۔

مؤرخین نے لکھا ہے کہ پھر طفیل بن عمرو دوسی رضی اللہ عنہما نے رسول کریم ﷺ سے عمرو بن حممہ کے بُت ذوالکفّین کو جلانے کی اجازت مانگی، رسول اکرم ﷺ نے اجازت مرحمت فرمائی۔ طفیل دوسی رضی اللہ عنہ اس بت کے پاس گئے اور اُسے آگ لگاتے ہوئے یہ شعر کہنے لگے ؎

يَا ذَا الْكَفَّيْنِ لَسْتُ مِنْ عِبَادِكَا
مِيلَادُنَا أَقْدَمُ مِنْ مِيلَادِكَا
إِنِّي حَشَوْتُ النَّارَ فِي فُؤَادِكَا

''اے ذوالکفین! میں تیرا پجاری نہیں ہوں، ہماری ولادت تیری

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

ولادت سے پہلے ہے۔ لے میں نے تیرے دل میں آگ ٹھونس دی ہے۔“

اس کے بعد طفیل بن عمرو رضی اللہ عنہما مسلسل اسلام کے لیے اپنی وفاداری کی متاع پیش کرتے رہے اور ہر جہاد میں شریک رہے، جب رسول اللہ ﷺ کی رحلت کے بعد بہت سارے عرب اسلام سے پھر کر مرتد ہو گئے تو وہ مسلمانوں کے ساتھ دجال و کذاب مسیلمہ کی سرکوبی کے لیے نکلے، آپ کے ساتھ آپ کے صاحبزادے عمرو بن طفیل رضی اللہ عنہما بھی تھے، یمامہ کی راہ میں طفیل بن عمرو دوسی رضی اللہ عنہما نے ایک خواب دیکھا اور اپنے ساتھیوں سے فرمایا: میں نے ایک خواب دیکھا ہے، آپ لوگ اس کی تعبیر بتائیں، میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میرا سر منڈا ہوا ہے اور میرے منہ سے ایک پرندہ نکلا ہے، پھر مجھ سے ایک عورت ملی، اس نے مجھے اپنی شرمگاہ میں داخل کرلیا، میں نے اپنے بیٹے عمرو کو دیکھا کہ وہ مجھے بڑی بے چینی سے تلاش کر رہا ہے، بعدازاں اُس نے میری تلاش ترک کر دی۔

لوگوں نے یہ خواب سن کر کہا: خیر ہے۔

طفیل دوسی رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کی قسم! میں نے اپنے خواب کی تعبیر خود ہی ڈھونڈ

نکالی ہے۔

ساتھیوں نے عرض کیا: وہ کیا ہے؟

طفیل بن عمرو رضی اللہ عنہما نے فرمایا: میرے سر کے مونڈے جانے کا مطلب یہ ہے کہ وہ کاٹ دیا جائے گا، میرے منہ سے نکلنے والا پرندہ میری روح ہے، اور عورت کا مجھے اپنی شرمگاہ میں داخل کر لینے کا مطلب یہ ہے کہ زمین میں میرے لیے قبر کھودی جائے گی اور میں اس میں سما جاؤں گا، میرے بیٹے نے جو مجھے تلاش کیا اور پھر رک گیا، اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ بھی میری طرح شہادت پانے کی کوشش کرے گا۔

جنگ شروع ہوئی، طفیل بن عمرو رضی اللہ عنہما شہید ہو گئے، ان کے بیٹے عمرو بن طفیل رضی اللہ عنہما بھی شدید زخمی ہوئے لیکن ان کا انتقال نہیں ہوا، بعدازاں امیر المؤمنین عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں جنگ یرموک ہوئی تو انھوں نے اس میں شہادت پائی۔ [3]

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

اللہ تعالیٰ نے شہیدوں کے بارے میں فرمایا:

﴿ وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ۭ بَلْ اَحْيَاۗءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ ۝ فَرِحِيْنَ بِمَآ اٰتٰىھُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَيَسْتَبْشِرُوْنَ بِالَّذِيْنَ لَمْ يَلْحَقُوْا بِهِمْ مِّنْ خَلْفِهِمْ ۙ اَلَّا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا ھُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ ﴾

’’جو لوگ اللہ کی راہ میں شہید کیے گئے ہیں، انھیں ہرگز مردہ نہ سمجھو بلکہ وہ زندہ ہیں، انھیں ان کے رب کے ہاں رزق دیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی جو نعمت اور فضل انھیں دے رکھا ہے اس سے بہت خوش ہیں، اور خوشیاں منا رہے ہیں ان لوگوں کی بابت جو اب تک ان سے نہیں ملے، ان کے پیچھے ہیں، ان پر کوئی خوف ہے اور نہ وہ کبھی غمگین ہوں گے۔‘‘[4]

[1] دلائل النبوة للبيهقي : 362/5. [2] التوبة: 128:9.
[3] السيرة لابن هشام : 382/1، والبداية والنهاية: 98,97/3.
[4] آل عمرٰن 3:170,169.

جنت کا راہی

اس کی عمر سولہ برس ہو چکی تھی، دین کی محبت اس کے دل میں گھر کر گئی، وہ ہر وقت قرآن کی تلاوت اور اللہ کے ذکر میں مشغول رہتا، جونہی نماز کا وقت ہوتا، وہ سب کچھ چھوڑ کر نماز کی تیاری میں مصروف ہو جاتا، ایک دن وہ اپنے معمول کے مطابق قرآن کریم کی تلاوت کر رہا تھا اور فجر کی اقامت کا منتظر تھا، مؤذن نے اقامت (تکبیر) کہی تو اس نے قرآن کریم الماری میں رکھا، پھر صف میں کھڑا ہونے کے لیے آگے بڑھا، اچانک اس پر بے ہوشی طاری ہوگئی اور وہ زمین پر گر پڑا، کچھ لوگوں نے اسے اٹھا کر ہسپتال پہنچا دیا۔

جس ڈاکٹر نے اس نوجوان کو فرسٹ ایڈ فراہم کی، اس نے بتایا کہ جب اس نوجوان کو لایا گیا تو یہ مردہ نعش کی طرح تھا، جب میں نے اس کے چہرے سے کپڑا ہٹایا تو پتا چل گیا کہ اسے دل کا دورہ پڑا ہے، یہ حملہ اس قدر شدید تھا کہ اگر اونٹ پر ہوتا تو وہ دوسرا سانس نہ لے پاتا، میں نے اس نوجوان کی طرف دیکھا تو یہ موت کی دہلیز پر دستک دے رہا تھا اور زندگی کے سانسوں کو الوداع کہہ رہا تھا، ہم نے اسے بچانے اور اس کے دل کو سکون پہنچانے کی فوری کوشش

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

کی، جو ڈاکٹر اس کا معائنہ کررہا تھا، وہ اس کے علاج کے لیے بعض آلات کا انتظار کرنے لگا، میں تیزی سے وہ تمام مطلوبہ آلات لے آیا، جب میں واپس آیا تو اس نوجوان نے ڈاکٹر کا ہاتھ تھام رکھا تھا اور ڈاکٹر نے اپنا کان نوجوان کے منہ سے لگایا ہوا تھا، نوجوان آہستہ آہستہ کچھ کہہ رہا تھا، میں یہ منظر دیکھتا رہا۔

اچانک نوجوان نے ڈاکٹر کا ہاتھ چھوڑ دیا۔ دائیں جانب پہلو بدلنے کی کوشش کی، اور بھرائی ہوئی آواز میں کہا:

«أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّااللّٰهُ...... وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُولُهٗ»

وہ بار بار یہی کلمات دہرانے لگا، اُس کی نبض ڈوبنے لگی اور دل کی دھڑکن تھمنے لگی، ہم اسے بچانے کی پوری کوشش کررہے تھے لیکن تقدیر کے آگے تدبیر کا بس نہ چل سکا، نوجوان نے زندگی کو الوداع کہا اور اس کی روح قفس عنصری سے پرواز کرگئی۔

ڈاکٹر رونے لگا۔ اس قدر رویا کہ کھڑا ہونے کے قابل بھی نہ رہا۔ ہمیں بڑا تعجب ہوا۔ ہم نے کہا: ڈاکٹر صاحب! آپ کیوں رورہے ہیں؟ یہ پہلا موقع تو نہیں کہ آپ کے سامنے کسی کی وفات ہوئی ہو، لیکن ڈاکٹر مسلسل روئے جارہا تھا۔

جب اس کے آنسو تھمے تو ہم نے پوچھا: یہ نوجوان آپ سے کیا کہہ رہا تھا؟
ڈاکٹر بولا: اس نوجوان کو تھوڑی دیر کے لیے ہوش آیا، اس نے آنکھیں کھول کردائیں بائیں دیکھا، پھر سمجھ گیا کہ وہ کہاں پہنچا دیا گیا ہے، اس نے مجھے اور ہمارے ہارٹ اسپیشلسٹ کو دیکھا تو مجھ سے کہا: ڈاکٹر صاحب! اپنے ساتھی

ہارٹ اسپیشلسٹ سے کہہ دیں کہ خواہ مخواہ جان نہ کھپائے، میں بچنے والا نہیں، میری موت کا وقت آچکا ہے، اللہ کی قسم! میں اس وقت جنت میں اپنی جگہ دیکھ رہا ہوں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

سب کچھ لٹا کے ہوش میں آئے تو کیا ملا؟

اپنی کہانی اپنی ہی زبانی بیان کرتے ہوئے اس نے بتایا کہ میرا کوئی دن رونے سے خالی نہیں جاتا، نجانے میں روزانہ کتنی مرتبہ خودکشی کا پروگرام بناتی ہوں، زندگی میرا ساتھ دینے سے انکاری، مجھے ہر گھڑی موت کی طلب گاری، کاش! میں پیدا ہی نہ ہوتی اور نہ اس دنیا سے آشنا ہوتی۔

میری کہانی کا آغاز ایک سہیلی سے ہوا، اس نے ایک دن مجھے اپنے گھر بلایا، وہ انٹرنیٹ کی سودائی تھی۔ اس نے مجھے بھی انٹرنیٹ سے شناسائی کی رغبت دلائی اور اس کے استعمال کا طریقہ سکھانا شروع کر دیا، اب اس سے بہت زیادہ ملنے کا موقع میسر آ گیا۔ تقریباً دو مہینے گزرے تھے کہ میں انٹرنیٹ پر خوش کلامی کی ماہر ہوگئی۔ میں نے ای میل بھیجنا اور شائستہ اور غیر شائستہ ہر طرح کی ویب سائیٹ تلاش کرنا بھی سیکھ لیا، ان دومہینوں میں میری اپنے خاوند سے اس بات پر لڑائی رہی کہ وہ گھر میں انٹرنیٹ لگوائے۔ وہ اس کے سخت خلاف تھا، بالآخر میں نے اسے یہ کہہ کر قائل کر لیا کہ میں گھر میں اکیلی بوریت محسوس کرتی ہوں، میری سہیلیاں انٹرنیٹ استعمال کرتی ہیں۔ کیوں نہ میں اس کے ذریعے ان سے

بات چیت کر لیا کروں جو ٹیلی فون کی بہ نسبت بہت سستی پڑتی ہے۔

میرے خاوند نے میری بات مان لی، کاش! وہ ایسا نہ کرتا، اب میرا پورا دن اپنی سہیلیوں کے ساتھ چیٹنگ میں گزرتا، اس کے بعد میرے خاوند کو میری طرف سے کوئی شکوہ یا مطالبہ سننے کو نہ ملا، جونہی وہ گھر سے نکلتا، میں دیوانہ وار انٹرنیٹ کی طرف لپکتی اور کئی کئی گھنٹے بیٹھی رہتی، اب میری یہ خواہش رہتی کہ میرا خاوند گھر سے زیادہ سے زیادہ دیر باہر ہی رہے، مجھے اپنے خاوند سے محبت تھی۔ وہ بھی میری محبت کا قدر شناس تھا، مالی حالت کمزور ہونے کے باوجود ہر ممکن

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

طریقے سے میری دل جوئی کرتا تھا، جوں جوں دن گزرتے گئے، انٹرنیٹ پر میری توجہ بڑھتی گئی، حالت یہ ہوگئی کہ اس کے علاوہ کسی کام میں دلچسپی نہ رہی، پہلے ہر دو ہفتے بعد میں اپنے خاوند کے ساتھ میکے اور سسرال جاتی تھی۔ اب اس سے بھی کترانے لگی۔

جب بھی میرا خاوند اچانک گھر میں داخل ہوتا، میں فوراً نیٹ پر کھلی ہوئی فائلیں بند کرنا شروع کر دیتی، اسے یہ کام بڑا عجیب لگا، شک تو نہ کیا مگر اس کے دل میں یہ دیکھنے کا اشتیاق پیدا ہوگیا کہ میں انٹرنیٹ پر کیا کرتی ہوں؟ ایک دن اسے شاید جلدی چھٹی ہوگئی یا وہ میری ٹوہ لینے کے لیے وقت سے پہلے آ گیا، گھر میں یوں داخل ہوا کہ میں سنبھل نہ سکی، اس نے میری چیٹنگ دیکھ لی جو میں بند نہ کر پائی تھی، وہ ڈانٹتے ہوئے طنزیہ لہجے میں کہنے لگا: انٹرنیٹ معلومات کا وسیع میدان ہے، اسے وقت ضائع کرنے کا وسیلہ نہیں بنانا چاہیے۔

وقت گزرتا گیا اور میں چیٹنگ کے فتنے میں اور زیادہ گرفتار ہوتی چلی گئی، بچوں کی تربیت کا معاملہ خادمہ پر چھوڑ دیا، خاوند کی واپسی کا وقت ہوتا تو کمپیوٹر بند کر دیتی، میں نے اپنا خیال کرنا بھی چھوڑ دیا، پہلے یہ ہوتا تھا کہ میں خاوند کی واپسی کے وقت بن سنور کر آراستہ پیراستہ ہو جاتی تھی۔ لیکن انٹرنیٹ آنے کے بعد یہ عمل مدھم ہوتے ہوتے بالکل ختم ہوگیا، میں انٹرنیٹ کی اس قدر دل دادہ ہوگئی تھی کہ خاوند کے سونے کے بعد چپکے سے کمپیوٹر والے کمرے میں چلی جاتی اور جاگنے سے پہلے چپکے سے آ جاتی، اسے معلوم تھا کہ میں انٹرنیٹ پر جو کچھ کرتی ہوں، وہ محض وقت کا ضیاع ہے لیکن وہ میری تنہائی اور گھر والوں سے

دوری کے احساس کے زیر اثر مجھ سے مشفقانہ رویہ رکھتا تھا مگر میں اس سے غلط فائدہ اٹھاتی رہی، اولاد کی تربیت کے حوالے سے میری لاپروائی پر وہ بہت پریشان تھا، اس نے کئی دفعہ توجہ دلائی لیکن میں جھوٹ موٹ کے آنسو ٹپکانے لگتی اور کہتی: آپ نہیں جانتے آپ کی عدم موجودگی میں کیا اُودھم مچتا ہے، میں بچوں کی تربیت کے لیے فکرمند رہتی ہوں، وہ مجھے تنگ کر کے ہلکان کردیتے ہیں۔

مختصر یہ کہ میں خاوند سمیت ہر چیز سے لاپروا ہوگئی، پہلے وہ گھر سے باہر جاتا تو میں اس سے رابطے کے لیے دس دس مرتبہ فون کرتی تھی لیکن انٹرنیٹ آنے کے بعد گھر کے ضروری کام کے لیے کبھی کبھار ہی فون کرتی تھی، یوں میرا خاوند انٹرنیٹ پر بہت خار کھانے لگا۔ اسی طرح چھ ماہ گزر گئے، اِس دوران جعلی ناموں سے میرے کئی رابطے (Links) بن گئے۔ جو مجھ سے چیٹنگ کرنا چاہتا، میں اسی کے ساتھ چیٹنگ کرنے لگتی، مجھے معلوم بھی ہوجاتا کہ وہ مرد ہے مگر میں مردوں سے بھی بے تکلف چیٹنگ کرتی تھی۔ ایک مرد سے میں

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

بہت متاثر ہوئی، اس کی باتیں میرے دل کو چھونے لگیں، دن پر دن یہ تعلق بڑھنے لگا اور تقریباً تین ماہ تک مسلسل بڑھتا چلا گیا۔ اس نے اپنے شہد بھرے لہجے اور محبت وعشق کی باتوں سے مجھے پھانس لیا۔

بسا اوقات اس کی باتیں معمولی ہوتی تھیں لیکن شیطان انھیں بہت خوبصورت کر کے دکھاتا، اب تک ہماری بات چیت تحریری طور پر ہوتی رہی، ایک دن اس نے میری آواز سننے کی تمنا کی، میں نے انکار کردیا، وہ اپنی بات پر اڑا رہا، پھر مجھ سے چیٹنگ اور ای میل ختم کرنے کی دھمکی دینے لگا۔

میں نے اس کا مطالبہ ٹالنے کی بڑی کوشش کی لیکن نجانے کیوں ناکام رہی، بالآخر اس شرط پر کہ صرف ایک دفعہ بات کروں گی، میں نے اس کا مطالبہ قبول کرلیا، ہم نے چیٹنگ کا صوتی پروگرام استعمال کرتے ہوئے بات چیت کی۔ اگرچہ یہ سسٹم زیادہ بہتر نہیں تھا لیکن پھر بھی اس کی آواز بہت خوبصورت اور اس کی باتیں بڑی دلکش معلوم ہوئیں، اس نے کہا: انٹرنیٹ پر آپ کی آواز صاف نہیں سنائی دیتی، لہٰذا اپنا فون نمبر دے دیں، میں نے انکار کردیا اور اس کی جسارت پر حیران بھی ہوئی، پھر عرصہ بیت گیا۔ اس سے بات چیت کی نوبت نہ آئی۔

میں خوب اچھی طرح جانتی تھی کہ شیطان میرے پیچھے پڑ گیا ہے جو اس کی آواز کو خوب سے خوب تر بنا کر پیش کر رہا ہے اور میرے دل سے باقی ماندہ عفت وعصمت کا احساس ختم کرنے کے درپے ہے۔

ایک دن میں نے اس سے فون پر بات کی، بس اسی وقت سے میری زندگی

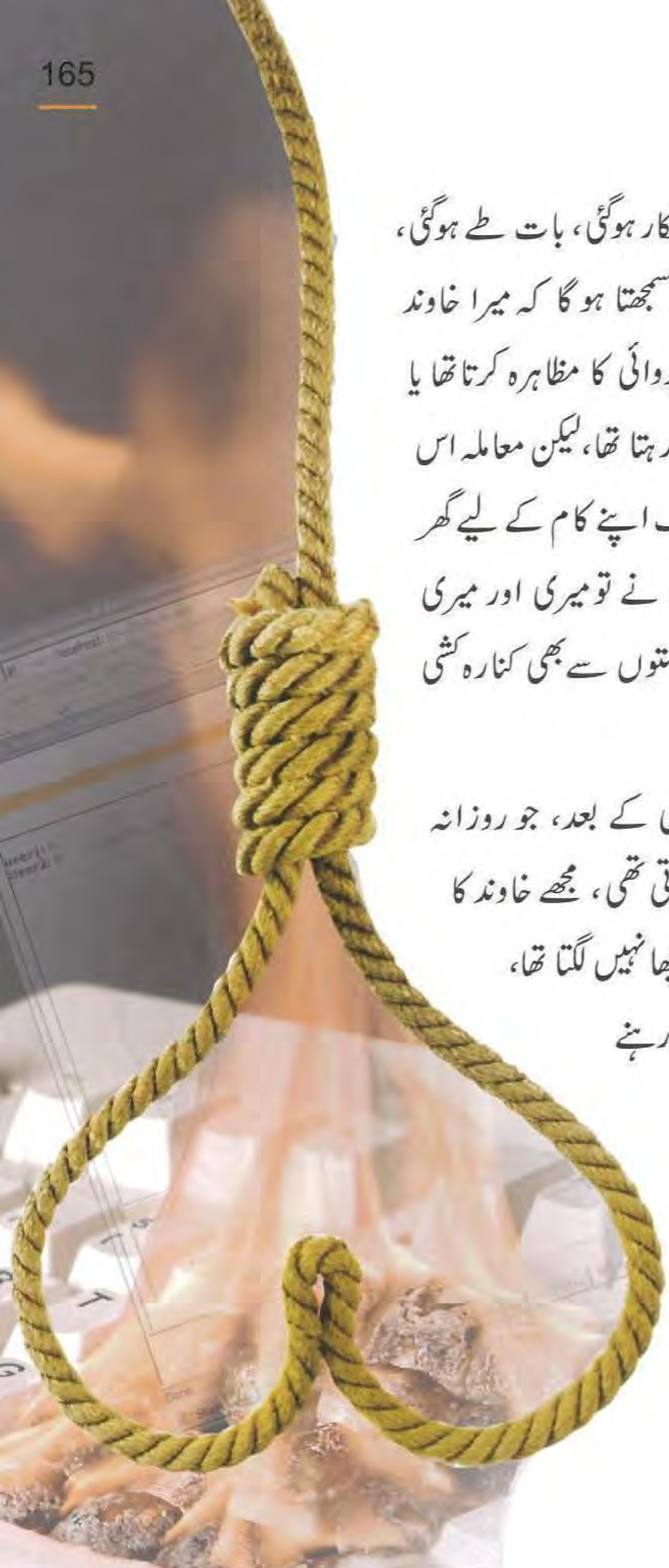

گراوٹ اور گندگی کا شکار ہوگئی، بات طے ہوگئی، میری کہانی پڑھنے والا سمجھتا ہوگا کہ میرا خاوند میرے بارے میں لاپروائی کا مظاہرہ کرتا تھا یا گھر سے زیادہ غائب رہتا تھا، لیکن معاملہ اس کے برعکس ہے، وہ صرف اپنے کام کے لیے گھر سے باہر جاتا تھا، اس نے تو میری اور میری اولاد کی خاطر اپنے دوستوں سے بھی کنارہ کشی کرلی تھی۔

انٹرنیٹ سے دل لگی کے بعد، جو روزانہ آٹھ سے بارہ گھنٹے ہوتی تھی، مجھے خاوند کا گھر میں زیادہ رہنا اچھا نہیں لگتا تھا، میں اسے اکثر گھر بیٹھے رہنے پر کوستی اور ترغیب دیتی کہ شام کو بھی کوئی کام کاج کرے تاکہ بے پناہ قرض اور لگاتار قسطوں سے جان چھوٹ جائے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

اس نے واقعی میری بات پر عمل کیا اور ایک چھوٹے کارخانے میں اپنے دوست کے ساتھ شراکت کر لی، اس کے بعد انٹرنیٹ پر گزرنے والے وقت میں اضافے پر اضافہ ہوتا گیا، باوجود اس کے کہ وہ ہزاروں روپے کے ٹیلی فون بل سے پریشان تھا، مجھے اس کا کوئی احساس نہ رہا۔ ادھر اس اجنبی شخص سے میرا رابطہ اور آگے بڑھنے لگا، کئی مرتبہ میری آواز سننے کے بعد وہ مجھ سے ملاقات کی آرزو کرنے لگا۔ میں نے اُسے ڈانٹ دیا، میں اسے تو اس کی خواہشِ ملاقات پر ڈانٹتی تھی مگر خود اسے دیکھنے کا بڑا شوق رکھتی تھی، اس کے باوجود ملاقات سے گریزاں تھی، کوئی اور وجہ نہ تھی بس ایک انجانا سا خوف تھا۔

دوسری طرف اس کا اصرار روز بروز بڑھتا گیا، وہ صرف میرے دیدار کا مشتاق تھا، آخر کار میں نے اس کا یہ مطالبہ بھی مان لیا۔ اس شرط پر کہ یہ ہماری پہلی اور آخری ملاقات ہوگی، باہم معاہدے کے بعد ہم دونوں ایک بازار میں ملے، ہم دونوں اکیلے تھے، شیطان کے علاوہ دور تک کوئی متنفس نہ تھا۔

میں پہلی ہی نظر میں اس کی گرویدۂ جمال ہوگئی، شیطان نے اسے میری نظروں میں بہت حسین وجمیل بنا دیا تھا، میرا خاوند بھی حسن میں کم نہ تھا، لیکن شیطان کی عادت یہ ہے کہ حرام کو خوب بنا سنوار کر پیش کرتا ہے۔

ملاقات ختم ہوگئی۔ اس کے بعد وہ میرے ساتھ تعلقات بڑھانے لگا، وہ اس بات سے بے خبر تھا کہ میں شادی شدہ ہوں اور کئی بچوں کی ماں ہوں، کئی بار اس نے مجھے دیکھا، خوب چکنی چپڑی باتیں کیں۔ میرے بارے میں ہر بات معلوم کی، پھر وہ مجھے خاوند سے بدظن کرنے لگا، پھر ایک دن اس نے مجھے اپنے خاوند

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

سے طلاق لے کر اپنے ساتھ شادی کا ارمان پیش کر دیا، میں اپنے خاوند سے نفرت کرنے لگی۔ نت نئے مسائل اور جھگڑے پیدا کرنے شروع کر دیے تاکہ وہ مجھے خود ہی طلاق دے دے، میرا خاوند پریشان کن مسائل کا سامنا نہ کر سکا۔ اکثر گھر سے غائب رہنے لگا، پھر بہت ہولناک واقعہ پیش آیا۔

ہوا یوں کہ ایک دن میرے خاوند نے بتایا کہ وہ کسی کام کے سلسلے میں پانچ دن کے سفر پر جا رہا ہے، اُس نے مجھے بچوں سمیت میکے جانے کا مشورہ دیا، میں نے موقع غنیمت جانا۔ میکے جانے سے انکار کر دیا، وہ لاچار ہو کر جمعے کے دن سفر پر روانہ ہو گیا، اُدھر اتوار کو ہمارا ملاقات کا وعدہ تھا، میں شیطان کی اُنگلی تھام کر چپ چاپ ایک بازار میں اس کے سامنے جا پہنچی، پھر اس کے ساتھ گاڑی میں سوار ہوئی اور وہ گاڑی کو سڑکوں پر دوڑانے لگا۔

زندگی میں یہ پہلا موقع تھا کہ میں ایک اجنبی کے ساتھ گھر سے نکلی تھی، میں سخت پریشان تھی، میں نے اس سے کہا: میں گھر سے زیادہ دیر غائب نہیں رہنا چاہتی، ڈرتی ہوں کہیں خاوند گھر نہ پہنچ جائے یا کوئی اور ناخوشگوار واقعہ نہ پیش آ جائے، وہ کہنے لگا: جب تیرے خاوند کو اس بات کا علم ہو گا، وہ تجھے خود ہی طلاق دے دے گا، اس طرح تجھے اس سے خلاصی مل جائے گی۔ اب مجھے اس کی باتیں اور لہجہ اچھا نہیں لگ رہا تھا، میری گھبراہٹ بڑھنے لگی، میں نے پھر اس سے کہا: زیادہ دور نہ جاؤ، میں گھر سے لیٹ نہیں ہونا چاہتی، لیکن وہ مجھے ادھر ادھر کی باتوں میں الجھانے لگا۔

اچانک ہم اندھیرے میں ڈوبی ہوئی ایک نامعلوم جگہ پر پہنچے۔ یہ کوئی ریسٹ ہاؤس

معلوم ہوتا تھا، میں چیخنے لگی، یہ کون سی جگہ ہے؟ مجھے کہاں لے جا رہے ہو؟

گاڑی رکی، دوسرے آدمی نے دروازہ کھولا۔ اس نے مجھے بہت بُری طرح گھسیٹ کر باہر نکالا اور کچھ دور جا کر ایک کمرے میں دھکیل دیا۔ وہاں پہلے ہی دو آدمی بیٹھے ہوئے تھے، ایک طرف سے عجیب وغریب خوشبوئیں اٹھ رہی تھیں، ہر چیز مجھ پر بجلی بن کر گر رہی تھی، میں بہت چیخی چلائی اور اس سے رحم کی اپیل کی مگر میری فریاد آوارہ قہقہوں میں گم ہو گئی۔

اجنبی مقام پر میں خوف کی شدت سے اردگرد کے حالات سمجھنے سے قاصر تھی، اچانک میرے چہرے پر ایک تھپڑ پڑا، پھر ایک گرجدار دھمکی سنائی دی۔ اِس نے مجھے ہلا کر رکھ دیا، اس کے بعد ڈر کے مارے میں ہوش وحواس ہی کھو بیٹھی، پھر جو ہونا تھا، ہوا، جب مجھے ہوش آیا تو مجھ پر شدید رعب طاری تھا، جسم کانپ رہا تھا، آنسو تھمنے کا نام نہیں لیتے تھے، انھوں نے میری آنکھوں پر پٹی باندھی۔ کار میں ڈالا اور میرے گھر کے قریب ایک جگہ پھینک گئے، میں جلدی سے اپنے گھر میں گھس گئی، رو رو کر اپنے آنسو خشک کر لیے اور اپنے آپ کو کمرے میں قید کر کے بیٹھ گئی،

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

اپنے بچوں کو دیکھا نہ اپنے منہ میں کوئی لقمہ ڈالا۔

اب مجھے خود اپنے وجود سے نفرت ہوگئی، خودکشی کی کوشش کی، کامیاب نہ ہو سکی، اولاد کے بارے میں کوئی ہوش نہ رہا، میرا خاوند سفر سے لوٹ آیا۔ میری حالت اس قدر خراب تھی کہ اپنے قدموں پر چل بھی نہ سکتی تھی۔ وہ مجھے اٹھا کر ہسپتال لے گیا، ڈاکٹروں نے مجھے سکون آور اور مقوی ادویات دیں، میں نے اپنے خاوند سے کہا: مجھے فوراً میکے پہنچا دے۔

میں بہت رو رہی تھی، گھر والے کچھ نہ کر سکتے تھے، ان کا خیال تھا کہ میری اپنے خاوند سے کوئی چپقلش ہوگئی ہے، میرے والد نے میرے خاوند سے مفاہمت کرانی چاہی۔ وہ کسی نتیجے پر نہ پہنچ سکے۔ میرے خاوند کو نہ کسی اور کو کچھ معلوم تھا کہ مجھ پر کس قیامت کی بجلیاں گر چکی ہیں، میرے گھر والے مجھے کئی عاملوں کے پاس بھی لے کر گئے، میں چپ تھی کیسے بتاتی اور کیا بتاتی کہ مجھ پر کیا بیت گئی ہے۔

قصہ مختصر، میں اپنے خاوند کے قابل نہ رہی، اس سے طلاق مانگ لی کیونکہ میں شریف لوگوں کے ساتھ رہنے کا جواز کھو بیٹھی تھی، میں نے اپنے پاؤں پر خود ہی کلہاڑی مار لی تھی۔

چیٹنگ کے ذریعے بننے والے دوست چیٹنگ کرنے والی لڑکیوں کے شکاری ہوتے ہیں، یہ سفاک لوگ لڑکیوں کو اندھیری کوٹھڑیوں میں گھسیٹتے ہیں، ایک رات کی ملکہ بناتے ہیں اور پھر انھیں زندہ درگور ہونے کے لیے ویرانے میں پھینک جاتے ہیں، میری حالت دیکھ کر میرا شوہر بہت دکھی ہوا، وہ میرے پاس

ہی بیٹھا رہا۔ کئی روز کام پر نہ گیا، اس نے طلاق دینے سے انکار کردیا، بے چارہ مجھ سے بہت محبت رکھتا تھا۔ اپنا آشیانہ بنانے کے لیے محنت کرتے کرتے تھک گیا تھا، وہ طلاق دے کر گھر اُجاڑنا نہیں چاہتا تھا۔

میں نے اپنا راز اپنے سینے میں چھپا لیا، آئے دن میرا غم وغصہ بڑھتا گیا، میری رُوح لہولہان ہوگئی۔ یہ سوچ سوچ کر میرے سانسوں میں گرہ پڑ گئی کہ میں کن بدمعاشوں کے نرغے میں پھنس گئی تھی۔ مجھے کتنی ذلت کا سامنا کرنا پڑا، میں کیسے کیسے شرابیوں اور زانیوں کی ہوس کا کھلونا بنی رہی، میں کتنی پگلی تھی، اُف! میں نے کتنا قیمتی وقت ان بدقماشوں اور لفنگوں سے چیٹنگ میں برباد کیا جنھیں کوئی شریف آدمی دیکھنا بھی گوارا نہیں کرتا، بالکل سچ ہے، بُری باتوں کا انجام ہمیشہ بُرا ہوتا ہے اور خون کے آنسو رلاتا ہے۔

اب میں اپنی کہانی اس حالت زار میں لکھ رہی ہوں کہ بستر مرض پر پڑی سسک رہی ہوں۔ آہ! نفس اور شیطان کے شکنجے میں آجانے والی ایک حقیر اور بے مایہ ہستی اب موت کے قدموں کی آہٹ سن رہی ہے! شاید یہ بستر مرگ ثابت ہو۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

قرآن کی محبت

یہ واقعہ بیان کرنے والی امۃ اللہ ہیں، وہ کہتی ہیں کہ میں حرم مکی میں تھی اور مجھے عورتوں کو حج کی تعلیم وتربیت دینے کی ذمے داری سونپی گئی تھی، میں عورتوں کے خیمے میں تھی، اچانک ایک عورت نے میرے کندھے پر تھپکی دی، وہ عجمی عورت تھی۔ اٹک اٹک کر گفتگو کر رہی تھی۔ وہ کہہ رہی تھی: اے حاجیہ! اے حاجیہ!

میں نے مڑ کر اس کی طرف دیکھا، وہ اوسط عمر کی خاتون تھی اور میرے غالب گمان کے مطابق اس کا تعلق ترکی سے تھا۔ اس نے مجھے سلام کہا، وہ کچھ کہنا چاہتی تھی لیکن اس کی زبان اس کا ساتھ نہیں دے رہی تھی۔ اس نے میرے ہاتھ میں پکڑے ہوئے مصحف کی طرف اشارہ کیا، پھر ٹوٹی پھوٹی عربی میں پوچھا: کیا تم قرآن پڑھی ہوئی ہو؟ میں نے جواب دیا: جی ہاں! اس کا چہرہ سرخ ہو گیا اور آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ اس کی یہ حالت دیکھ کر مجھ سے رہا نہ گیا، میں بھی رونے لگی اور اس سے پوچھا: تم کیوں رو رہی ہو؟ اس نے بیٹھی ہوئی آواز سے کہا: میں قرآن نہیں پڑھ سکتی، میں نے پوچھا: وہ کیوں؟ اس نے جواب دیا: میں

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

یہ مقدس کتاب پڑھنا نہیں جانتی، ابھی اس کی بات مکمل بھی نہیں ہوئی تھی کہ وہ پھر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔ میں نے اسے دلاسہ دیا اور اس کی امید بڑھائی، میں نے کہا: تم ابھی اللہ کے گھر میں ہو، اس کے سامنے گڑگڑا کر دعا کرو کہ وہ تمھیں قرآن سکھلا دے اور قرآن پڑھنے میں تمھاری مدد فرمائے۔ میری یہ بات سن کر اس کے آنسو تھم گئے۔

میں یہ واقعہ ساری زندگی نہیں بھول سکتی، اس عورت نے دست دعا بلند کیا اور کہنے لگی: اے اللہ! میرا سینہ کھول دے، اے اللہ! میرا حافظہ تیز کر دے، تاکہ میں قرآن پڑھ سکوں، اے اللہ! میرا سینہ فراخ کر دے تاکہ میں قرآن پڑھ سکوں۔

پھر اس نے میری طرف دیکھا اور بڑی پریشانی کے عالم میں بولی: کیا میں قرآن پڑھے بغیر فوت ہو جاؤں گی؟ میں نے اسے تسلی دی: نہیں! ان شاء اللہ! ایسا نہیں ہوگا، تم عنقریب قرآن پڑھنے لگو گی، اور کئی مرتبہ اسے مکمل پڑھ ڈالو گی،

میں نے اس سے پوچھا: کیا تم سورۂ فاتحہ پڑھ سکتی ہو؟ اس کا چہرہ خوشی سے کھل اُٹھا، اس نے کہا: جی ہاں! پھر وہ ٹھہر ٹھہر کر پڑھنے لگی:

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝﴾

”تمام تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں جو جہانوں کا پروردگار ہے۔ نہایت مہربان، بے حد رحم کرنے والا ہے۔“[1]

اس نے سورۂ فاتحہ مکمل پڑھ لی، پھر بیٹھ گئی اور چھوٹی چھوٹی کئی سورتیں پڑھیں۔ وہ اسے زبانی یاد تھیں، میں اس کا عمدہ عربی لہجہ سن کر بڑی حیران ہوئی، وہ یکا یک نہایت عمدہ عربی زبان میں گفتگو کر رہی تھی، لیکن افسوس کہ اس نے اس پیاری زبان کو قرآن سیکھنے کے لیے استعمال نہیں کیا تھا۔

اچانک اس کے چہرے کا رنگ متغیر ہو گیا، وہ کہنے لگی: اگر میں بغیر قرآن پڑھے مرگئی تو جہنم میں چلی جاؤں گی۔

اللہ کی قسم! میں قرآن کریم کا کیسٹ خریدلوں گی۔

یہ اللہ کا کلام ہے، اللہ کا کلام سب سے عظیم ہے۔

وہ اللہ کی عزت وعظمت اور اس کی بڑائی بیان کرنے لگی اور اللہ کی کتاب کا ہم پر حق جتلانے لگی۔

میں اس کی باتیں سن کر اپنے آپ پر قابو نہ رکھ سکی، بہت روئی کہ ایک عجمی عورت اللہ اور اس کے عذاب سے اس قدر ڈر رہی ہے، حالانکہ اس نے ابھی قرآن بھی نہیں پڑھا، اس کی زندگی کی آخری خواہش یہی تھی کہ وہ قرآن پڑھ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

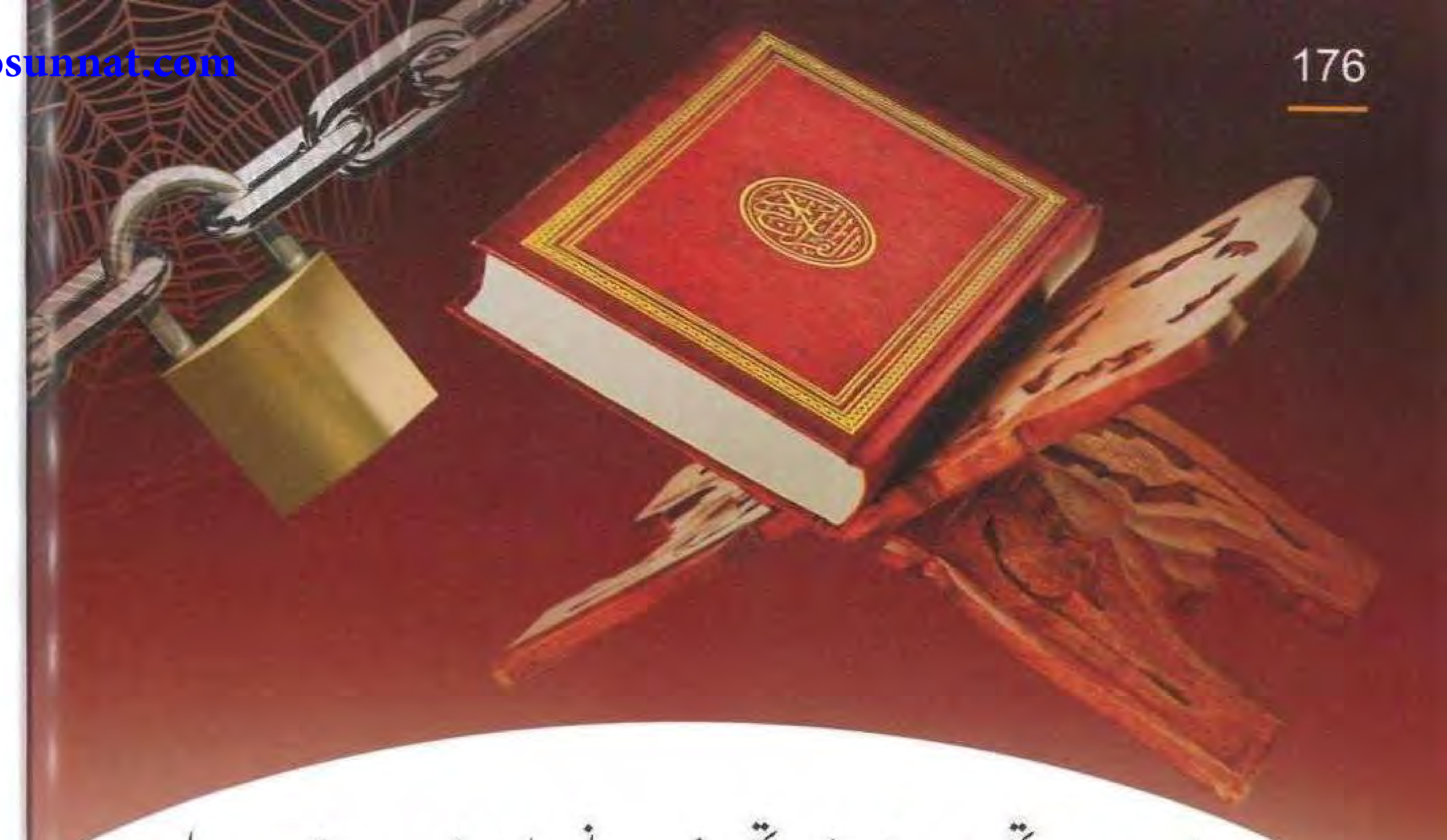

لے، وہ رو رہی تھی اور بڑی افسردہ تھی، اُسے سانس لینا دوبھر ہو رہا تھا، اس لیے کہ وہ اللہ کی کتاب نہیں پڑھ سکتی تھی۔

کیا ہم نے بھی کبھی اس کی پروا کی ہے؟ ہم نے تو اسے پس پشت ڈال دیا ہے۔

ہمیں اللہ نے اس لازوال معجزے سے نوازا ہے لیکن ہم اسے بھول چکے ہیں۔

ہم نے کبھی سوچا ہی نہیں، حالانکہ اللہ نے ہمارے لیے قرآن کریم حفظ کرنے، اس کی تلاوت کرنے اور اسے سمجھنے کے تمام مواقع فراہم فرمائے ہیں، اس کے باوجود ہم اس سے روگردانی کیے ہوئے ہیں، آخر ہمارے دلوں کو کس چیز سے جلا ملے گی؟ آہ! آنکھیں نم ہی نہیں ہوتیں، بھلا قرآن کریم کے بعد کون سی چیز ہے جو انھیں نم ناک کرے گی؟ آخر ہمارے تفکرات میں کون انقلاب برپا کرے گا؟

1 الفاتحة 1:1,2.

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

زندہ قومیں اپنی تاریخ کو فراموش نہیں کرتیں۔ وہ اپنے ماضی سے ہمیشہ سبق سیکھتی ہیں۔ خود قرآن مجید کا پیغام بھی یہی ہے کہ تاریخ کو محض تفریح کا ذریعہ نہیں بنانا چاہیے بلکہ اس سے عبرت حاصل کرنی چاہیے۔

اس کتاب میں تاریخ اور عصر حاضر کے چند ایسے ہی واقعات کو قاری کے حیطۂ فہم میں لانے کی کوشش کی گئی ہے جو اپنی عبرت سامانی میں آج بھی بے مثال ہیں۔

9786035001052

دارالسلام
کتاب و سنت کی اشاعت کا عالمی ادارہ
ریاض • جدہ • شارجہ • لاهور • کراچی
اسلام آباد • لندن • هیوسٹن • نیو یارک